نماز مدلل

وضو غسل اور نماز کے اہم مسائل قرآن مجید، احادیث و آثار کی روشنی میں
رفع یدین، قراءت خلف الامام بیس تراویح اور جمع بین الصلوتین جیسے
متعدد معروف مسائل قدرے تفصیل کے ساتھ

تالیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا **فیض احمد** صاحب ملتانی

ناشر
مکتبہ حقانیہ
ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز مُدلّل

جسمیں وضو، غسل اور نماز کے اہم مسائل قرآن مجید، احادیث و آثار کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ رفع یدین، قرارت خلف الامام بیس تراویح اور جمع بین الصلوتین جیسے متعدد معروف مسائل قدرے تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں۔

— تالیف —

حضرت مولانا فیض احمد صاحب مُلتانی

مکتبہ حقانیہ
ٹی بی ہسپتال روڈ۔ مُلتان

باسمہ تعالیٰ

فہرست مضامین نماز مدلل

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
راہ نما اشارے	۵	غسل جنابت کی فرضیت	۳۲
اسلامی احکام کے مآخذ و دلائل	۸	غسل کا طریقہ اور اس کے آداب	۳۲
طہارت	۱۶	جمعہ کے دن کا غسل سنّت ہے۔	۳۳
قضاءِ حاجت واستنجاء کے آداب	۱۷	عید کے دن کا غسل سنّت ہے۔	۳۴
بیت الخلاء جانے کی دُعا	۲۰	نماز کی عظمت و اہمیت	۳۴
بیت الخلاء سے فارغ ہونے کی دُعا	۲۰	نماز کی فرضیت	۳۵
وضو کی فرضیت	۲۱	نماز تمام انبیاؑ کی شریعتوں کا بنیادی رُکن ہے	۳۵
وضو کی نیت	۲۲	نماز پر گناہوں کی معافی	۴۰
وضو بسم اللہ سے شروع کرنا	۲۳	پانچ وقت کی نماز	۴۱
وضو کا طریقہ	۲۵	پنج وقتہ فرض نماز کے اوقات	۴۳
چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے۔	۲۸	نماز صبح کا وقت	۴۴
کامل وضو کی برکات	۲۹	صبح کی نماز کا مستحب وقت اسفار ہے۔	۴۵
وضو میں پانی اور وقت ضائع نہ کرنا۔	۳۰	نماز ظہر کا وقت	۴۷
وضو کے بعد کی دُعا	۳۱	نماز ظہر کا مستحب وقت	۴۹

نماز عصر کا وقت	۵۱
نماز عصر کا مستحب وقت	۵۱
نماز مغرب کا وقت	۵۴
نماز مغرب کا مستحب وقت	۵۵
نماز عشاء کا وقت	۵۶
نماز عشاء کا مستحب وقت	۵۷
نماز عشاء میں بیمار وغیرہ کی رعایت	۵۸
اول وقت میں نماز کی احادیث پر تبصرہ	۵۹
نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا فرض ہے	۶۱
نماز کے اوقات متواتر احادیث سے ثابت ہیں۔	۶۴
اوقات نماز کی عملی تعلیم اور امامت جبریل علیہ السلام	۶۵
تاخیرِ نماز کا سبب بننے پر سخت دعا	۶۷
نماز خوف کی احادیث سے اوقات نماز کی اہمیت	۶۷
جمع بین الصلوتین	۷۰
اذان کی عظمت	۷۴
اذان کے الفاظ	۷۷
اذان میں ترجیع نہیں ہے۔	۷۸
صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم	۸۱
اذان کا جواب	۸۱
اذان کے بعد دعا	۸۳
اقامت کے سترہ کلمے	۸۴
اقامت کا جواب	۸۸
نمازی کے بدن وغیرہ کا پاک ہونا	۸۸
نماز میں ستر عورت فرض ہے۔	۸۹
استقبال قبلہ فرض ہے۔	۸۹

نماز کی نیت فرض ہے۔	۹۰
نماز میں قیام فرض ہے	۹۱
تکبیر تحریمہ فرض ہے	۹۱
نماز کا طریقہ	۹۲
تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں کے برابر ہاتھ اٹھانا	۹۲
عورت سینہ کے برابر ہاتھ اٹھائے	۹۳
قیام میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا	۹۴
ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا	۹۵
سبحانک اللھم پڑھنا	۹۸
تعوذ	۱۰۱
تسمیہ	۱۰۳
تعوذ اور تسمیہ کا آہستہ پڑھنا	۱۰۳
امام کا فاتحہ اور سورۃ پڑھنا	۱۰۶
منفرد کا فاتحہ اور سورۃ پڑھنا	۱۰۷
مقتدی کا امام کی قراءت کے وقت خاموش رہنا کہ امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے	۱۰۹
فاتحہ کے بعد آمین کہنا	۱۲۱
آمین آہستہ کہنا	۱۲۱
رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہنا	۱۲۸
رکوع میں جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین نہیں ہے	۱۲۸
رکوع کرنا	۱۳۸
رکوع کی ہیئت وصورت	۱۳۹
رکوع کی تسبیح	۱۴۰
رکوع اطمینان سے ادا کرنا	۱۴۱

رکوع ناقص کرنا چوری ہے	۱۴۱
تسمیع وتحمید	۱۴۱
مقتدی صرف تحمید کہے	۱۴۱
سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھنا	۱۴۲
سجدہ فرض ہے	۱۴۳
سجدہ انتہائی قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے،	۱۴۳
سجدہ کی ہیئت وصورت	۱۴۳
سات اعضاء سے سجدہ کرنا	۱۴۴
سجدہ کی تسبیح	۱۴۴
رکوع وسجود، قومہ جلسہ اطمینان سے اداکرنا	۱۴۵
عورت کے سجدہ کی کیفیت وصورت	۱۴۵
دوسجدوں کے درمیان بیٹھنے کی صورت	۱۴۶
دوسرے سجدہ سے اٹھتے وقت پہلے ہاتھ پھر گھٹنے اُٹھانا۔	۱۴۷
دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھے بغیر کھڑا ہونا	۱۴۷
دوسری رکعت میں ثنا اور تعوذ نہیں	۱۴۹
دوسری رکعت میں فاتحہ اور سُورۃ پڑھنا	۱۴۹
قعدہ کی ہیئت وصورت	۱۵۰
عورت کے بیٹھنے کی مسنون ہیئت	۱۵۲
تشہد کے الفاظ	۱۵۳
قعدہ اولیٰ میں صرف تشہد پڑھنا	۱۵۵
قعدہ میں اُنگلی کا اشارہ	۱۵۵
آخری قعدہ میں درود شریف	۱۶۱
درود شریف کے بعد دُعا	۱۶۲
دونوں طرف منہ پھیر کر سلام کرنا	۱۶۳
نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا۔	۱۶۴
نماز کے بعد دُعا	۱۶۵
دُعا میں ہاتھ اُٹھانا	۱۶۵
دُعا کے آداب	۱۶۸
نماز کی جماعت کا اہتمام	۱۶۹
امامت کا معیار	۱۷۰
صفوں کو برابر کرنا	۱۷۱
صفِ اوّل کی فضیلت	۱۷۱
تکبیر اولیٰ پانے کی فضیلت	۱۷۳
عورت کی نماز گھر میں افضل ہے	۱۷۳
نماز وتر واجب ہے	۱۷۴
نماز وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ	۱۷۵
وتر میں دُعائے قنوت	۱۸۰
دعائے قنوت کے الفاظ	۱۸۱
سُنن ونوافل کا اہتمام	۱۸۶
نمازِ تراویح	۱۸۸
تراویح کی جماعت	۱۸۹
تراویح کی بیس ۲۰ رکعت	۱۹۳
فجر کی سنتیں	۲۰۵
صبح کے فرضوں کے بعد طلوع شمس سے پہلے سُنتیں نہ پڑھے۔	۲۰۹
پانچ مکروہ اوقات میں دوگانہ طواف اور نفل نماز نہ پڑھے۔	۲۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ:

راہ نما اشارے

اسلام کے فروعی اختلافی اور اجتہادی مسائل میں ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم (امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اور دیگر سلف صالحینؒ کا اختلاف حق و باطل کا اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ راجح و مرجوح، اولیٰ و غیر اولیٰ اور افضل و غیر افضل کا اختلاف ہے۔

یہ فروعی اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے چلا آرہا ہے۔ فروعی اختلافی مسائل میں تشدد اختیار کرنا، ایک مکتبِ فکر کا دوسرے مکتبِ فکر کو گمراہ کہنا ملامت کرنا، طعن و تشنیع کرنا درست نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں حدیثِ ذیل کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

(۱) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعْنَا مِنَ الْاَحْزَابِ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ فَاَدْرَکَ بَعْضَہُمُ الْعَصْرُ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ بَعْضُہُمْ لَا نُصَلِّیْ حَتّٰی نَاْتِیَہَا وَقَالَ بَعْضُہُمْ بَلْ نُصَلِّیْ لَمْ یُرِدْ ذٰلِکَ مِنَّا فَذُکِرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم غزوۂ خندق سے لوٹے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ کے محلہ میں پہنچ کر، پھر راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہوگیا بعض نے کہا کہ ہم تو بنو قریظہ پہنچ کر ہی نماز پڑھیں گے اور بعض نے کہا ہم نماز پڑھتے ہیں آپ کا یہ مطلب نہیں تھا کہ نماز قضا کردو) پھر نبی کریم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ ۝

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس اختلاف کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے ان میں سے کسی کو ملامت نہیں فرمائی ۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۲۹ ابواب صلوٰۃ الخوف مسلم کتاب الجہاد صفحہ ۹۶ جلد ۲)

تشریح ذوالقعدہ ۵ھ میں غزوہ احزاب کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے محلہ میں جلدی پہنچو، نمازِ عصر وہیں جا کر پڑھو ان کی غداری کی بنا پر اُن کے خلاف جہاد کرنا ہے ، صحابہ کرامؓ فوراً بنو قریظہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو گئے ۔ سفر کے دوران عصر کی نماز فوت ہونے لگی ۔ اس سلسلہ میں صحابہ کرامؓ کا اجتہادی اختلاف پیدا ہو گیا ، بعض حضرات نے حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا ۔ عصر کی نماز راستہ میں نہیں پڑھی ، بلکہ بنو قریظہ میں پہنچ کر اس کی قضا پڑھی یا بقول بعض شارحین حدیث نماز اول وقت سے مؤخر کر کے پڑھی ، اور بعض حضرات نے قرآن و حدیث کی دوسری نصوص کی روشنی میں اس کا مقصد معلوم کرنے کی کوشش کی اور کہا وقت پر نماز پڑھنا فرض ہے بلا عذر قضا کرنا درست نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مقصد صرف یہ ہے کہ جلدی سے جلدی بنو قریظہ پہنچنے کی کوشش کرو ۔ آپؐ کا یہ مقصد نہیں کہ نماز قضا کر دی جائے ۔ ان حضرات نے راستے میں عصر کی نماز اپنے وقت پر پڑھی ، پھر بنو قریظہ قدرے تاخیر سے پہنچے ۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرامؓ کے اس اختلافِ عمل کی اطلاع ملی تو آپؐ نے ان میں سے کسی بھی طبقہ کی تردید و تغلیط نہیں فرمائی ، بلکہ اپنے سکوت و خاموشی سے ہر ایک کے فکر و عمل کو درست قرار دیا ۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۶ صفحہ ۲۶۴ طبع مصر و فتح الباری شرح البخاری جلد ۷ صفحہ ۳۱۴)

اجتہادی مسائل میں عام طور پر فکر وعمل کا اختلاف دلائل کے ظاہری اور سطحی تعارض سے پیدا ہوتا ہے یا پھر ایک نص کے معنی ومفہوم میں مختلف احتمالات کی گنجائش کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ اس مقام پر اجتہاد کے تمام ضروری اوصاف[ع] وشرائط کا حامل مجتہد عالم، اخلاص ونیک نیتی سے اپنی تمام فکری، علمی، عقلی اور عملی توانائیاں صواب وخطا کی تحقیق میں صرف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہٗ محض اپنے فضل وکرم سے اس پُرخلوص سعی ومحنت پر اس مجتہد کو ہر حال میں اجر وثواب سے سرفراز فرماتے ہیں۔ اسکی بے لوث جدّوجہد کو شرفِ قبولیت بخشتے ہیں۔ خواہ وہ مجتہد حق وصواب کو پالے یا خطا کر بیٹھے۔

اس موضوع کے لیے درج ذیل نصوص ملاحظہ فرمائیں، ارشادِ ربانی ہے۔

(۲) لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی وُسعت طاقت سے زیادہ مکلف اور ذمہ دار نہیں بناتے۔ (البقرہ آیت $\frac{۲}{۲۸۶}$)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ وحضرت ابُوہُریرہؓ رضی اللہ عنہما دونوں بزرگوں سے یہ مَرفوُع[ل] حدیث مروی ہے۔

ع مجتہد کے ضروری اوصاف یہ ہیں: علمِ قرآن، علمِ سنت، علم فقہ، علم اصولِ فقہ کا ماہر عالم ہو۔ ائمہ اربعہؒ اور سلفِ صالحین کی علمی تحقیقات اور اجماعی مسائل سے واقف ہو۔ اس کا عقیدہ عمل، اخلاق کتاب وسُنّت کے مطابق ہو، متقی پرہیزگار ہو۔

(عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہؒ، نور الانوار ص۲۴۶ وحواشیہ)

ل مَرفوُع حدیث، محدثین کی اصطلاح میں وہ حدیث کہلاتی ہے جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو اور اگر حدیث کی سند صحابیؓ پر ختم ہو اور اس میں صحابیؓ کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو تو اسکو "مَوقُوف" کہا جاتا ہے۔ اور اگر حدیث کی سند تابعیؒ پر ختم ہو اور اس میں تابعیؒ کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو، تو اسکو مَقطُوع کہا جاتا ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص۱، خیر الاصول ص۶)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَہَدَ وَاَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَہَدَ وَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ۔

(بخاری جلد۲ صفحہ۱۰۹۲ باب اجر الحاکم اذا اجتہد)
مسلم صفحہ۷۶ جلد۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب حاکم فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور درست فیصلہ کرے تو اس کے لئے دو اَجر ہیں اور اگر فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور خطا کر بیٹھے تو اس کے لیے ایک اَجر ہے۔

ف: ہر حال میں مجتہد ماجور اور اس کی محنت مقبول ہے، پھر جو حکم مجتہد کا ہے وہی حکم اس کے پیروکاروں کا ہے، کہ ان کا عمل بھی مقبول اور باعثِ اَجر ہے۔

اسلامی احکام کے مآخذ و دلائل

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۴) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (البقرۃ ۲/۲)

یہ کتاب ہے (قرآن مجید) اس میں کوئی شک نہیں، خدا سے ڈرنے والوں کے لیے راہ نما ہے۔

(۵) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ ۝ (البقرۃ ۲/۱۸۵)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا وہ (قرآن مجید) تمام لوگوں کے لیے راہ نما ہے۔

(۶) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (احزاب ۳۳/۲۱)

بلا ریب تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔

(۷) وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تم

فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ (سورہ حشر ۵۹/۷)

کو دیں تو اُسے لے لو اور تم کو جس چیز سے روک دیں تو رُک جاؤ۔

(۸) مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۝ (سورہ نساء ۴/۸۰)

جس شخص نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کی تو یقیناً اُس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

(۹) وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ ط (نساء ۴/۱۱۵)

اور جو شخص ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے راستے کے سوا دوسرا راستہ اختیار کرے تو جدھر وُہ چلتا ہے ہم اسے چلنے دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

ف: اس آیت کریمہ سے اجماعِ اُمّت کی حجیت واضح ہوتی ہے۔

(۱۰) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (توبہ ۹/۱۰۰)

اور جو مہاجرینؓ اور انصارؓ (ایمان لانے میں) سبقت کرنے والے مقدم ہیں اور جن لوگوں نے اخلاص سے ان کی پیروی کی، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وُہ اللہ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

ف: اس آیتِ کریمہ سے واضح ہُوا کہ صحابہ کرامؓ کی اتباع، موجب رضائے الٰہی

http://mujahid.xtgem.com

ہے، داخلۂ جنت کا سبب اور عظیم کامیابی ہے اس بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں۔

(۱۱) فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ — اے دانشورو! عبرت حاصل کرو۔

(حشر ۵۹/۲)

ف: اس آیت سے قیاسِ شرعی کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی مرسل روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۱، مؤطا امام مالکؒ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ جب تک تم ان پر مضبوطی سے عمل کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری رسول ﷺ کی سنت۔

(۱۳) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ (ابوداؤد ص ۲۸۷ ج ۲، ترمذی ص ۱۶۲ ج ۲، ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبلؒ، مشکوٰۃ ص ۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کا طریقہ لازم پکڑو، اس پر عمل پیرا رہو اور اسے داڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

ف: اس حدیث سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا معیارِ حق اور ان کے قول و فعل کا حجتِ شرعیہ ہونا واضح ہوتا ہے۔

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل

http://mujahid.xtgem.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...... مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ۔ (ترمذی ج۲ ص۸۹، مشکوٰۃ ص۳۰)

حدیث میں ارشاد فرمایا (نجات پانے والی جماعت وہ ہے) جو میرے اور میرے صحابہ ؓ کے طریقہ پر قائم ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے اہلِ سنّت وجماعت کا نام اور اس کا ناجی وبرحق ہونا بھی واضح ہوتا ہے۔

(۱۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ (ترمذی ج۲ ص۳۹، مشکوٰۃ ص۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ میری اُمت کو یا فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں الگ ہوا۔

ف: اس حدیث سے اجماعِ امت کی حجیت مستفاد ہوتی ہے۔

(۱۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے بڑی جماعت کی پیروی کرو، جو جماعت سے الگ ہوا۔ وہ دوزخ کی آگ میں الگ ہوا۔

(۱۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے بلاشبہ میری اُمت گمراہی پر

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاِذَا رَأَیْتُمْ اِخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ۔

جمع نہ ہوگی، پس جب تم اختلاف توسَوادِ اعظم کی اِتباع کرو۔

(ابن ماجہ ص ۲۹۱)

(۱۸) حضرت مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ۔ (مسند امام احمد بن حنبل، مشکوٰۃ ص ۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جماعت اور جمہور مُسلمین سے چمٹے رہو۔

(۱۹) حضرت ابُوذر غِفاری رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جو شخص جماعت ِمسلمین سے ایک بالشت برابر بھی جُدا ہُوا تو اس نے اسلام کی رسّی اپنی گردن سے نکال دی۔

(ابوداؤد ص ۳۰۷ ج ۲، مسند احمد، مشکوٰۃ ص ۳۱)

ف: ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ عقائد و نظریات میں، اعمال و اخلاق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ رہنا چاہیئے اور اُن کی اِتباع کرنی چاہیئے۔ ان کے بعد ہر دَور کے جمہور علماء کے ساتھ رہنا چاہیئے، جو سُنّتِ نبویؐ اور جماعت صحابہ رضؓ کے متبع ہوں۔ جمہور سلفِ صالحین سے کٹ کر تفرقہ بازی اور گروہ بندی کا شکار نہ ہونا چاہیئے۔

(۲۰) حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ، کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جس کی بھلائی منظور ہوتی

http://mujahid.xtgem.com

خَیْرًا یُفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ۔ — ہے اسکو دین کی سمجھ عنایت فرماتے ہیں۔

(بخاری ص۱۶ ج۱، مسلم، مشکوٰۃ ص۳۲)

(۲۱) حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔

(بخاری شریف ص۵۱۵ ج۱، مسلم ص۳۰۹ ج۲، مشکوٰۃ ص۵۵۳)

یہ حدیث مسلم شریف میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔

ف: اس حدیث میں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، تبع تابعینؒ کی فضیلت اور اُن کے آثار اقوال وافعال کی ترجیح اور حجیت کی طرف اشارہ ہے۔

(۲۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ۔ (ترمذی ص۲۰۷ ج۲، مشکوٰۃ ص۵۶۰ ابواب المناقب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میرے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی پیروی کرنا۔

(۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَؓ وَقَلْبِهٖ۔ (ترمذی ص۲۰۹ جلد۲، مشکوٰۃ شریف ص۵۵۷ مناقب عمرؓ)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کی زبان اور ان کے دل پر حق رکھ دیا ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

ف : یہ حدیث حضرت عمرؓ کی اصابتِ رائے پر زبردست شہادت نبویؐ ہے۔

(۲۴) حضرت مُعاذ بن جبلؓ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِيْ اِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَجْتَهِدُ رَأْيِيْ وَلَا آلُوْ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَدْرِهٖ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا يَرْضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذؓ کو یمن بھیجنے لگے تو آپؐ نے حضرت مُعاذؓ سے پوچھا۔ جب تیرے سامنے کوئی فیصلہ طلب معاملہ آئے گا تو تم کیونکر فیصلہ کرو گے؟ حضرت مُعاذؓ نے عرض کیا، میں کتاب اللہ (قرآن مجید) کے مطابق فیصلہ کرونگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم کو کتابُ اللہ میں اس کا حکم نہ ملے (تو پھر فیصلہ کیسے کرو گے) حضرت معاذؓ نے عرض کیا پھر سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کروں گا، آنحضرتؐ نے فرمایا، اگر تمہیں اس کا حکم سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ ملے (پھر) حضرت مُعاذؓ نے عرض کیا، میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ حضرت مُعاذؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب سُن کر میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے اپنے رسول

۱: ترمذی صہ ۱۵۹ جلد ۱

۲: ابوداؤد صہ ۵۰۵ جلد ۲

۳: مسند احمد صہ ۲۳۰ جلد ۵

۴: مسند دارمی صہ ۲۴

۵: مشکوٰۃ صہ ۳۲۴ باب العدل فی القضاء

http://mujahid.xtgem.com

کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی جس کو اس کا رسول پسند کرتا ہے۔

ف: اس حدیثِ مقدس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ اسلامی احکام کا اوّلین مأخذ قرآن مجید ہے۔

۲۔ اس کے بعد سنّتِ نبویّہ ہے۔

۳۔ جو مسئلہ کتاب و سُنّت میں منصُوص اور صراحۃً موجود نہ ہو، اس کا حکم معلوم کرنے کرنے کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔

۴۔ کتاب و سُنّت کے منصُوص احکام میں اجتہاد اور رائے زنی کا جواز نہیں ہے۔

۵۔ مجتہد کے لئے کتاب و سُنّت کا ماہر ہونا اور ان کے علوم و احکام پر حاوی ہونا ضروری ہے۔

(۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جس نے ہمارے دین میں ایسی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

(بخاری ص ۳۷۱ جلد ۱، کتاب الصلح، مسلم ص۷۷ جلد ۲، مشکوٰۃ ص۲۷)۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا، کہ جو بات دینی دلائل سے ثابت نہ ہو اُسے دین قرار دینا بدعت و ضلالت ہے۔ وہ بات اور اس کا مُوجد دونوں مردود ہیں۔

حاصل کلام مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویّہ کا حاصل یہ ہے کہ دینی احکام کے مآخذ اور دلائل حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ قرآنِ مجید

۲۔ احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

۳۔ اجماعِ اُمّت

۴۔ خلفائے راشدین کے آثار (اقوال، افعال، احوال)

۵۔ خیر القرون (صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ) کے آثار

۶۔ اربابِ علم وفقہ واصحابِ علم وتقویٰ کا شرعی قیاس واجتہاد۔

طہارت

اسلام میں طہارت ونظافت اور پاکیزگی وصفائی کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

(۲۶) اللہ سبحانہٗ وتقدّس کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ (البقرہ ۲/۲۲۲)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

مدینہ منورہ کے قریب مسجد قبا میں رہنے والوں اہلِ ایمان کی تعریف وتوصیف میں ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۷) فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ۔ (توبہ ۹/۱۰۸)

اس میں ایسے مرد ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

(۲۸) حضرت اَبُو مالک اَشعری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔ (مسلم ۱/۱۱۸، مشکوٰۃ ص۳۸)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ طہارت ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(۲۹) ایک مرفوع حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ۔

کہ طہارت نصف ایمان ہے۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

(ترمذی صفحہ ۱۹۰ جلد ۲، ابواب الدعوات)

شریعتِ اسلامیہ نے طہارت و پاکیزگی اور صفائی و ستھرائی کے اہتمام کے پیشِ نظر استنجا، وضو، غسل، لباس، مکان کی طہارت کے متعلق مفصل ہدایات دی ہیں۔

قضائے حاجت و استنجا کے آداب

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۰) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ، تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پشت کرو۔

(بخاری صہ ۵۰ جلد ۱، باب قبلۃ اہل المدینۃ، مسلم صہ ۱۳۰ جلد ۱، باب الاستطابہ، مشکوٰۃ صہ ۴۲)

(۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تم میں سے کوئی ایک قضائے حاجت کے لیے جائے تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پشت کرے۔

(ابوداؤد صہ ۳، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)

(۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے، تو اپنا کپڑا نہیں اٹھاتے تھے، یہاں تک کہ زمین کے قریب ہوتے۔

(ابوداؤد صہ ۴ جلد ۱، ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ صہ ۴۲)

http://mujahid.xtgem.com

(۳۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ ہم پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجا کریں۔ یا تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کریں یا گوبر یا ہڈی سے استنجا کریں۔

(مسلم صہ ۱۳۰ جلد ۱، مشکوٰۃ صہ ۴۲)

(۳۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَّا فَلَا حَرَجَ۔ (ابوداؤد صہ ۶ جلد اوّل، مشکوٰۃ صہ ۴۳، ابنِ ماجہ، مسند دارمی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص ڈھیلے سے استنجا کرے تو چاہیئے کہ طاق ڈھیلے استعمال کرے جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا اور جس نے ایسا نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں

ف: اس حدیث سے واضح ہوا کہ استنجا میں تین عدد ڈھیلوں کا حکم استحبابی ہے، البتہ نجاست سے صفائی لازم اور ضروری ہے۔

(۳۵) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ

(مسلم صہ ۱۳۲ جلد اوّل، مشکوٰۃ صہ ۴۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لعنت کا سبب بننے والی دو باتوں سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ دو باتیں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ کہ آدمی لوگوں کے راستے میں قضائے حاجت کرے یا ان کے

http://mujahid.xtgem.com

سایہ میں قضائے حاجت کرے۔

ف: حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ جس مقام پر لوگ بیٹھتے ہوں، وہاں پیشاب، پاخانہ نہ کرنا چاہیئے، تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو، سردی کے موسم میں دھوپ مطلوب و محبوب ہوتی ہے۔ لوگ دھوپ حاصل کرنے کے لیے جس مقام پر بیٹھتے اور آرام کرتے ہوں اس کا بھی یہی حکم ہے۔ وہاں بھی قضائے حاجت منع ہے۔
(مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۵۱ جلد اوّل)

(۳۶) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو اپنی شرمگاہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔

(بخاری ص۲۷ ج۱، مسلم ص۱۳۱ ج۱، مشکوٰۃ ص۴۲)

(۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو چاہیئے کہ پردہ کرے۔

(ابوداؤد ص۶ ج۱، مشکوٰۃ ص۴۳، ابن ماجہ، دارمی)

(۳۸) حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم میں سے کوئی شخص سوراخ میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔

(نسائی ص۵ ج۱، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۴۳)

(۳۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبُوْلَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔

(بیہقی صہ ۱۰۲ جلد ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔

(۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ۔

(بخاری صفحہ ۲۷ جلد اوّل)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے استنجا کرتے تھے۔

ف: ڈھیلوں سے استنجا کرنے کی حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے۔ صرف پانی سے استنجا کرنا درست ہے، صرف ڈھیلوں سے استنجا کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن ڈھیلوں اور پانی دونوں کو استنجا میں استعمال کرنا افضل ہے۔ (عُمدۃ القاری صہ ۲۹ جلد ۲)

بیتُ الخلاء میں جانے کی دُعا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْخَلَاءَ فَلْیَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

(ابوداؤد صہ ۳ جلد ۱، مشکوٰۃ صہ ۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے جائے تو یہ دُعا پڑھے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ میں خبیث جِنّوں اور جنّیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں۔

بیتُ الخلاء سے فارغ ہونے کے بعد دُعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲) کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیتُ الخلاء

http://mujahid.xtgem.com

وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ۔ (ترمذی ص ۳ جلد اول، ابن ماجہ، دارمی، ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ ص۴۳)

سے باہر تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے، غُفْرَانَكَ (اے اللہ میں تیری مغفرت کا طلب گار ہوں۔)

دوسری دُعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے۔

(۴۳) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ۔ (ابن ماجہ ص۲۶، مشکوٰۃ ص۴۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ۔ کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے مجھ سے تکلیف کی چیز دُور کی اور مجھے عافیت بخشی۔

ف: یہ حدیث حضرت ابوذرؓ سے بھی نسائی میں مروی ہے۔ (مرقات ۳۶۸ / ۱۷۰) افضل یہ ہے کہ دونوں دُعائیں پڑھی جائیں، پہلے غُفْرَانَكَ پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ پڑھے۔ (مرقات ص ۳۶۱ جلد ا)

وضو کی فرضیت

وضو، بارگاہِ خداوندی میں حاضری دینے اور نماز پڑھنے کا لازمی ادب ہے۔

(۴۴) ارشادِ ربانی ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائدہ ۵/۶)

اے ایمان والو جب تم نماز کو اُٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو اور کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں کو دھولیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کرلیا کرو اور ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں کو (دھولیا کرو)۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

(۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّاَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ بے وضو کی نماز قبول نہیں کی جاتی، یہاں تک کہ وضو کرے۔

(بخاری ص۲۵ ج۱، باب لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور، مسلم ص۱۱۹ ج۱، باب وجوب الطہارۃ للصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص۴۱)

(۴۶) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بلا طہارت نماز مقبول نہیں۔

(مسلم ص۱۱۹ جلد اول، مشکوٰۃ ص۴۱)

(۴۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نماز کی کنجی طہارت ہے۔

(ابوداؤد ص۱۰ ج۱، باب فرض الوضوء، ابن ماجہ، مسند دارمی، مشکوٰۃ ص۴۱)

وضو کی نیت

نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، وضو کا ثواب اس کی نیت پر موقوف ہے۔

(۴۸) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ (بخاری ص۲ ج۱، مسلم ص۱۴۰ ج۲، مشکوٰۃ ص۱۱)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

ف: پانی طبعی اور فطری طور پر مطہر (پاک کرنے والی چیز) ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔[1]

---

[1] اور ارشادِ گرامی ہے: (وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَھِّرَکُمْ بِہٖ) اور اللہ تعالیٰ شانہٗ تم پر آسمان سے پانی اتارتا ہے تاکہ وہ تم کو اس کے ذریعے پاک کرے۔ (الانفال ۹ ع ۱۱)

http://mujahid.xtgem.com

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا۔ (فرقان ۲۵/۴۸) — اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اُتارا۔

نیز سب کا مشاہدہ ہے کہ پانی کے استعمال سے نجاست زائل ہو جاتی ہے۔ ازالہ نجاست کا نام تطہیر ہے۔ لہٰذا پانی کا مطہر اور مُزیلِ نجاست ہونا ایک محسوس اور مُبصر حقیقت ہے، جب بھی پاک پانی استعمال کیا جائے تو وہ اپنی فطری تاثیر کی وجہ سے ناپاک چیز کو پاک کر دیتا ہے، خواہ تطہیر کا ارادہ ہو یا نہیں۔ چنانچہ ناپاک کپڑا یا ناپاک مکان پانی سے دھویا جائے تو بالاتفاق وہ پاک جاتا ہے۔ خواہ اس کو پاک کرنے کی نیت کی گئی ہو یا نہیں۔ اسی طرح احناف کے مسلک پر بغیر نیت کے وضو کیا جائے تو وضو دُرست ہو جائے گا اور اس وضو سے نماز ادا ہو جائے گی۔ لیکن مذکورہ حدیث کی بنا پر وضو کا ثواب نہیں ملے گا، اعمال کا ثواب نیت پر موقوف اور منحصر ہے۔

وضو بسم اللہ سے شروع کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوہریرہؓ جب وضو بنانے لگو تو بِسْمِ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ لیا کرو۔

(طبرانی صغیر، قال الہیثمی اسنادہ حسن آثار السنن ص۳۵، قال العینی اسنادہ حسن السعایۃ ج۱ ص۱۰۹)

ف: افضل یہ ہے کہ پوری بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی جائے۔

(فتح القدیر ج۱ ص۱۹، کفایۃ شرح ہدایۃ ج۱ ص۱۹، شرح المہذب للنووی ج۱ ص۳۴۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۵۰) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

http://mujahid.xtgem.com

وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ اَمْرٍ ذِی بَالٍ لَا یُبْدَأُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَهُوَ اَقْطَعُ۔

ہے کہ ہر شاندار کام جو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت ہے۔

(صحیح ابن حبان، فتح القدیر شرح ہدایہ ج۱ ص۲، نووی شرح مسلم ج۱ ص۱، شرح المہذب ج۱ ص۷۳)

(۵۱) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اس شخص کا وضو نہیں ہے جس نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہیں کیا۔

(ترمذی ج۱ ص۶، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۴۶)

ف : حدیث مذکور میں لَا وُضُوْءَ سے وضوء کامل کی نفی مقصود ہے جیساکہ حدیث لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ (مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہے مگر مسجد میں)، میں لَا صَلٰوةَ سے کامل نماز کی نفی مراد ہے۔

درج ذیل احادیث اس تشریح و توجیہ کا واضح قرینہ ہیں۔

(۵۲) (۵۳) (۵۴) حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم تینوں بزرگوں سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ فَاِنَّهُ یُطَهِّرُ جَسَدَهُ كُلَّهُ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ یَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ لَمْ یُطَهِّرْ اِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوْءِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص وضو بنالے اور اللہ کا نام لے (بسم اللہ پڑھے) تو وہ اپنے تمام جسم کو (گناہوں سے) پاک کرتا ہے اور جو شخص وضو بنالے اور اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ صرف وضوء کے مقامات (اعضاء) کو پاک کرتا ہے۔

(دارقطنی ص۷۴، ۷۳، جلد اول باب التسمیۃ)

http://mujahid.xtgem.com

علی الوضوء، بیہقی صہ ۴۴ جلد ۱، مشکوٰۃ صہ ۴۷)۔

(۵۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ فَذَکَرَ اِسْمَ اللّٰہِ طَھَّرَ جَسَدَہٗ کُلَّہٗ وَ اِنْ لَّمْ یَذْکُرْ لَمْ یُطَھِّرْ اِلَّا مَا اَصَابَہُ الْمَآءُ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جب بندہ وضو کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو وہ اپنے تمام جسم کو پاک کرتا ہے اور اگر وہ شخص اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ صرف اس مقام کو پاک کرتا ہے جس کو پانی لگا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳ جلد ۱، زجاجۃ المصابیح صہ ۹۸ جلد ۱)۔

ف: ان احادیث سے واضح ہوا کہ بسم اللہ پڑھے بغیر بھی وضو ہو جاتا ہے لیکن ناقص ہوتا ہے۔ اسی لئے ایسے وضو سے تمام جسم کے گناہ معاف نہیں ہوتے بلکہ صرف اعضائے وضو کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

وضو کا طریقہ

(۵۶) اَنَّ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ کَفَّیْہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْھَہٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ یَدَہُ الْیُمْنٰی اِلَی الْمِرْفَقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ یَدَہُ الْیُسْرٰی مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِہٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَہٗ

خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کو وضو کی عملی تعلیم دینے کے لئے) وضو کا پانی منگوایا اور وضو بنایا، تو تین دفعہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر تین دفعہ کہنی سمیت اپنا دایاں بازو دھویا۔ پھر اسی طرح (تین دفعہ کہنی سمیت) اپنا بایاں بازو دھویا، پھر

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

الْيُمْنٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا۔ (مسلم ص۱۲۰ ج۱ باب صفة الوضوء)

اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر تین دفعہ ٹخنوں سمیت اپنا دایاں پاؤں دھویا۔ پھر اسی طرح (تین دفعہ ٹخنوں سمیت) اپنا بایاں پاؤں دھویا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا وضو کرتے ہوئے دیکھا۔

ف: اس مضمون کی مرفوع حدیث صحیح بخاری، ابوداؤد، نسائی، مسند احمد، دارقطنی، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ میں بھی موجود ہے۔ (زجاجۃ المصابیح ص۱۰۰ جلد اول)

(۵۷) عَنْ اَبِيْ حَيَّةَ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى اَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلٰثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ .... ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(جامع ترمذی ص۹ جلد اول، نسائی)

حضرت ابوحیّہؒ فرماتے ہیں، میں نے خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ آپ نے (لوگوں کو وضو کی عملی تعلیم دینے کے لئے) وضو بنایا۔ اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ یہاں تک کہ ان کو صاف کیا، پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا اور تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا اور تین دفعہ اپنے دونوں بازو دھوئے اور ایک دفعہ اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے .... پھر فرمایا میں نے چاہا کہ میں تم کو دکھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیسا تھا۔

(۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اور

http://mujahid.xtgem.com

مَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَ اُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَ ظَاهِرَهُمَا بِاِبْهَامَيْهِ (نسائی ص۲۹ جلد اول باب مسح الاذنین)

کانوں کا مسح فرمایا۔ کانوں کے اندرونی حصے کا مسح شہادت والی انگلیوں سے اور ان کے بیرونی حصے کا اپنے انگوٹھوں سے فرمایا۔

(۵۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْحُ الرَّقَبَةِ اَمَانٌ مِّنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ گردن کا مسح کرنا قیامت کے دن (جہنم کے) طوق سے حفاظت ہے۔

(مسند الفردوس للدیلمی۔ زجاجۃ المصابیح ص۱۰۲ جلد اول)

(۶۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلٰى عُنُقِهٖ اَمِنَ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیہ، زجاجۃ المصابیح ص۱۰۲ جلد اول)۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس شخص نے وضو بنایا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔

ف: مسح رقبۃ کی ایک مرفوع حدیث "صحیح ابن السکن" میں بھی ہے۔ (زجاجۃ ج۱ ص۱۰۱) گردن کا مسح کرنا مستحب ہے۔ مسح رقبہ کے ثبوت میں مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں، جن کی تفصیل حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال کتاب "السعایہ" جلد اول ص۱۷۰ تا ۱۷۹ میں درج ہے۔

مولانا مرحوم فرماتے ہیں۔ (ترجمہ)

"اگرچہ اس مسئلہ کی احادیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں۔ لیکن فضائل و مستحبات میں ضعیف حدیث بھی قابل عمل ہوتی ہے۔" (السعایۃ جلد اول ص۱۷۹)

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

علامہ موصوف نے اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے جس کا نام "تحفۃ الطلبۃ فی تحقیق مسح الرقبۃ" ہے۔

(۶۱) حضرت رُبیّع بنت مُعوِّذ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ جُحْرَیْ اُذُنَیْہِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو بنایا (کانوں کا مسح کرتے ہوئے) اپنے کانوں کے سوراخوں میں اپنی دونوں انگلیاں ڈالیں

(ابوداؤد ص۱۹ جلد اوّل، ابن ماجہ، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۴۶)

(۶۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ اَصَابِعَ یَدَیْكَ وَرِجْلَیْكَ۔

رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جب تو وضو بنائے تو اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر۔

(ترمذی ص۶ جلد اول باب تخلیل اللحیۃ، مشکوٰۃ ص۴۶)۔

چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے

حضرت مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۶۳) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلٰی نَاصِیَتِہٖ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو بنایا تو اپنی پیشانی کے بالوں پر مسح کیا۔

(مسلم ص۱۳۴ جلد اوّل، باب المسح علی الخفین، مشکوٰۃ ص۴۶، ابوداؤد ص۲۲ جلد اوّل)

(۶۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ قِطْرِیَّۃٌ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو بناتے ہوئے دیکھا آپ (کے سرِ مبارک) پر قطری کپڑے

http://mujahid.xtgem.com

مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ فَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ۔
(ابوداؤد ص۲۱ ج۱، باب المسح علی العمامۃ، مستدرک حاکم)

کی پگڑی تھی آپ نے اپنا ہاتھ پگڑی کے نیچے داخل کرکے اپنے سرِ مبارک کے اگلے حصّے کا مسح فرمالیا اور پگڑی کو نہیں کھولا۔

ف : تمام سر کے مسح کی حدیثیں "وضو کا طریقہ" عنوان کے تحت بیان ہو چکی ہیں۔ اگر تمام سر کا مسح کرنا فرض ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف چوتھائی سر کے مسح پر اکتفا نہ فرماتے اور اگر چوتھائی سر سے کم پر مسح ـــــــ کافی ہوتا تو بیانِ جواز کے لئے کم از کم ایک دفعہ آپ اس پر بھی عمل فرماتے۔ لیکن پورے ذخیرۂ احادیث میں ایک دفعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عمل ثابت نہیں۔ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے اور تمام سر کا مسح کرنا سنّت ہے۔ (فتح القدیر ص۱۵ ج۱ ابن الہمام)

کامل وضو کی برکات

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۶۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص احسن طریقے سے وضو بناتا ہے اسکے جسم سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں۔

(مسلم ص ۱۲۵ جلد اوّل، مشکوٰۃ ص ۳۸)

(۶۶) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مکمل وضو بنائے پھر یہ دعا پڑھے : اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور ایک روایت میں

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

وَفِي رِوَايَةٍ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُهَا مِنْ أَيِّهَا شَاءَ۔

(مسلم شریف ص۱۲۲ ج۱، مشکوٰۃ ص۳۹)

یہ دعا ہے۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ تو لازمی طور پر اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ شخص جس دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہوگا۔

ف: جنت میں داخل ہونے کے لیے تو ایک دروازہ کھل جانا بھی کافی ہے۔ آٹھ دروازوں کا کھلنا محض اعزاز و اکرام کے لیے ہوگا۔

(۶۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں منور اور روشن ہوں گے۔

(بخاری ص۲۵ جلد۱، مسلم ص۱۲۶ جلد۱، مشکوٰۃ ص۳۹)

وضو کرتے وقت پانی اور وقت ضائع نہ کیا جائے

(۶۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ! قَالَ أَفِي

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وضو کر رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا، اے سعدؓ یہ کیا اسر

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

الْوُضُوْءِ سَرَفٌ قَالَ وَاِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ۔

(مسند امام احمد، ابن ماجہ ص۳۴، مشکوٰۃ ص۴۷)

ہے، انہوں نے کہا کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟ آپ نے فرمایا (جی ہاں) اگرچہ تم کسی جاری نہر کے کنارے پر ہی کیوں نہ ہو۔

(۶۹) حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ کی سند سے مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ عَنِ الْوُضُوْءِ فَاَرَاهُ ثَلٰثًا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ۔

(نسائی ص۳۳ ج۱، ابن ماجہ ص۳۴، مشکوٰۃ ص۴۷)

ایک اعرابی وضو کے متعلق سوال لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین تین بار اعضاءِ وضو دھو کر وضو کا طریقہ دکھلایا۔ پھر فرمایا، وضو اسی طرح ہے جس نے اس پر اضافہ کیا۔ اس نے برا کیا، اور ظلم و تعدی کی۔

وضو کے بعد کی دعا

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۷۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِّنَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اچھے طریقے سے وضو بنایا اور پھر یہ دعا پڑھی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جنت کے جس

http://mujahid.xtgem.com

(ترمذی ج۱ ص۹ ، باب مایقال بعد الوضوء مشکوٰۃ ص ۳۹) ۔ دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا۔

غسلِ جنابت کی فرضیت

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:۔

(۷۱) وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔ (مائدہ ۵) اگر تم جنبی ہو تو خوب طہارت حاصل کرو۔

غسل کا طریقہ اور اس کے آداب

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۷۲) قَالَتْ اَدْنَيْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ اَفْرَغَ بِهٖ عَلٰى فَرْجِهٖ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهٖ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے غسل جنابت کا پانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھ دیا۔ آپ نے دو یا تین دفعہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر اس سے اپنے مقام استنجا پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اسے دھویا، پھر اپنا بایاں ہاتھ زمین پر مارا اور اسکو خوب ملا۔ پھر نماز کے وضو کی طرح وضو بنایا اس کے بعد اپنے سر پر تین لپیں پانی ڈالا۔ پھر اپنا باقی جسم دھویا، پھر اس مقام سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

(بخاری ص۴۰ جلد۱، مسلم ص ۱۴۷ جلد ۱ واللفظ لمسلم)

http://mujahid.xtgem.com

(۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَاَنْقُوا الْبَشَرَۃَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو بالوں کو دھوؤ اور بدن کی کھال کو صاف کرو۔

(ابوداؤد صـ۳۳، ترمذی جـ۱ صـ۱۶، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صـ۴۸)

(۴۴) حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ، کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ سِتِّیْرٌ یُحِبُّ الْحَیَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَتِرْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ باحیا، پردہ پوش ہیں وہ حیا اور پردہ پوشی کو پسند کرتے ہیں، جب تم میں سے کوئی غسل کیا کرے تو پردہ کرلیا کرے۔

(ابوداؤد صـ ۲۹ جلد دوم، نسائی صـ جلد۱، مشکوٰۃ صـ ۴۹)

جمعہ کے دن کا غسل سنت ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو چاہیئے کہ غسل کرے۔

(بخاری صـ۱۲۰ جلد اول، مسلم صـ ۲۷۹ جلد۱، مشکوٰۃ صـ۵۵)

(۴۶) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ، کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَبِہَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے جو شخص جمعہ کے دن وضو بنالے تو ٹھیک ہے اور جو غسل کرے تو غسل افضل ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

اَفْضَلُ۔ (ابوداؤد صہ ۵۵ ج ۱، ترمذی، نسائی، مسند احمد، مشکوٰۃ صہ ۵۵)

عید کے دن کا غسل سنّت ہے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۷۷) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمَ الْاَضْحٰی (ابن ماجہ صہ ۹۴)

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم عید فطر اور عید قربان کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔

نماز کی عظمت و اہمیت

اللہ تعالیٰ شانہٗ کی مقدس ذات وصفات، اس کے بیشمار احسانات وکمالات، اس کی توحید وتقدیس پر ایمان لانے اور ان کو مان لینے کا فطری وقدرتی تقاضا یہ ہے کہ انسان اسکی بارگاہِ عالی میں اپنی عاجزی ومحتاجی اور اس کی عظمت وکبریائی کا اقرار واظہار کرے اس کی یاد سے اپنے قلب وروح کے لیے نور وسرور کی غذا حاصل کرے۔

اس میں شک نہیں کہ نماز اس تقاضے کی تکمیل اور اس عظیم مقصد کے حصول کا بے مثال ذریعہ ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم میں اور ہر آسمانی شریعت میں ایمان کے بعد پہلا حکم نماز کا رہا ہے۔ سرتاج حکماء اسلام حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نماز کی حقیقت وحکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاَصْلُ الصَّلٰوۃِ ثَلٰثَۃُ اَشْیَاءَ اَنْ یَّخْضَعَ الْقَلْبُ عِنْدَ مُلَاحَظَۃِ جَلَالِ اللّٰہِ وَعَظْمَتِہٖ وَیُعَبِّرَ اللِّسَانُ عَنْ تِلْکَ الْعَظْمَۃِ وَذٰلِکَ الْخُضُوْعِ بِاَفْصَحِ عِبَارَۃٍ وَاَنْ یُّؤَدِّبَ الْجَوَارِحَ حَسْبَ ذٰلِکَ الْخُضُوْعِ۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ نماز کی اساس وبنیاد یہ ہے کہ انسان بیک وقت اپنے دل، زبان اور اعضاء وجوارح سے اللہ سبحانہٗ وتقدس کی عظمت وجلال کا اعلان واظہار کرے اور اپنی عاجزی وبندگی اور عبودیت کا اعتراف واقرار کرے۔

http://mujahid.xtgem.com

(حجۃ اللہ البالغہ صہ ۲ جلد اوّل باب اسرار الصلوٰۃ)

اس موضوع پر علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"نماز کیا ہے؟ مخلوق کا اپنے دل، زبان اور ہاتھ پاؤں سے اپنے خالق کے سامنے بندگی اور عبودیت کا اظہار، اس رحمان و رحیم کی یاد اور اس کے بے انتہا احسانات کا شکریہ، یہ حسنِ ازل کی حمد و ثنا اور اس کی یکتائی اور بڑائی کا اقرار، یہ اپنے محبوب سے مہجور رُوح کا خطاب ہے۔ یہ اپنے آقا کے حضور میں جسم و جان کی بندگی ہے یہ ہمارے اندرونی احساسات کا عرض و نیاز ہے، یہ ہمارے دل کے ساز کا فطری ترانہ ہے یہ خالق و مخلوق کے درمیان تعلق کی گرہ اور وابستگی کا شیرازہ ہے۔ یہ بے قرار رُوح کی تسکین، مضطرب قلب کی تشفی اور مایوس دل کی آس ہے، یہ فطرت کی آواز ہے۔ یہ حساس و اثر پذیر طبیعت کی اندرونی پکار ہے، یہ زندگی کا حاصل اور ہستی کا خلاصہ ہے۔" (سیرۃ النبی صہ ۵۹، ۶۰ جلد ۵)

نماز کی فرضیت

ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۸) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (بقرہ ۲/۴۳) اور نماز قائم کرو۔

اقامتِ صلوٰۃ کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کو ہمیشہ پابندی کے ساتھ اس کے ارکان و شرائط اور سُنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے ادا کیا جائے۔

نماز تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کا بنیادی رکن ہے

قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق انبیاء علیہم السلام ہمیشہ خود نماز کا اہتمام اور اپنی اُمتوں کو اس کی تاکید فرماتے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیارے صاحبزادے

http://mujahid.xtgem.com

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ کی ویران سرزمین میں آباد کرتے ہیں اور اس کی یہ غرض بتلاتے ہیں۔

۷۹) رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ ۝ اے ہمارے پروردگار تاکہ وہ نماز قائم کریں۔
(ابراہیم ۱۴/۳۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لیے اور اپنی نسل کے لیے دعا کرتے ہیں۔

۸۰) رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۝ اے میرے پروردگار مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا۔
(ابراہیم ۱۴/۴۰)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسبت قرآن مجید کی شہادت ہے۔

۸۱) وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ ۝ اور وہ (اسماعیل علیہ السلام) اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیتے تھے۔
(مریم ۱۹/۵۵)

حضرت شعیب علیہ السلام کی نماز کا ذکر سورہ ہود میں ہے۔

۸۲) أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ ۝ کیا آپ کی نماز آپکو یہ حکم دیتی ہے۔
(ہود ۱۱/۸۷)

حضرت لوط، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے متعلق قرآن مجید کا بیان ہے۔

۸۳) وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ۔ اور ہم نے ان کے پاس نیک کام کرنے کی اور نماز قائم کرنے کی وحی بھیجی۔
(انبیاء ۲۱/۷۳)

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں:

۸۴) يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ۔ اے میرے بیٹے نماز قائم کیجیے۔
(لقمان ۳۱/۱۷)

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکمِ الٰہی ہوتا ہے۔

(۸۵) وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ ۳/۱۴) — اور میری یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

(۸۶) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (یونس ۱/۸۷) — اور نماز قائم کیجئے۔

بنی اسرائیل سے وعدہ خداوندی تھا۔

(۸۷) اِنِّیْ مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ ۝ (مائدہ ۵/۱۲) — اور اگر تم نے نماز قائم کی تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی بابت قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

(۸۸) وَھُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۝ (آلِ عمران ۳/۳۹) — اور وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے ہیں:

(۸۹) وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ ۝ (مریم ۱۹/۳۱) — اور اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جن جانشینوں اور نام لیواؤں نے نماز کو ضائع کر دیا تھا۔ قرآنِ کریم میں ان کی سخت مذمت کی گئی ہے اور ان کو عذابِ آخرت کی شدید دھمکی دی گئی ہے۔

ارشادِ رحمانی ہے:

(۹۰) فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا — پھر ان کے بعد ایسے ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات

http://mujahid.xtgem.com

الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ (مریم 19/59)

کی پیروی کی۔ پس وہ ضرور خرابی دیکھیں گے۔

قیامت کے دِن دوزخی لوگ اپنے دُوزخ میں جلنے کی وجوہ بیان کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بیان کریں گے۔

(۹۱) لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ۔ (مدثر ۷۴/۴۳)

کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔

ایک اور مقام پر نماز میں کاہلی اور سُستی کرنے کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

(۹۲) اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۝ (النساء ۴/۱۴۲)

بے شک منافق لوگ اللہ تعالیٰ سے چالبازی کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو اِس چالبازی کی سزا دینے والے ہیں۔ اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔

نماز بُرائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔

(۹۳) اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۝ (العنکبوت ۲۹/۴۵)

بے شک نماز (زبانِ حال سے) بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے۔

ایک مقام پر ارشاد ہے۔

(۹۴) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (الروم ۳۰/۳۱)

اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ ترکِ نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ قرآنِ مجید کے انہی مضامین و ہدایات کو حکمتِ نبوی اور سنّتِ نبوی عملی

http://mujahid.xtgem.com

صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام میں مختلف عنوانوں سے پیش کیا گیا ہے۔

(۹۵) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ۔ (مسلم ص۶۱ ج۱، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۵۸، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسنداحمد)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، بندہ اور کُفر کو ملانے والی چیز نماز چھوڑنا ہے۔

یعنی نماز دینِ اسلام کا اتنا اہم شعار ہے کہ اس کے ترک کر دینے سے آدمی کفر کی سرحد سے جاملتا ہے۔

(۹۶) حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ کی مرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ (بخاری ص۶ ج۱، مسلم ص۳۲ ج۱، مشکوٰۃ ص۱۲)

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسُول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔

(۹۷) حضرت عبداللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مرفُوع حدیث ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ ذَکَرَ اَمْرَ الصَّلٰوۃِ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّبُرْھَانًا وَّنَجَاۃً اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَہٗ

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دن نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز اہتمام سے ادا کرے، تو وہ نماز قیامت کے دن (کے اندھیرے میں) اس کے لئے نُور اور اس کے ایمان کی دلیل اور ذریعہ نجات

http://mujahid.xtgem.com

تَكُنْ لَهُ نُوْرًا وَّلَا بُرْهَانًا وَّلَا نَجَاةً وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ۔

(مسند دارمی، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۵۸)

بنے گی اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی تو وہ نماز اس کے واسطے نہ نور بنے گی نہ برہان نہ ذریعہ نجات، اور وہ شخص قیامت کے دن (بڑے بڑے کافروں) قارون، فرعون، ہامان اور اُبَیّ بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

نماز پر گناہوں کی مُعافی

حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۹۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهُ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ۔

(ابوداؤد ص۶۱ ج۱، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کے لئے احسن طریقے سے وضو کیا اور ان کو وقت پر ادا کیا اور ان کا رکوع اور خشوع مکمل کیا ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا پختہ وعدہ ہے کہ اسے بخش دیں گے۔ اور جس نے ایسا نہیں کیا (نماز کے بارے میں کوتاہی کی) اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو بخش دے اور چاہے گا تو عذاب دے گا۔

ف: جو شخص پورے اہتمام کے ساتھ خشوع وخضوع سے سُنن وآداب کی رعایت کرتے ہوئے پابندی کے ساتھ ہمیشہ نماز پڑھتا رہے، تو عام تجربہ ومشاہدہ ہے کہ ایسا شخص خود ہی گناہوں سے بچتا رہتا ہے اور اگر کبھی گناہ ہوجائے تو اسے توبہ واستغفار

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

کی توفیق مل جاتی ہے۔ ایسی نماز بہرحال بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کی بخشش کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۹۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَأَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو جس میں وہ روزانہ پانچ دفعہ غسل کرے، تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل رہ جائیگا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کے میل سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا، پس یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

(بخاری ج۱، باب الصلوات الخمس کفارۃ، مسلم، مشکوٰۃ ص۵۷)

پانچ وقت کی نماز

کلمۂ طیبہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" بندہ اور خدا کے درمیان ایک عہد و پیمان اور میثاق و معاہدہ ہے کہ زندگی کا مقصد عبادتِ خداوندی ہے اور اس کا طریق کار اتباعِ سُنتِ نبویہ ہے۔ کلمہ کے پہلے جزو "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" میں مقصدِ زندگی کا بیان ہے اور دوسرے جزو "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" میں اس عظیم مقصد کے حاصل کرنے کے طریقِ کار کا ذکر ہے۔

روزانہ پانچ وقت کی نماز کا ایک اہم مقصد اس عہد و پیمان کی تجدید ہے۔ صبح نیند سے بیدار ہو کر مؤذن کی پکار "اللہ اکبر، اللہ اکبر" الخ پر بندہ بارگاہِ الٰہی میں حاضری دیتا، دل، زبان اور اعضاء و جوارح سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اپنی بندگی کا بار بار اقرار و اظہار کرتا ہے۔ زبانِ حال و قال سے کہتا ہے کہ یا اللہ! میں شترِ بے مہار نہیں۔ بلکہ آپ کا

http://mujahid.xtgem.com

عاجز بندہ اور آپ کے رسول حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیروکار ہوں، میں اپنی پوری زندگی آپ کے احکام اور آپ کے رسول حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے احکام کیمطابق گزاروں گا۔

طلوعِ آفتاب سے زوالِ آفتاب تک تقریباً چھ سات گھنٹے کا طویل وقفہ دوسری ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے ہے۔ زوال کے بعد پھر خدا کے منادی (موذّن) کی پکار پر دوبارہ بارگاہِ خداوندی میں حاضری دیتا ہے، اپنے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اقرار و اعلان کرتا ہے، پھر تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد عصر، مغرب، عشار کی نمازوں میں اسی معاہدہ کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ جب بندہ احساس و شعور کے ساتھ پانچ وقت کی نماز پابندی کے ساتھ ادا کرتا ہے تو نماز زبانِ حال سے اسے بار بار یاد دلاتی رہتی ہے کہ اے انسان! تو شُتر بے مہار نہیں، بلکہ سب سے بڑی قدرت والی ذات کا بندہ اور غلام ہے جس طرح تو نماز کے اندر اس کے احکام کی پابندی کرتا ہے، نماز کے باہر بھی اس کے احکام کیمطابق زندگی بسر کر۔ دفتر میں ہو یا کارخانے میں، کھیت میں ہو یا دکان میں ہر جگہ، ہر وقت اس کے احکام اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدایات کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی ذمہ داری کو پورا کیا کر۔

ارشادِ ربانی ہے:۔

(۱۰۰) اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط (العنکبوت ۲۹/۴۵)

بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔

پھر جس طرح محدود جسمانی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے روزانہ متعدد بار جسمانی غذا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح روحانی زندگی جو بہت طویل زندگی ہے، قبر و حشر اور آخرت کے

http://mujahid.xtgem.com

کروڑہا سال پر مشتمل ہے، لامحدود اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے۔ اس کی رُوح ایمان ہے اور اس کی غذا نماز اور دیگر عبادات ہیں، رُوحانی اور اُخروی زندگی کو تازہ خون پہنچانے اور اس کی صحت کو برقرار رکھنے اور اسے نشو ونما دینے کے لئے روزانہ پانچ وقت کی نماز کی شکل میں روحانی غذا حاصل کرنا ضروری ہے۔

اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

(۱۰۰) وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ۗ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (العنکبوت ۲۹/۶۴)

اور یہ دنیاوی زندگی تو صرف کھیل و تماشا ہے اور آخرت کا گھر اصل زندگی (کا مقام) ہے۔ کاش یہ لوگ جانتے۔

اگر دُنیاوی زندگی کو احکام خداوندی اور سیرتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا پابند کر دیا جائے تو پھر یہ زندگی بھی اُخروی زندگی کی اصلاح و فلاح کا دیباچہ اور مقدمہ بن کر دُرست ہو جاتی ہے اور قیمتی بن جاتی ہے، اور دُنیاوی کام من وجہ دین اور عبادت بن جاتے ہیں۔

پانچ وقت کی فرض نماز اور اس کے اوقات

حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔

(۱۰۱) اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ (النساء ۴/۱۰۳)

بلا رَیب، نماز اہلِ ایمان پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

(۱۰۲) حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۝ (البقرہ ۲/۲۳۸)

نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصاً درمیانی نماز کی (نمازِ عصر)۔

اس آیت کے جمع کے صیغے میں متعدد نمازوں کا ذکر ہے۔

(۱۰۳) مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

نماز صبح سے پہلے اور نمازِ عشاء کے

http://mujahid.xtgem.com

وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ○ (النور ۲۴/۵۸) بعد۔

اس آیتِ کریمہ میں فجر و عشاء کی نمازوں کی تصریح ہے۔

(۱۰۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ○ (ہود ۱۱) اور دن کے دونوں طرف اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کیجئے۔

اس آیت میں اکثر نمازوں کا ذکر ہے۔

(۱۰۵) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ (الاسراء ۱۷/۷۸) سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز قائم کیجئے، اور صبح کی نماز بھی۔

اس آیتِ مبارکہ میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے۔ (تفسیر معالم التنزیل)

پانچ وقت کی فرض نمازیں بے شمار متواتر احادیث سے بھی ثابت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں ان کو پابندی سے ادا فرماتے رہے۔ متواتر احادیث قطعی دلائل میں سے ہیں۔ چودہ سو سال سے لاکھوں کروڑوں مسلمان ان کو ادا کرتے چلے آرہے ہیں پوری اسلامی تاریخ میں ایک دن یا ایک وقت بھی اس عمل کا انقطاع نہیں ہوا۔

(سیرت النبی جلد ۵ ص ۱۱۹، التعلیق الصبیح جزء ۱ ص ۲۷۰)

انسانوں کی سہولت کے لئے نمازوں کے اوقات میں شرعاً وسعت ہے اوقات کی مقررہ حدود کے اندر اندر نماز درست ہے، ان اوقات کے بعض حصے جواز کا درجہ رکھتے ہیں اور بعض حصے استحباب کا۔ مستحب وقت میں نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ افضل درجہ حاصل ہو۔

نمازِ صبح کا وقت طلوعِ صبح صادق سے طلوعِ شمس تک ہے

http://mujahid.xtgem.com

(۱۰۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِیْنَ یَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِہَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صبح کے وقت کی ابتداء صبح صادق کے طلوع کا وقت ہے، اور اسکی انتہا سورج نکلنے تک ہے۔

(ترمذی صفحہ ۲۲ جلد اوّل، مسند احمد)

صبح کی نماز کا مستحب وقت اسفار ہے

(۱۰۷) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، صبح کی نماز اسفار میں ادا کرو، کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔

(ترمذی ص۲۲ جلد ۱، مشکوٰۃ ص۶۱، ابوداؤد نحوہ ص۶۱ ج۱، مسند دارمی)

http://mujahid.xtgem.com

یہ حدیث حسن صحیح ہے، حافظ ابن حجر شافعیؒ فتح الباری جلد ۲ ص ۴۵ پر فرماتے ہیں۔ (وَصَحَّحَہٗ غَیْرُ وَاحِدٍ) کہ بہت سے محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

اسفار سے مراد یہ ہے کہ صبح کا اجالا خوب پھیل جائے۔

ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

(۱۰۸) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔ (نسائی ۹۴/۱ج)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر تم اسفار میں نماز ادا کرو گے، اس قدر اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔

http://mujahid.xtgem.com

اس کی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ جلد اوّل صد ۲۳۸)

(۱۰۹) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ نَوِّرْ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُبْصِرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِنَ الْإِسْفَارِ۔	رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلالؓ! صبح کی نماز اُجالے میں ادا کیا کرو، یہاں تک کہ لوگ اِسفار کی وجہ سے اپنے تیر گرنے کے مقامات دیکھ سکیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، مسند اسحٰق بن راہویہ، طبرانی، کتاب الحجج امام محمد، ابوداؤد طیالسی)

(۱۱۰) حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوِّرُوْا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهٗ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ۔ (طبرانی کبیر)	رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے صبح کی نماز اُجالے میں ادا کرو۔ کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔

(۱۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ أُمَّتِيْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا أَسْفَرُوْا بِصَلٰوةِ الْفَجْرِ۔ (مسند بزار، طبرانی اوسط)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: میری اُمّت فطرت پر ہمیشہ قائم رہے گی جب تک کہ وہ صبح کی نماز اِسفار میں ادا کرتی رہے گی۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت ابنِ عباسؓ سے بھی مروی ہے۔ (طبرانی)

اِسفار کی مرفوع حدیثیں درج ذیل صحابہ کرامؓ سے بھی مروی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (طبرانی) حضرت قتادہ بن نعمانؓ (طبرانی، مسند بزار) حضرت حوا انصاریہؓ (طبرانی)۔ ان احادیث کی تفصیل نصب الرایہ جلد اول صد ۲۳۵ تا صد ۲۳۷ اور عمدۃ القاری جلد ۳ صد ۹، شرح صحیح بخاری میں ملاحظہ فرمائیں۔ اگرچہ ان کی سندیں متکلم فیہ ہیں، تا

http://mujahid.xtgem.com

محدثین کے اُصول کے مطابق تائید کے درجہ میں پیش کی جا سکتی ہیں۔

(۱۱۲) حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مَا اَجْمَعَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ عَلٰی شَیْءٍ مَا اَجْمَعُوْا عَلَی التَّنْوِیْرِ بِالْفَجْرِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۲۲ ج ۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس قدر صبح کے اِسفار پر اجماع فرمایا ہے، اس قدر اجماع و اتفاق کسی اور چیز پر نہیں کیا۔

یہ حدیث صحیح سند سے طحاوی صفحہ ۱۳۶ جلد ا میں بھی مروی ہے۔

(نصب الرایہ جلد ا ص ۲۳۹)

حضرت محدث سیوطی شافعیؒ "اَلْاَزْہَارُ الْمُتَنَاثِرَۃ" میں لکھتے ہیں کہ اِسفار کی حدیثیں متواتر ہیں۔ (معارف السنن شرح ترمذی ص ۴۵ جلد ۲)

ف: بعض مرفوع احادیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھاتے تھے۔ بعض محققین نے اس کی توجیہہ میں لکھا ہے، کہ بے شک آپ کا عمل عام طور پر غلس اور اندھیرے میں نماز پڑھنے کا تھا۔ لیکن عوام کی سہولت کے لیے آپ نے ہی اُمت کو اِسفار میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ تو آپ کے ارشاد کی وجہ سے اُمت کے لئے اِسفار میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ج ۱ ص ۸)

نمازِ ظہر کا وقت زوالِ شمس سے دو مثل سایہ تک ہے

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۱۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الظُّہْرِ حِیْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَاٰخِرَ وَقْتِہَا حِیْنَ یَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز ظہر کے وقت کی ابتداء زوالِ شمس سے ہے اور اس کی انتہا جب عصر کا وقت داخل ہو۔

http://mujahid.xtgem.com

(ترمذی ص ۲۲ جلد اوّل، مسند امام احمد)

(۱۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث ہے۔ جس کی سند صحیح ہے۔

صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ۔

ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیرے مساوی ہو اور عصر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ دوگنا ہو۔

(مؤطا امام مالکؒ ص ۵ باب وقوت الصلوٰۃ)

(۱۱۵) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ۔

(بخاری ج۱ ص۸۷ باب الاذان للمسافرین)

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، مؤذن نے (ظہر کی نماز کے لیے) اذان دینے کا ارادہ کیا، آپؐ نے فرمایا تاخیر کرو۔ اس نے (وقفہ کے بعد) پھر اذان کا ارادہ کیا، تو آپؐ نے دوبارہ فرمایا ٹھہرو، اس نے پھر اذان کا ارادہ کیا، آپؐ نے سہ بارہ فرمایا تاخیر کرو، حتیٰ کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر ہوگیا۔ (تب اذان و نماز ہوئی)

ف : ظاہر ہے کہ ٹیلے کا سایہ ٹیلے کے برابر ایک مثل سایہ کے بعد ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں نماز ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے۔ دو مثل کے بعد نماز عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث واضح طور پر امام ابوحنیفہؒ کی تحقیق کا ماخذ ہے۔ لیکن ائمہ ثلثہؒ اور صاحبینؒ کی تحقیق میں ظہر کا وقت ایک مثل ہے۔ لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز پہلی مثل کے اندر اور

http://mujahid.xtgem.com

عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے، تاکہ اجماعی اوقات میں نماز ادا ہو۔

(شامی صہ ۲۶۹ ج ۱، فتح القدیر صہ ۱۹۳ ج ۱، بحر الرائق صہ ۲۳۵ جلد ۱)

نماز ظہر کا مستحب وقت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث نسائی میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

(۱۱۶) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گرمی ہوتی تو نماز ظہر تاخیر سے پڑھتے تھے اور جب سردی ہوتی تو تعجیل فرماتے، (اول وقت میں پڑھتے)۔

(نسائی صہ ۸۶ ج ۱، مشکوٰۃ صہ ۶۲)

(۱۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب سخت گرمی ہو تو نماز تاخیر سے ادا کیا کرو۔ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

(بخاری صہ ۷۶ ج ۱، باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر، مسلم صہ ۲۲۴ ج ۱، باب استحباب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر)

(۱۱۸) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب گرمی سخت ہو تو نماز تاخیر سے ادا کرو۔

(بخاری صہ ۷۷ جلد اول، مسلم صہ ۲۲۴ جلد اول)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

(۱۱۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّھْرِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ۔

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے نمازِ ظہر تاخیر سے ادا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

(بخاری صـ ۷۷ جلد اوّل)

محدث ابن حجرؒ شافعی التلخیص الجبیر مع شرح المہذب صـ ۵۱ جلد ۳ پر فرماتے ہیں، کہ حدیث اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ۔ متعدد صحابہ کرامؓ سے درج ذیل کتبِ حدیث میں مروی ہے۔

چنانچہ حضرت ۱ ابوذرؓ سے بخاری و مسلم میں، حضرت ۲ ابن عمرؓ سے بخاری وغیرہ میں، حضرت ۳ ابوموسیٰ اشعریؓ سے نسائی میں، حضرت ۴ عائشہؓ سے صحیح ابن خزیمہ میں، حضرت ۵ مغیرہؓ سے مسند امام احمد و ابن ماجہ میں، حضرت ۶ ابوسعیدؓ سے بخاری میں، حضرت ۷ عمرو بن عبسہؓ سے طبرانی میں، حضرت ۸ صفوانؓ سے مصنف ابن ابی شیبۃ و مستدرک حاکم میں اور حضرت ۹ ابن عباسؓ سے مسند بزار میں مروی ہے الخ

ف: بعض صحیح احادیث میں ظہر کی تعجیل اور اوّل وقت میں پڑھنا مذکور ہے۔ اربابِ تحقیق نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں۔ ایک توجیہ و تطبیق تو یہ ہے کہ تعجیل کی حدیثیں موسم سرما پر اور ابراد و تاخیر کی حدیثیں موسم گرما پر محمول ہیں۔ اس تطبیق کا واضح قرینہ حضرت انسؓ کی مذکورہ بالا صحیح حدیث ہے۔ اِذَا کَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوۃِ وَاِذَا کَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔ کہ جب گرمی ہوتی تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم تاخیر سے نماز پڑھتے اور جب سردی ہوتی تو اوّل وقت میں نماز پڑھتے۔

دوسری توجیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وَکَانَ الْاٰخِرُ الْاَمْرَیْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِبْرَادَ

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

(فتح الباری شرح بخاری ص۱۶ جلد دوم) یعنی تعجیل کی حدیثیں ابتداء پر محمول ہیں۔ اور ابراد و تاخیر والی حدیثیں آخری زمانہ پر محمول ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ابراد و تاخیر کا تھا۔ بہرحال مذکورہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔

نمازِ عصر کا وقت ظہر کے آخر وقت سے غروب شمس تک ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۲۰) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَکَ الْعَصْرَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے غروبِ شمس سے پہلے نمازِ عصر کی ایک رکعت پالی اس نے نمازِ عصر پالی۔

(بخاری ص۸۲ جلد ۱، مسلم ص۲۲۱ جلد ۱، و بقیہ صحاح ستہ)

(۱۲۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ وَیَسْقُطْ قَرْنُہَا الْاَوَّلُ۔ (مسلم ص۲۲۳ ج۱ باب اوقات الصلوات الخمس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نمازِ عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ پڑ جائے اور اس کا پہلا کنارہ غروب ہونے لگے۔

نمازِ عصر کا مستحب وقت اصفرارِ شمس سے پہلے پہلے

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۲۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

http://mujahid.xtgem.com

وَسَلَّمَ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔

(بخاری ص۷۸ ج۱ باب فضل صلوٰۃ العصر مسلم ص۲۲۸ ج۱، باب فضل صلوٰۃ الصبح والعصر، ابو داؤد کتاب السنّہ)

اگر تمہاری استطاعت میں یہ بات ہو کہ تم صبح و عصر کی نماز میں مغلوب نہ ہو تو ایسا کرو (ان نمازوں کی پابندی کرو)۔ پھر حضرت جریرؓ نے (اس حدیث کی تائید میں) یہ آیت پڑھی۔ (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔ طلوع شمس و غروب شمس سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔

(۱۲۳) حضرت عمارہ رضی اللہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِيْ الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے طلوع شمس و غروب شمس سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز پابندی سے ادا کی وہ ہرگز دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

(مسلم ص۲۲۸ ج۱، نسائی ص۸۲ ج۱ باب فضل صلوٰۃ العصر، مسند امام احمدؒ)

ان احادیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اور قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ تسبیح و تحمید کا حکم آیا ہے، اس سے فجر و عصر کی نمازیں مراد ہیں۔

۲۔ حدیث، تفسیر و دیگر تمام اسلامی و عربی علوم کے مسلّمہ امام علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ "عقیدۃ الاسلام" میں لکھتے ہیں:۔

"قَبْلَ الطُّلُوْعِ اور قَبْلَ الْغُرُوْبِ کے کلمات فصحاء کے استعمال میں طلوع و غروب سے قریب اوقات پر بولے جاتے ہیں۔ چنانچہ عربی میں جب

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

کوئی شخص کہتا ہے اٰتِیْکَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ کہ میں تیرے پاس غروبِ شمس سے پہلے آؤں گا تو مخاطب یہی سمجھتا ہے کہ غروب سے کچھ پہلے آئے گا۔ دو تین گھنٹے غروب سے قبل کا وقت نہیں سمجھا جاتا۔"

(فتح الملہم، شرح مسلم ص۲۰۱ ج۱، التعلیق الصبیح، شرح مشکوٰۃ ص۲۸۷ ج۱، ص۲۸۴ ج۱)

اس بنا پر قرآن وحدیث کی مذکورہ نصوص سے نماز فجر وعصر میں اوّل وقت سے قدرے تاخیر سے ادا کرنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔ کتاب وسنّت کا یہ اشارہ اور استنباط بہت وزنی اور اہم ہے۔

(۱۲۴) حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِيْلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ۔ (ترمذی ج۱ ص۲۲، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۶۲)

اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز تم سے پہلے پڑھتے تھے اور تم عصر کی نماز آپؐ سے پہلے پڑھتے ہو۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ (معارف السنن، شرح ترمذی ص۱۱۵ جلد ۲)

اس سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اوّل وقت سے قدرے تاخیر سے پڑھتے تھے۔

(۱۲۵) حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً۔

(ابوداؤد ج۱ ص۶۵ باب فی صلوٰۃ العصر، ابن ماجہ)

حضرت علی بن شیبانؓ فرماتے ہیں، ہم مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نماز عصر تاخیر سے ادا فرماتے تھے، جب تک سورج صاف سفید رہتا۔

(۱۲۶) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِتَأْخِيْرِ الْعَصْرِ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عصر کی تاخیر کا حکم دیا کرتے تھے۔

(مسند احمد، دارقطنی، بیہقی، طبرانی کبیر)

یہ آخری دو حدیثیں سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں، تاہم محدثین کے اصول پر تائید د استشہاد میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۱۲۷) خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رض کو تحریر فرمایا:

صَلِّ الْعَصْرَ وَ الشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا صُفْرَةٌ۔

نمازِ عصر سورج میں زردی آنے سے پیشتر اس وقت ادا کرو جب کہ سورج سفید ہو۔

(موطا امام مالک ص ۵، سند قوی)

(۱۲۸) إِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عصر کی نماز تاخیر سے ادا فرماتے تھے۔

(طبرانی کبیر و رجالہ موثقون)۔

ف: بعض صحیح احادیث میں نمازِ عصر تعجیل سے اور اول وقت میں پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ مذکورہ بالا آیات و احادیث کی روشنی میں تعجیل والی حدیثیں بیان جواز اور بعض اوقات پر محمول ہیں۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم ص۲۰۱ جلد ۱)۔

نمازِ مغرب کا وقت

مغرب کی نماز کا وقت غروبِ شمس سے غروبِ شفق تک ہے۔

(۱۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَغِيْبُ الْاُفُقُ۔

کہ مغرب کا اوّل وقت غروبِ شمس ہے اور اسکا آخری وقت، اُفق (شفق) کی غیبوبت کا وقت ہے۔

(ترمذی صہ ۲۲ جلد اول، مسند احمد)

(۱۳۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نمازِ مغرب کا وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔

(مسلم صہ ۲۲۳ جلد اول، ابوداؤد، مشکوٰۃ صہ ۵۹)

ف: شفق کا لفظ غروبِ شمس کے بعد سُرخی اور سُرخی کے بعد سفیدی دونوں پر بولا جاتا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تحقیق میں یہاں شفق سے وہ سفیدی مراد ہے جو سُرخی کے بعد مغربی اُفق پر دکھائی دیتی ہے۔

اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث ہے۔

(۱۳۱) ثُمَّ اَذَّنَ (بِلَالٌ) لِلْعِشَاءِ حِيْنَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ۔ (طبرانی اوسط)

حضرت بلالؓ نے عشاء کی اذان دی جبکہ دن کی سفیدی ختم ہوئی اور وہی شفق ہے۔

اس کی سند حسن ہے۔ (حاشیہ نصب الرایہ صہ ۲۲۳ جلد اول)

نمازِ مغرب کا مستحب وقت

مغرب کی نماز ہمیشہ سردی ہو یا گرمی غروبِ شمس کے فوراً بعد ادا کرنا مستحب ہے۔

(۱۳۲) حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

http://mujahid.xtgem.com

وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ اَوْ قَالَ عَلَی الْفِطْرَۃِ مَالَمْ یُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ۔ (ابوداؤد ص۶۶ ج۱، مشکوٰۃ ص۶۱)

میری اُمت بھلائی پر قائم رہے گی، یا فرمایا فطرت وسنت پر قائم رہے گی جب تک مغرب میں تاخیر نہیں کرے گی۔

امام حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں صحیح علیٰ شرط مسلم (نصب الرایہ ص۲۴۶ ج۱) کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

نمازِ عشاء کا وقت

نمازِ عشا کا وقت غروبِ شفق سے صبح صادق تک ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۳۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ حِیْنَ یَغِیْبُ الْاُفُقُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ نمازِ عشاء کا اول وقت اس وقت ہوتا ہے، جب اُفق (شفق) غائب ہوتا ہے۔

(ترمذی ص ۲۲ جلد اول، مسند احمد)

(۱۳۴) حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ اَمَرَہٗ بِالْعِشَاءِ حِیْنَ وَقَعَ الشَّفَقُ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو عشاء کا حکم دیا جب کہ شفق غروب ہوئی۔

(مسلم ص۲۲۳ ج۱)

(۱۳۵) حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَیُصَلِّی الْعِشَاءَ حِیْنَ یَسْوَدُّ الشَّفَقُ۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء اس وقت ادا فرماتے، جب اُفق (آسمان کا کنارہ) سیاہ ہوجاتا۔

(ابوداؤد ص۶۳ جلد اول باب فی المواقیت)

(۱۳۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

اَعْتَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات

http://mujahid.xtgem.com

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ حَتّٰی ذَھَبَ عَامَّۃُ اللَّیْلِ وَحَتّٰی نَامَ اَھْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰی۔ (مسلم ص۲۲۹ ج۱، باب وقت العشاء، نسائی ص۹۳ ج۱)

عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی، یہاں تک کہ رات کا اکثر حصّہ گزر گیا اور مسجد والے سو گئے۔ پھر آپ تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

(۱۳۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ۔ (مسلم ص۲۲۹ جلد ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نمازِ عشاء آدھی رات تک مؤخر کی۔

(۱۳۸) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَعْتَمَ بِالصَّلٰوۃِ حَتّٰی اِبْھَارَّ اللَّیْلُ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰی بِھِمْ۔ (مسلم صفحہ ۲۲۹ جلد ۱)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عشاء کو مؤخر کیا، یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی، پھر تشریف لائے اور ان کو نماز پڑھائی۔

(۱۳۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے اوقات کی تفصیل لکھی اور فرمایا۔

وَصَلِّ الْعِشَاءَ اَیَّ اللَّیْلِ شِئْتَ وَلَا تُغْفِلْھَا۔ (طحاوی ص۹۴ جلد اول، در حالہ ثقات)

اور نمازِ عشاء رات کے جس حصے میں چاہو ادا کرو اور اسے ترک مت کرو۔

نمازِ عشاء کا مستحب وقت

نمازِ عشاء کا مستحب وقت تہائی رات کے قریب ہے۔

(۱۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُّؤَخِّرُوا الْعِشَآءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْ نِصْفِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی اُمّت پر مشقت محسوس نہ کرتا تو ان کو حکم دیتا کہ وہ تہائی رات یا نصف رات تک عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھیں۔

(ترمذی ص۲۳ ج۱، ابن ماجہ، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۶۱)

(۱۴۱) حضرت ابوبرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَکَانَ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّؤَخِّرَ الْعِشَآءَ ...... وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَلَا یُبَالِیْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ۔

(بخاری ص۷۷ ج۱ و مسلم ص۲۳ ج۱ مشکوٰۃ ص۶۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء کی تاخیر کو پسند فرماتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ تہائی رات تک عشاء کو مؤخر کردیں۔

عشاء کے وقت میں ضعیف اور بیمار کی رعایت

اگرچہ عشاء کی نماز میں اصولی طور پر تہائی رات کے قریب تک تاخیر مستحب ہے، تاہم اس میں کمزور، بیمار اور معذور مقتدیوں کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز آدھی رات کے قریب پڑھائی، اور فرمایا:۔

(۱۴۲) لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِیْفِ وَسُقْمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ۔

اگر ضعیف کا ضعف اور بیمار کی بیماری نہ ہوتی تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔

(ابوداؤد ص۶۶ ج۱، نسائی، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۶۲)

http://mujahid.xtgem.com

خُلاصہ:۔ مذکورہ بالا سطور میں پانچ وقت کی نمازوں کے مستحب اوقات صحیح احادیث کی روشنی میں بیان ہو چکے ہیں جن کا خُلاصہ یہ ہے کہ مغرب میں ہمیشہ سردی ہو یا گرمی تقدیم مستحب ہے، اور سردی کی ظہر میں بھی تقدیم مستحب ہے، اور باقی تمام نمازوں میں ہمیشہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا۔ اوّل وقت سے قدرے تاخیر کرنا مستحب ہے۔

اوّل وقت میں نماز کی احادیث پر تبصرہ

بعض آئمہ کرامؒ ہمیشہ اول وقت میں تمام نمازوں کے استحباب کے قائل ہیں۔ اُن کا استدلال درج ذیل احادیث سے ہے۔

حضرت اُمِ فروہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۴۳) سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ فِیْ اَوَّلِ وَقْتِھَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے۔ آپؐ نے فرمایا اوّل وقت میں نماز پڑھنا۔

(ترمذی صـ ۴۲ جلد ا، ابوداؤد، مشکوٰۃ صـ ۶۱)

تبصرہ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حَدِیْثُ اُمِّ فَرْوَۃَ لَا یُرْوٰی اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِیِّ وَلَیْسَ ھُوَ بِالْقَوِیِّ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ وَ اضْطَرَبُوْا فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ۔

فَرْوَہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث صرف عبداللہ بن عمر العُمری کے واسطے سے مروی ہے اور وہ محدثین کے ہاں قوی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں اضطراب ہے، اور مضطرب حدیث ضعیف ہوتی ہے۔

(ترمذی صـ ۴۲ جلد ا، باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل)

محدّث دارقطنیؒ نے کتاب العلل میں اس حدیث کے اضطراب و اختلافِ

http://mujahid.xtgem.com

کثیر کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (نصب الرایہ ص۲۴۱ جلد۱)

حضرت محدث بنوریؒ لکھتے ہیں۔

وَقَدْ صَرَّحَ اَحْمَدُ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ ثُمَّ النَّوَوِيُّ ثُمَّ الْحَافِظُ اِبْنُ حَجَرٍ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْحُفَّاظِ اَنَّهُ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِاَسَانِيْدَ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ، محدث بیہقی شافعیؒ، محدث نوویؒ شارح مسلم شافعیؒ، حافظ ابن حجرؒ شارح بخاری شافعیؒ اور دیگر حفاظ محدثین نے اس حقیقت کو صراحت سے بیان کر دیا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

(معارف السنن شرح ترمذی ص۴۵ ج۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۴۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلٰوةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، نماز کا اول وقت رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

(ترمذی ص۲۴ ج۱، مشکوٰۃ ص۶۱)

تبصرہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی یعقوب بن الولید ہے اور وہ محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔ اس راوی کے متعلق محدثین نے درج ذیل تبصرہ کیا ہے۔

محدث ابن حبانؒ فرماتے ہیں:

كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ۔

کہ وہ حدیث گھڑا کرتا تھا۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

كَانَ مِنَ الْكَذَّابِيْنَ الْكِبَارِ۔

کہ وہ بڑے جھوٹے لوگوں میں سے تھا۔

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں۔

http://mujahid.xtgem.com

لَيْسَ بِثِقَةٍ۔ کہ وہ قابلِ اعتماد نہیں۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں۔

مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ۔ کہ اس کی حدیث قابلِ ترک ہے۔

(نصب الرایہ جلد اول صہ ۲۴۳)

حافظ ابن حجرؒ نے بھی تقریباً یہی تبصرہ نقل کیا ہے۔ (التلخیص الحبیر صہ ۶۹ ج ۳، مع شرح المہذب)

محدث بیہقیؒ اپنی کتاب المعرفۃ اور السنن الکبریٰ میں لکھتے ہیں۔

رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِاَسَانِيْدَ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ۔ (نصب الرایہ صہ ۲۴۳ ج ۱) کہ اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

محدث نوویؒ شافعی شارح مسلم اپنی کتاب "الخلاصہ" میں لکھتے ہیں۔

اَحَادِيْثُ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ لِاَوَّلِ وَقْتِهَا وَ اَحَادِيْثُ اَوَّلُ الْوَقْتِ رِضْوَانُ اللّٰهِ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ۔ (نصب الرایہ صہ ۲۴۳ ج ۱)

یعنی مذکورہ بالا دونوں قسم کی حدیثیں تمام کی تمام ضعیف ہیں۔

ف : بعض محدثینؒ نے مذکورہ بالا مستحب اوقات والی صحیح احادیث کی روشنی میں یہ تطبیق و توجیہ لکھی ہے کہ اول وقت والی احادیث سے وقت مختار اور وقت مستحب کا اول حصہ مراد ہے۔

علامہ قاریؒ شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ اَوَّلُ الْوَقْتِ الْمُخْتَارِ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ صہ ۱۳۶ ج ۲) کہ مستحب و مختار وقت کا اول حصہ مراد ہے۔

نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا فرض ہے

فرض نماز کو اپنے متعین و مقرر وقت پر پڑھنا فرض ہے اور بلا عذر شرعی مقررہ وقت سے تقدیم و تاخیر کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

(۱۴۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ۝ (سورہ نساء $\frac{۴}{۱۰۳}$)

بے شک نماز اہلِ ایمان پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

(۱۴۶) ارشادِ الٰہی ہے۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ ۝ (البقرہ $\frac{۲}{۲۳۸}$)

نمازوں کی حفاظت کرو۔

مفسر ابنِ کثیر شافعیؒ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔ یَأْمُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ فِيْ اَوْقَاتِهَا۔ (تفسیر ابن کثیر عربی ص $\frac{۲۹۰}{۱}$)

اللہ تعالیٰ شانہٗ وقت پر نمازوں کو ادا کرنے کی حفاظت کا حکم فرماتے ہیں۔

(۱۴۷) ارشادِ خداوندی ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔ (المومنون $\frac{۲۳}{۹}$)

اور وہ لوگ (فلاح پانے والے اہلِ ایمان) اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت مسروق تابعیؒ، حضرت قتادہ تابعیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، اوقاتِ نماز کی پابندی بھی محافظت صلوٰۃ میں داخل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص۲۳۹ جلد۳) یہی مضمون تفسیر ابن کثیر ص۴۲۱ جلد۴ پر بھی ہے۔

(۱۴۸) ارشادِ رحمانی ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ (المعارج $\frac{۷۰}{۳۴}$)

اور وہ لوگ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں۔

مفسر ابنِ کثیرؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ (يُحَافِظُوْنَ) عَلٰى مَوَاقِيْتِهَا وَ اَرْكَانِهَا وَ وَاجِبَاتِهَا وَ مُسْتَحَبَّاتِهَا۔ کہ وہ لوگ نماز کے اوقات ارکان، واجبات،

http://mujahid.xtgem.com

مستحبات کی نگہبانی کرتے ہیں"۔ اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ محافظت نماز کے سلسلہ میں وقت کی حفاظت سرفہرست ہے۔

(۱۴۹) ارشادِ ربانی ہے۔

هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ دَائِمُوْنَ ۝ — وہ اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں۔

(المعارج ۷۰/۲۳)

مفسر ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

مَعْنَاهُ يُحَافِظُوْنَ عَلٰى اَوْقَاتِهَا وَوَاجِبَاتِهَا قَالَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَ مَسْرُوْقٌ وَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ۔ اس ارشادِ ربانی کا معنی و مطلب ہے نماز کے اوقات و واجبات کی پابندی کرنا، حضرت ابن مسعودؓ مسروقؒ ابراہیم نخعیؒ نے یہی تفسیر کی ہے۔

(۱۵۰) ارشادِ قرآنی ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ — سوان نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں۔

(الماعون ۱۰۷/۴، ۵)

بعض سلفؒ نے کہا ہے، بے وقت نماز پڑھنا بھی "نماز سے غفلت و سہو" کا ایک فرد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صد ۵۵۴ جلد ۴)

(۱۵۱) ارشادِ رحمانی ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ ۝ — تو ان (مذکور انبیاء علیہم السلام) کے بعد اپنے نالائق جانشین ہوئے، جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا۔

(مریم ۱۹/۵۹)

بعض سلفؒ کی تفسیر کے مطابق بے وقت نماز پڑھنا بھی اضاعتِ صلوٰۃ کی ایک نوع ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صد ۱۲۷، ۱۲۸ جلد ۳)

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

۱۵۴ ارشادِ قدسی ہے۔

وَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ ط — اور (متقی لوگ) نماز قائم کرتے ہیں۔
(البقرہ ۳/۲)

بعض سلفؒ کے مطابق "اوقاتِ نماز کی پابندی" بھی اقامتِ صلوٰۃ کے مفہوم میں داخل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۲ جلد ۱)

راقم الحروف کے ناقص تتبُّع و تلاش کے مطابق قرآن مجید کی انتالیس آیات میں "اقامتِ صلوٰۃ" کا حکم یا ذکر مختلف عنوانوں اور متعدد صیغوں سے موجود ہے۔ مصدر (اِقَامُ الصلوٰۃ) ماضی (اَقَامَ الصَّلٰوۃَ) مضارع (یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ) اَمر (اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ) اسمِ فاعل (مُقِیْمُ الصَّلٰوۃِ) سب ہی الفاظ میں اقامتِ صلوٰۃ کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایمان کے بعد سب سے زیادہ تاکید نماز کی فرمائی گئی ہے۔ بیسیوں آیات میں اِقامتِ صلوٰۃ، محافظتِ صلوٰۃ، دَوامِ صلوٰۃ متعدد عنوانوں سے اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

تمام مفسرین کرامؒ کے ہاں یہ سب عنوان اور ان کے معانی و مفاہیم مُقتضِی ہیں کہ نماز کے فرائض و ارکان کے ساتھ ساتھ اوقاتِ نماز کی پابندی کرنا بھی فرض و لازم ہے اور ان سے تقدیم و تاخیر کرنا نماز کو ضائع کرنا ہے نماز سے غفلت کرنا ہے، جو نا لائق اور قابلِ مذمت لوگوں کا شیوہ ہے۔

نماز کے مقرر اوقات متواتر احادیث سے ثابت ہیں

پنجوقتہ فرض نمازوں کے معروف اوقات متواتر صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث میں اوقاتِ نماز پر مستقل ابواب قائم ہیں۔ ان میں بیسیوں صحیح حدیثیں نماز کے معروف و مقرر اوقات پر صراحت کے ساتھ دال ہیں۔

http://mujahid.xtgem.com

اس سلسلہ میں بعض حدیثیں مختصر طور پر گذشتہ صفحات میں بھی ذکر کی گئی ہیں، تاکید و تبرک کے لیے درج ذیل احادیث بھی مطالعہ فرمائیں۔

(۱۵۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا۔

(بخاری ص۷۶، باب فضل الصلوٰة لوقتها، مسلم ص۶۲ جلد اول، مشکوٰة ص۵۸)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے، آپؐ نے فرمایا، وقت پر نماز پڑھنا۔

اوقاتِ نماز کی عملی تعلیم اور امامت جبرئیل علیہ السلام

(۱۵۴) صحیح احادیث میں ہے کہ شبِ معراج میں پنجوقتہ فرض نمازوں کا حکم تو عرش معلیٰ سے بالا حالتِ معراج میں ہوا، مگر ان کے اوقات کی عملی تعلیم کے لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام مکہ مکرمہ تشریف لائے اور دو روز بیت اللہ کے پاس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (ظاہری طور پر) امام بنے۔ پہلے دن ہر نماز اول وقت میں پڑھائی اور دوسرے دن آخر وقت میں پڑھائی، پھر فرمایا: اَلْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ۔

(ابوداؤد ص۶۲ ج۱، باب فی المواقیت۔ ترمذی ص۲۱ جلد۱، مشکوٰة ص۵۹)

نماز کا وقت ان دونوں (اول و آخر) وقتوں کے درمیان ہے۔

قال الترمذی، حدیث حسن صحیح، امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

محدث جمال الدین زیلعیؒ فرماتے ہیں: حَدِيثُ إِمَامَةِ جِبْرَئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَجَابِرٌ وَأَبُو مَسْعُودٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَعَمْرُو بْنُ حَزْمٍ وَأَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ وَأَنَسٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ ۔ (نصب الرایۃ صـ۲۲۱ تا ۲۲۶ جلد اوّل) ۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی امامت والی حدیث درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مروی ہے ۔

حضرتؓ عبداللہ بن عباس ، حضرتؓ جابر ، حضرتؓ اَبُو مَسْعُود ، حضرتؓ اَبُو ہُرَیْرَہ ، حضرتؓ عَمْرو بن حزم ، حضرتؓ ابو سَعِید خُدرِی ، حضرتؓ اَنس ، حضرتؓ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ۔

پھر علامہ زَیْلَعِی رحمۃ اللہ علیہ نے حسبِ معمول ان مَرْفُوْع احادیث کو چھ صفحات پر تفصیل سے ذکر کیا ہے ۔

امامتِ جبرائیل علیہ السلام کی حدیث مختصر طور پر بخاری صـ ۴۵۷ جلد ۱ باب ذکر الملائکۃ و مسلم صـ ۲۲۱ جلد ۱ باب اوقات الصلوات الخمس میں بھی مذکور ہے ۔ نیز بخاری صـ ۷۵ جلد ۱ پر بھی یہ حدیث مُجملاً مروی ہے ۔

امامتِ جبرئیل علیہ السلام کی ان آٹھ حدیثوں سے بھی اوقاتِ نماز کی اہمیت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اس مسئلہ کے لئے قولی تعلیم پر اکتفا نہیں فرمایا گیا بلکہ عملی تعلیم کا اہتمام کیا گیا اور وُہ بھی مسلسل دو روز تک ۔

(۱۵۵) حضرت بُرَیْدَہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقاتِ نماز کے بارے میں دریافت کیا ۔ آپؐ نے فرمایا دو روز یہاں ٹھہر کر ہمارے ساتھ نماز پڑھو ، پھر آپؐ نے پہلے دن تمام نمازیں اوّل وقت میں پڑھائیں ، اور دوسرے دن آخری وقت میں پڑھائیں ۔ پھر آپؐ نے فرمایا : وَقْتُ صَلٰوتِکُمْ بَیْنَ مَا رَاَیْتُمْ ۔ (مسلم صـ ۲۲۳ جلد اول ، باب اوقات الصلوات الخمس ، مشکوٰۃ صـ ۵۹) "تمہاری نمازوں کا وقت ان اوقات کے درمیان ہے جو تم نے دیکھے" ۔

گو روزانہ نماز با جماعت کی صورت میں بھی نماز اور اس کے اوقات کی عملی تعلیم دی جاتی تھی ، تاہم سائل کے جواب میں اوقاتِ نماز کی ابتداء و انتہا بتانے کے لئے

http://mujahid.xtgem.com

خصوصی عملی تعلیم کا اہتمام فرمایا گیا۔

تاخیرِ نماز کا سبب بننے پر سخت دُعا

(۱۵۶) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب میں ایک روز شدتِ جنگ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ عصر فوت ہوگئی۔ آپ نے غروبِ شمس کے بعد اس کی قضا پڑھی اور کفار کے خلاف ان الفاظ میں سخت دُعا فرمائی۔

شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَاَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا۔ (بخاری ص۴۱ ج۱ و ص۵۹۰ ج۲ باب غزوۃ الخندق، مسلم ص۲۲۷ ج۱، مشکوٰۃ ص۶۳)

کہ ان (مشرک) لوگوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ یعنی نمازِ عصر سے مشغول رکھا (روکا)، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

تنبیہ اندازہ کیجیے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے تبلیغی سفر میں اوباش کفار کی خشت باری سے لہولہان ہوجاتے ہیں۔ ملائکہ علیہم السلام ربانی وحی سے ان کفار کو پیس کر رکھ دینے کی پیش کش کرتے ہیں، اس کے جواب میں آپ صرف ہدایت کی دُعا فرماتے ہیں۔ (معروف احادیث کا مضمون ہے) اور یہاں کفار کی مزاحمت کی وجہ سے نماز قضا ہونے پر آپ کو اس قدر سخت قلبی صدمہ پہنچتا ہے کہ ان کفار کے خلاف سخت ترین دُعا فرماتے ہیں۔

دھیان کیجیے کہ وقت پر نماز پڑھنے کا آپ کے یہاں کیا مقام تھا اور اس کا کتنا اہتمام تھا۔

نمازِ خوف کی احادیث سے اوقاتِ نماز کی اہمیت

(۱۵۷) قرآن عزیز کی سورہ نساء ع۱۵ پ۵ میں نمازِ خوف کی کیفیت اور اس کے اصول و آداب بیان کیے گئے ہیں۔ صحاح ستہ اور دیگر اہم کتب حدیث میں "باب صلوٰۃ الخوف" کے عنوان کے تحت نمازِ خوف کی درجنوں مرفوع صحیح احادیث مذکور ہیں۔ جن

http://mujahid.xtgem.com

واضح ہوتا ہے کہ میدانِ جہاد میں اور عین جنگ کے وقت بھی نماز کی کیفیت میں تو تخفیف کی گنجائش ہے اور نماز میں چلنے کی بھی اجازت ہے، لیکن وقت کو نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ امکانی حد تک وقت کی پابندی ضروری قرار دی گئی ہے۔

(۱۵۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً إِلَّا لِمِيْقَاتِهَا إِلَّا صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ۔

(بخاری ص ۲۲۸ ج ۱، مسلم ص ۴۱۷ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۲۳۰، کتاب الحج)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا (یعنی آپ ہمیشہ وقت پر نماز پڑھتے تھے) مگر (حجۃ الوداع میں) مغرب و عشاء کو مزدلفہ میں اکٹھے پڑھا (یعنی عشاء کے وقت میں مغرب و عشاء اکٹھی پڑھیں۔

(۱۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مروی ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوةً لِوَقْتِهَا إِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ۔

(نسائی صفحہ ۴۴ جلد ۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز وقت پر پڑھتے تھے لیکن ——— (حجۃ الوداع میں) آپ نے عرفات میں ظہر و عصر کو ظہر کے وقت میں جمع کرکے پڑھا اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو عشاء کے وقت میں جمع کرکے پڑھا۔)

ف: حجاج کرام کے لیے عرفات میں ظہر و عصر ——— کی جمع حقیقی اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی جمع حقیقی متواتر احادیث سے ثابت ہے اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے، ان صحیح احادیث سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

http://mujahid.xtgem.com

عرفات و مزدلفہ کے علاوہ کبھی بھی جمع حقیقی کی صورت میں دو نمازوں کو اکٹھا کر کے نہیں پڑھا۔

(۱۶۰) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا التَّفْرِیْطُ عَلٰی مَنْ لَّمْ یُصَلِّ حَتّٰی یَجِیْئَ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ الْاُخْرٰی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے، محض اس شخص کی کوتاہی ہے جو ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کر دے۔

(مسلم صفحہ ۲۳۹ جلد اول باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ)

(۱۶۱) سُئِلَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا التَّفْرِیْطُ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَنْ تُؤَخَّرَ حَتّٰی یَجِیْئَ وَقْتُ الْاُخْرٰی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نماز میں کوتاہی کرنے کا کیا مطلب ہے، آپ نے فرمایا، ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کرنا تفریط (کوتاہی) ہے۔

(طحاوی صـ ۱۳۲ جلد ۱، بسند صحیح)

(۱۶۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَمَعَ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَقَدْ اَتٰی بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْکَبَائِرِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے بلا عذر دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھا اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔

(ترمذی صـ ۲۶ جلد اول، باب ماجاء فی الجمع بین الصلوٰتین)

تنبیہ اس حدیث میں ایک راوی حنش بن قیس ضعیف ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ و بعض محدثین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم اس کا مضمون صحیح ہے، قرآن و حدیث کی مذکورہ بالا نصوص (اضاعت صلوٰۃ، سہو عن الصلوٰۃ، تفریط

http://mujahid.xtgem.com

فی الصلوٰۃ " کے مطابق ہے۔

اس کے علاوہ محدث ابن کثیرؒ نے تفسیر میں، اور امام حاکمؒ نے اس حدیث کو حسن و قوی تسلیم کیا ہے۔

(معارف السنن شرح الترمذی صـ ۱۶۶ جلد ۲)

(۱۶۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی صوبوں کے ذمہ دار حکام کو ایک گشتی مراسلہ کے ذریعہ متنبہ فرمایا تھا۔

اِنَّ الْجَمْعَ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ فِیْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ کَبِیْرَۃٌ مِّنَ الْکَبَائِرِ۔	کہ ۲ دو نمازوں کو (بلا عذر) ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔

(موطا امام محمدؒ صـ ۱۳۲ ، سنن بیہقی صـ ۱۶۹ جلد ۳)

(۱۶۴) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

اَلْجَمْعُ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ مِّنَ الْکَبَائِرِ۔	بلا عذر دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صفحہ ۴۵۹ جلد ۲)

محدث ابن ابی شیبۃ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

جمع بین الصلوٰتین

بعض صحیح احادیث میں سفر وغیرہ کی وجہ سے "جمع بین الصلوٰتین" (دو نمازوں کو اکٹھے ادا کرنے) کا ذکر آیا ہے اور بعض ائمہ کرامؒ نے اسے جمع حقیقی پر محمول کیا ہے، ان کے ہاں سفر وغیرہ کی وجہ سے ظہر و عصر کی نمازوں کو عصر کے وقت میں اکٹھے پڑھنا اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو عشاء کے وقت میں اکٹھے ادا کرنا جمع والی احادیث کا مصداق ہے اور درست ہے۔

ائمہ احنافؒ اور بعض دیگر محققین کے ہاں جمع والی حدیثیں جمع صوری و جمع عملی پر محمول ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ سفر کی وجہ سے ظہر کی نماز اپنے آخری وقت میں اور عصر کی

http://mujahid.xtgem.com

نماز اپنے آول وقت میں ادا کی جائے، اس صورت میں ہر نماز اپنے اپنے وقت کے اندر ادا ہوگی، لیکن صورت وعمل کے لحاظ سے دونوں نمازیں اکٹھی ادا ہوں گی۔ اسی طرح مغرب کی نماز اپنے آخری وقت میں اور عشاء کی نماز اپنے آول وقت میں پڑھی جائے، اس کو جمع صوری یا جمع عملی کہا جاتا ہے۔

غزوۂ تبوک کے طویل سفر میں یہی صورتِ عمل تھی، سفر بہت طویل تھا، موسم سخت گرم تھا، طہارت و وضو کے لیے پانی کی قلت تھی، اسلامی فوج کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی اتنے بڑے لشکر کا ان مذکورہ حالات میں بار بار اُترنا اور سوار ہونا انتہائی مشکل تھا۔ اس لئے جمع صوری کی شکل میں تخفیف فرمائی گئی۔

بہرحال مُؤخر الذکر مکتبِ فکر کی تحقیق میں جمع بین الصلوٰتین والی احادیث کا محمل یہی جمع صوری وعملی ہے۔ یہی توجیہ وتطبیق درج ذیل وجوہ اور شواہد و قرائن کی بناء پر راجح ہے۔

پہلی وجہ ترجیح اوقاتِ نماز کی تعیین و تحدید قطعی فرض ہے، جو قرآنِ مجید کی متعدد آیات، جبیسیوں متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ اور پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے۔ جَمْعَ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ کی حدیثیں اخبارِ آحاد ہیں۔ قرآنی آیات اور متواتر احادیث کے معارضہ و مقابلہ میں خبرِ واحد واجب التاویل ہوتی ہے۔ لہٰذا ان اخبارِ آحاد کو جمع صوری وعملی پر محمول کرنا ضروری ہے۔ تاکہ قطعیات کی مخالفت نہ ہو، ظنی دلیل کی خاطر قطعیات کی تخصیص و تاویل کرنا قرینِ انصاف نہیں۔

دوسری وجہ ترجیح بعض احادیث جمع کے الفاظ بھی جمع صوری کی طرف مشیر ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۶۵) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو مقدم کرتے مغرب

http://mujahid.xtgem.com

وَ يُقَدِّمُ الْعَصْرَ وَ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَ يُقَدِّمُ الْعِشَآءَ۔

کو مؤخر کرتے اور عشاء کو مقدم کرتے۔

(مسند امام احمد ۱۳۵/۲، طحاوی ۱۲۲/۱، مستدرک حاکم بسند حسن)

(۱۶۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث ہے۔

كَانَ قَبْلَ غُيُوْبِ الشَّفَقِ فَنَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَجِلَ بِهٖ اَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعْتُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (ایک سفر میں) غروبِ شفق سے قبل سواری سے اُترے مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا، غروبِ شفق کے بعد عشاء کی نماز ادا کی پھر فرمایا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب (سفر میں) جلدی ہوتی تو آپؐ اسی طرح عمل فرماتے جیسے میں نے کیا ہے۔

(ابوداؤد ۱۶۸/۱، باب الجمع بین الصلوتین، دارقطنی ص۳۹۳ جلد اول بسند صحیح)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث جمع صوری کی واضح دلیل ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی جمع صوری کا تھا۔

(۱۶۷) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَجَعَلَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يُصَلِّي الظُّهْرَ فِيْ اٰخِرِ وَقْتِهَا وَيُصَلِّي الْعَصْرَ فِيْ اَوَّلِ وَقْتِهَا۔

(طبرانی اوسط)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے سفر میں نکلے، تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (و تمام صحابہؓ) ظہر و عصر کو اس طرح جمع کرتے کہ ظہر کو آخر وقت میں اور عصر کو اول وقت میں پڑھتے۔

http://mujahid.xtgem.com

یہ مرفوع حدیث بھی جمع صوری و عملی پر صریح دلیل ہے۔

(۱۶۸) حضرت ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی موا حدیث روایت کرتے ہیں کہ میں اور حضرت سعد رض کوفے سے مکہ مکرمہ سفر حج پر جا رہے تھے۔

نَكَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يُؤَخِّرُ مِنْ هٰذِهٖ وَيُعَجِّلُ مِنْ هٰذِهٖ وَيُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعًا وَ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَ يُعَجِّلُ الْعِشَاءَ ثُمَّ يُصَلِّيْهِمَا جَمِيْعًا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ظہر و عصر کو اس طرح جمع کرتے کہ ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو مقدم کرتے پھر دونوں کو اکٹھا ادا کرتے، مغرب کو مؤخر کرتے عشاء کو مقدم کرتے، پھر دونوں کو اکٹھا ادا کرتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۵۷ جلد ۲، باب من قال یجمع المسافر بین الصلوتین و اللفظ لہ۔ مسند عبد الرزاق صفحہ ۵۴۹ جلد ۲، طحاوی صفحہ ۱۲۳ جلد ا بسند صحیح)

تیسری وجہ ترجیح پورے ذخیرۂ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے صرف انہی دو نمازوں کے جمع کرنے کا ثبوت ملتا ہے جن کے اوقات کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں اور درمیان میں مکروہ وقت بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے جمع صوری و عملی پر عمل ہو سکتا ہے اور وہ صرف ظہر و عصر یا مغرب و عشاء کی نمازیں ہیں، باقی جن نمازوں کے اوقات باہم متصل نہیں ہیں، جیسے فجر و ظہر یا اوقات تو متصل ہیں لیکن درمیان میں مکروہ وقت ہے جیسے عصر و مغرب یا عشاء و فجر کہ نصف شب کے بعد عشاء کا مکروہ وقت ہے، ان تینوں صورتوں میں جمع صوری ممکن نہیں ہے۔

ان تین صورتوں میں جمع بین الصلوتین کا عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بھی نہیں ہے اور باجماع امت جائز بھی نہیں ہے، حالانکہ جمع حقیقی ان سب صورتوں میں ممکن ہے۔ اگر جمع حقیقی جائز ہوتی تو ان تمام صورتوں میں جمع کا عمل احادیث سے ثابت ہوتا اور وہ بالاتفاق جائز بھی ہوتا، لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے اس تفصیل سے یہ حقیقت اظہر من الشمس

ہو گئی کہ احادیثِ جمع بین الصلوٰتین کا محمل و مصداق صرف اور صرف جمع صوری و عملی ہے۔
مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری صہ ۱۴۸ جلد ۷ و مابعد، فتح الملہم صہ ۲۶۱ جلد ۲ و معارف السنن صہ ۱۸۴ جلد ۴ و اوجز المسالک شرح موطا امام مالک صہ ۲۶۰ جلد ۱)

اذان کی عظمت و اہمیت

اذان دراصل اسلام کے سب سے اہم اور بنیادی اصولوں کا جامع اعلان ہے۔ حق کی یہ دعوت روزانہ پانچ وقت مسجد سے نشر کی جاتی ہے، بار بار اس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کبریائی عظمت اور توحید و استحقاق عبادت کا اعلان کیا جاتا ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ	کہ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و صداقت کا تکرار کے ساتھ اعلان ہے۔

اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

پھر نماز اور فلاح کی دعوت ہے۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	نماز کی طرف آؤ۔
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	نماز کی طرف آؤ۔

http://mujahid.xtgem.com

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ — کامیابی کی طرف آؤ،

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ — کامیابی کی طرف آؤ،

کہ نماز حقیقت میں دونوں جہان کی کامیابی کا ذریعہ ہے، اس میں دُنیا کی کامیابی کے ساتھ آخرت کی کامیابی کیطرف بھی متوجہ کیا گیا ہے، آخر میں مکرر اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت اور استحقاقِ عبادت کا اعلان ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ — اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ○ — اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۱۶۹) اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ — اور جب تم نماز کیلئے اذان دیتے ہو تو وہ

اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ — (کافر) اسے ہنسی اور کھیل بناتے ہیں، یہ

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۭ (المائدہ ۵/۵۸) — اس وجہ سے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اذان کا ادب و احترام لازم ہے۔

(۱۷۰) اور ارشادِ باری ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا — اے اہلِ ایمان جب جمعہ کے دن نماز کے

نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ — لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف

فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا — چلو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے

الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ — لیے بہتر ہے، اگر تمہیں کچھ سمجھ ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (الجمعہ ۶۲/۹)

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ جمعہ کی اذان کے بعد کاروبار بند کر دینا لازم ہے۔

(۱۷۱) حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مؤذن

http://mujahid.xtgem.com

وَسَلَّمَ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۶، مشکوٰۃ صفحہ ۶۴)

کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک جن اور انسان اور جو چیز بھی اس کی آواز سنتی ہے وہ قیامت کے دن اس کے حق میں شہادت دے گی۔

بلاشبہ مؤذن صاحبان کی یہ بڑی قابلِ رشک منقبت و فضیلت ہے کہ وہ تمام مخلوق جو اس کی اذان سنتی ہے، قیامت کے دن اس کی عظمت و رفعت کی گواہی دے گی۔

(۱۶۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ يُنَادِيْ بِالصَّلٰوتِ الْخَمْسِ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، تین شخص قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے، ۱ وہ غلام جس نے اللہ کا حق اور اپنے مالک کا حق ادا کیا۔ ۲ وہ شخص جس نے قوم کی امامت کی، اور وہ قوم اس سے راضی ہے، ۳ وہ شخص جو رات دن پانچوں نمازوں کی اذان دیتا ہے۔

(ترمذی باب ما جاء فی فضل المملوک الصالح جلد ۲ صفحہ ۲۰، مشکوٰۃ صفحہ ۶۵)

(۱۶۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے ثواب کے لئے سات سال اذان دی اس کے لئے آگ سے نجات لکھ دی گئی۔

(ترمذی صفحہ ۲۹ جلد اول، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۶۵)

(۱۶۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَهٗ مَدٰی صَوْتِهٖ وَیَشْهَدُ لَهٗ کُلُّ رَطْبٍ وَّ یَابِسٍ۔ (مشکوٰۃ ص ۶۵، ابوداؤد ج ۱ ص ۸۳، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ مؤذن کے لئے اس کی آواز کی انتہا تک مغفرت کی جاتی ہے، اور ہر تر و خشک چیز اس کے حق میں گواہی دیتی ہے۔

اذان کے الفاظ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ خواب میں فرشتہ نے اذان کی یوں تعلیم دی۔

(۱۷۵) قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَاَیْتُ فَقَالَ اِنَّهَا لَرُؤْیَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَیْهِ مَا رَاَیْتَ فَلْیُؤَذِّنْ بِهٖ فَاِنَّهٗ

فرشتے نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کہا تو کہہ: اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

(حضرت عبداللہ بن زید کہتے ہیں، جب میں نے صبح کی، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو بتایا، آپ

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

آنْدٰی صَوْتًا مِنْكَ فَقُمْتُ مَعَ
بِلَالٍ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ
بِهٖ قَالَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِيْ
بَيْتِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَآئَهٗ وَيَقُوْلُ
وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا اُرِیَ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

(ابوداؤد ج۱ ص۷۹ باب کیف الاذان)

نے فرمایا یہ خواب حق ہے ان شاء اللہ (آپ
نے مجھے فرمایا) تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر
ان کو ان کلمات کی تلقین کرو، جو تم نے دیکھے
(سُنے) ہیں، وہ اذان دیں، کیونکہ وہ تم سے
زیادہ بلند آواز ہیں، تو میں حضرت بلالؓ
کو ان الفاظ کی تلقین کرنے لگا اور وہ اذان
دیتے گئے۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں:
حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے گھر میں یہ
آواز سُنی تو وہ جلدی میں اپنی چادر کھینچتے
ہوئے نکلے اور عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ
اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ
بھیجا، بے شک میں نے ویسے خواب دیکھا
جیسے حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو دکھلایا گیا، تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
فللّٰہ الحمد۔

یہ حدیث مسند امام احمد، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمۃ، بیہقی میں بھی مروی ہے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: هُوَ عِنْدِیْ صَحِيْحٌ (کتاب العلل للامام الترمذی، شرح المہذب صفحہ ۷۶ جلد ۳، للنووی۔ نصب الرایہ ص۲۵۹ جلد اول للامام زیلعیؒ، التلخیص الحبیر علی شرح المہذب ص ۱۶۱ جلد ۳، للحافظ ابن حجر شافعیؒ)

اذان میں ترجیع نہیں ہے

اذان میں ترجیع کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شہادت کے کلمات پہلے دو دو مرتبہ درمیانہ جہر سے کہے جائیں، پھر ان کو زیادہ

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

بلند آواز سے دو دو مرتبہ کہا جائے، مذکورہ بالا صحیح حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اذان میں ترجیع نہیں ہے۔ علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب التحقیق میں لکھتے ہیں:

حَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ ھُوَ اَصْلُ التَّاذِیْنِ وَلَیْسَ فِیْہِ تَرْجِیْعٌ فَدَلَّ عَلٰی اَنَّ التَّرْجِیْعَ غَیْرُ مَسْنُوْنٍ۔ (نصب الرایہ ص ۲۶۲ جلد ۱)

یعنی حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی مذکورہ بالا حدیث اذان کی اصل بنیاد ہے جس میں ترجیع کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ترجیع مسنون نہیں ہے۔

(۱۷۶) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے، بلکہ رئیس المؤذنین تھے، ان کی اذان صحیح سندوں سے بلا ترجیع منقول ہے۔
(مغنی ابن قدامۃ حنبلی ص ۴۱۶ جلد اول، معارف السنن شرح الترمذی ص ۱۸۵ ج ۲)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث مسند احمد ص ۴۳ جلد ۴ پر مروی ہے۔ اس حدیث کے اخیر میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

ثُمَّ اَمَرَ بِالتَّاذِیْنِ فَکَانَ بِلَالٌ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یُؤَذِّنُ بِذٰلِکَ۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دینے کا حکم فرمایا، تو حضرت بلالؓ انہی الفاظ سے اذان دیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ حضرت بلالؓ کی اذان حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی اذان کی طرح بلا ترجیع تھی۔

(۱۷۷) حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ عہد نبوی میں مسجد نبوی کے مؤذن تھے، آپ کی اذان میں ترجیع منقول نہیں ہے۔ (اوجز المسالک صفحہ ۱۸۶ جلد اول شرح مؤطا امام مالکؒ)

(۱۷۸) حضرت سعد قرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد قبا کے مؤذن تھے آپ کی اذان ترجیع سے خالی تھی۔ (دارقطنی صفحہ ۲۳۶ جلد اول)

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

(۱۷۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّمَا كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد میں اذان کے دو دو کلمے تھے۔

(ابوداؤد ج۱ ص۸۳، نسائی ج۱ ص۱۰۳، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، دارقطنی، بیہقی، مسند ابوعوانہ، نصب الرایہ ص ۲۶۲ جلد اوّل)

اس حدیث کی سند کے بارے میں محدث ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وَهٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ

کہ یہ سند صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ص ۲۶۲ جلد اوّل)

یہ حدیث بھی عدم ترجیع پر دال ہے۔

ف: ۸ھ میں غزوہ حنین سے مکہ مکرمہ واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیع کے ساتھ اذان کی تعلیم دی اور ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر فرمایا۔ یہ حدیث بخاری کے سوا باقی تمام صحاح ستہ میں مروی ہے، محققین علماء مذکورہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں سکی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت ابو محذورہ رض نومسلم تھے ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر کیا گیا تھا۔ موصوف کے دل میں اور اہلِ مکہ کے دلوں میں توحید و رسالت کا عقیدہ راسخ کرنے کے لیے ان کو ترجیع کا حکم دیا گیا۔ لہٰذا یہ اُن کی خصوصیت تھی، حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توحید و رسالت کا عقیدہ راسخ ہونے کے بعد بھی بطور تبرک ترجیع کے عمل کو جاری رکھا۔ اگر ترجیع کا مسئلہ عام شرعی حکم ہوتا تو حضرت بلال رض اور مدینہ منورہ کے دیگر مؤذن صحابہ کرام رض کو بھی ضرور اس کا امر کیا جاتا اور وہ حضرات اس پر عمل پیرا ہوتے، لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے۔

(فتح الملہم ج۲ ص۵ شرح صحیح مسلم، معارف السنن ج۲ ص۱۸۲ شرح ترمذی)

http://mujahid.xtgem.com

صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کا اضافہ

حضرت ابُومحذورہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اذان کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا،

(۱۸۰) فَاِنْ کَانَ صَلٰوۃُ الصُّبْحِ قُلْتَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

اگر صبح کی نماز ہو تو اذان کے آخر میں کہو، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

(ابوداؤد ص۷۹ ج۱، باب کیف الاذان وصحیح ابن حبّان)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

(۱۸۱) مِنَ السُّنَّۃِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِیْ اَذَانِ الْفَجْرِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ (دارقطنی ص۲۴۳ ج۱، بیہقی، صحیح ابن خزیمہ)

یہ بات سنت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو اس کے بعد کہے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔

محدث بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (نصب الرایہ ص۲۶۴ جلد۱، الدرایہ ص۱۱۴ جلد اوّل) محدث ابن السکنؒ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ (التلخیص الحبیر ص۱۶۸ ج۳ علی شرح المہذب)

اذان کا جواب اور اس کی فضیلت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(۱۸۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ،
قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ
دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

(مسلم ج۱ ص۱۶۷، مشکوٰۃ ص۶۵)

مؤذن کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اس کے جواب میں) تم میں سے کوئی کہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پھر مؤذن کہے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو جواب دینے والا کہے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پھر مؤذن کہے اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو جواب دینے والا کہے اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پھر مؤذن کہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ تو جواب دینے والا کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پھر مؤذن کہے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ تو جواب دینے والا کہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ پھر مؤذن کہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تو جواب دینے والا کہے اللہ اکبر اللہ اکبر پھر مؤذن کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، تو جواب دینے والا کہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور یہ کہنا دل (خلوص) سے ہو تو جواب دینے والا جنت میں جائے گا

ف: اذان کی دو حیثیتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ نماز باجماعت کا اعلان اور بلاوا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ایمان کی دعوت اور دین حق کا منشور ہے۔ پہلی حیثیت سے اذان سننے

http://mujahid.xtgem.com

لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ نماز کی تیاری کرے اور نماز با جماعت میں شریک ہو، دوسری حیثیت سے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اذان سنتے وقت اس ایمانی دعوت کے ہر جزو کی اور اس آسمانی منشور کے ہر دفعہ کی اپنے دل اور اپنی زبان سے تصدیق کرے۔ اس طرح پوری اسلامی آبادی ہر اذان کے وقت اپنے ایمانی عہد و میثاق کی تجدید کیا کرے۔ اس لئے اس جواب پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ (معارف الحدیث ص ۱۶۵ ج ۳ مختصراً)

اذان کے بعد کی دعا اور اس کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت ہے۔

(۱۸۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سنتے وقت یہ دعا کرے "اے اللہ! اس اعلانِ کامل اور نماز قائمہ و الدمہ کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے، قیامت کے دن اس شخص کے لئے میری شفاعت ثابت ہو گئی۔

(بخاری ص ۸۶ جلد اول، باب الدعاء عند النداء، وسنن اربعہ)

بیہقی کی ایک روایت میں مذکورہ دعا کے آخر میں "اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" کا اضافہ بھی ہے۔

(فتح الباری، شرح بخاری ص ۸۷ جلد ۲، فتح القدیر شرح الہدایہ ص ۲۱۸ جلد اول)

http://mujahid.xtgem.com

اقامت کے سترہ کلمات

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۸۴) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَہُ الْاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشَرَ کَلِمَۃً۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ رض کو اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔

آگے اسی حدیث میں ان کلمات کی تفصیل یہ ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

(ابوداؤد صہ ۸۰ جلد اول، باب کیف الاذان، ابن ماجہ)

اس کی سند صحیح ہے۔ محدث ابن دقیق العید شافعیؒ اپنی کتاب "الامام" میں فرماتے ہیں۔

وَھٰذَا السَّنَدُ عَلٰی شَرْطِ الصَّحِیْحِ۔ (نصب الرایہ صہ ۲۶۸ ج ۱)

کہ یہ سند صحیح کی شرط پر ہے اور معتبر ہے۔

(۱۸۵) حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔ وَالْاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشَرَۃَ کَلِمَۃً۔

(ترمذی صہ ۲۷ جلد اول، باب ماجآء فی الترجیع فی الاذان، نسائی، دارمی)

یہ حدیث صحیح ہے، اس حدیث کے بارے میں امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔

http://mujahid.xtgem.com

هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ۔ (ترمذی ص۲۷ جلد اول)

حافظ ابن حجر شافعیؒ الدرایہ ص۱۱۴ ج۱ میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو محدث ابن خزیمہ اور محدث ابن حبان نے صحیح تسلیم کیا ہے۔

(۱۸۶) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں فرشتے سے اذان واقامت سنی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب وتائید فرمائی تھی، اس مرفوع حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں:

فَاَذَّنَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَاَقَامَ مَثْنٰى مَثْنٰى ۔ کہ اذان دو دو کلمے کہی اور اقامت دو دو کلمے کہی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۰۶ ج۱، سنن بیہقی ص۴۲۰ ج۱ باب ماروی فی تثنیۃ الاذان والاقامۃ)

اس کی سند صحیح ہے۔ محدث ابن دقیق العید الشافعیؒ "الامام" میں فرماتے ہیں:

وَهٰذَا رِجَالُ الصَّحِيحِ ۔ کہ اس سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

علامہ ابن حزم ظاہری اپنی معروف ومشہور کتاب المحلی ص۱۵۸ ج۳ میں لکھتے ہیں:

وَهٰذَا اِسْنَادٌ فِي غَايَةِ الصِّحَّةِ ۔ کہ یہ سند انتہائی صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ص۲۶۷ ج۱)

(۱۸۷) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں اذان کا ذکر ہے۔ اس کے بعد ہے۔

ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا اِلَّا اَنَّهُ زَادَ بَعْدَ مَا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ۔ الخ

یعنی فرشتہ نے اذان کے کلمات کے برابر اقامت کے کلمات کہے، لیکن حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوٰۃ کا اضافہ کیا۔

(ابوداؤد ص۸۲ ج۱، باب کیف الاذان ومسند احمد)

(۱۸۸) حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا فرشتہ والی حدیث ایک اور

http://mujahid.xtgem.com

سند سے یوں مروی ہے۔

إِنَّهُ رَأَى الْأَذَانَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْإِقَامَةَ مَثْنٰى مَثْنٰى قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ عَلِّمْهُنَّ بِلَالًا۔

عبداللہ بن زیدؓ نے خواب میں اذان کے کلمات دو دو دفعہ اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ سُنے، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ان کلمات کی تعلیم دو۔

والخلافیات للامام بیہقیؒ)

اس کی سند صحیح ہے۔ حضرت حافظ ابن حجر شافعیؒ الدرایہ ص۱۱۵ ج۱ میں فرماتے ہیں:۔

إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

(۱۸۹) حضرت اسودؒ تابعیؒ فرماتے ہیں:۔

إِنَّ بِلَالًا كَانَ يُثَنِّي الْأَذَانَ وَيُثَنِّي الْإِقَامَةَ۔

حضرت بلالؓ اذان اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(مسند عبدالرزاق، دارقطنی ص۲۴۲ ج۱، طحاوی ص۸۰ جلد اول)

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۶۶ طبع ملتان)

(۱۹۰) حضرت ابو جحیفہ رضؓ فرماتے ہیں۔

إِنَّ بِلَالًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُقِيمُ مَثْنٰى مَثْنٰى۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان (کے کلمات) دو دو دفعہ کہتے تھے اور اقامت (کے کلمات) دو دو دفعہ کہتے تھے۔

http://mujahid.xtgem.com

(دارقطنی ص۲۴۲ ج۱، طبرانی بسند لین، آثار السنن ص۶۷)

(۱۹۱) حضرت عبدالعزیز رح فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ اَبَا مَحْذُوْرَةَ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى مَثْنٰى۔

یعنی حضرت ابو محذورہ رض اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی ص۸۱ ج۱ بسند حسن، آثار السنن ص۶۷)

(۱۹۲) حضرت سُوَید رح فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى۔

یعنی حضرت بلال رض اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی ص۸۱ ج۱ بسند حسن، آثار السنن ص۶۷)

(۱۹۳) حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث ہے۔

يُثَنِّي الْاِقَامَةَ۔

حضرت سلمۃ اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(دارقطنی ص۲۴۲ ج۱ بسند صحیح، آثار السنن ص۶۵)

(۱۹۴) حضرت ابراہیم فرماتے ہیں۔

كَانَ ثَوْبَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى۔

حضرت ثوبان رض اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی صفحہ ۸۱ جلد اول بسند مرسل، آثار السنن ص۶۸)

ف : بعض صحیح احادیث میں افراد اقامت کا امر وارد ذکر ہے۔ یعنی اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ کہے جائیں۔ (صحاح ستہ)

بعض محقق علماء نے مذکورہ بالا "تثنیہ اقامت" والی متواتر احادیث کی روشنی میں یہ توجیہ کی ہے کہ اقامت کا افراد بیان جواز پر محمول ہے، اور تثنیہ اقامت والی احادیث افضلیت ... پر محمول ہیں۔ خاص طور مسجد نبوی کے رئیس المؤذنین

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا تاحیات تثنیہ اقامت پر عمل کرنا اس کی افضلیت کی واضح دلیل ہے۔
(فتح الملہم ج۲ ص۲۳ شرح صحیح مسلم)

اقامت کا جواب

اذان کے جواب ہی کی طرح اقامت کا جواب بھی مسنون ہے اور جواب میں اقامت کے کلمات دُہرانے چاہئیں لیکن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہنا چاہیئے۔

(۱۹۵) ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

اِنَّ بِلَالًا اَخَذَ فِي الْاِقَامَةِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا وَقَالَ فِي سَائِرِ الْاِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ عُمَرَ فِي الْاَذَانِ۔
(ابوداؤد ج۱ ص۸۵، مشکوٰۃ ص۶۶ باب فضل الاذان)
نوٹ: حضرت عمرؓ کی یہ حدیث نمبر ۱۸۲ پر گزر چکی ہے۔

حضرت بلالؓ نے اقامت کہنا شروع کی جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:- اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا (اللہ تعالیٰ اسے قائم و دائم رکھیں) اور باقی اقامت کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسے کہا جیسے اذان کا جواب حضرت عمرؓ کی حدیث میں ہے۔

نمازی کے بدن، کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱۹۶) وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر ۴)
اور اپنے کپڑے پاک رکھیے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۹۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ (مسلم ص۱۱۹ جلد اول، مشکوٰۃ ص۴۱)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ طہارت کے بغیر نماز مقبول نہیں۔

http://mujahid.xtgem.com

ف : وضو، غسل، طہارت کا بیان قدرے تفصیل سے آغازِ کتاب میں درج ہے۔

نماز میں ستر عورت فرض ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱۹۸) خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ۝ (الاعراف ۳۱) — مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۹۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ۔ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر مقبول نہیں۔

(ابوداؤد ج۱ ص۱۰۱، ترمذی، مشکوٰۃ ص۷۳، مستدرک حاکم، صحیح ابن خزیمہ)

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(فتح القدیر ج۱ ص۲۲۴ شرح ہدایہ)

استقبال قبلہ فرض ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۰۰) فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۝ (البقرہ ۱۴۴ پ۲) — پس آپ (نماز میں) اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیجیے۔

(۲۰۱) وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔ (البقرہ ۱۴۴ پ۲) — اور تم جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنا رُخ اِسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو۔

(۲۰۲) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط (البقرہ ۱۴۹ پ۲) — اور آپ جس جگہ سے بھی (کہیں سفر میں) نکلیں (نماز میں) اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف رکھیں۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

قرآنِ مجید کے دوسرے پارے کے آغاز میں مسجد حرام اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم پانچ مرتبہ دھرایا گیا ہے۔ بار بار یہ تاکید اس لئے فرمائی گئی ہے تاکہ سفر و حضر میں اس کی خوب پابندی کی جائے۔

نوٹ : ریل گاڑی، بحری جہاز اور ہوائی جہاز وغیرہ میں بھی نماز کی صحت کے لئے استقبالِ قبلہ فرض ہے۔ ترکِ فرض کی صورت میں نماز صحیح نہیں ہوگی سفر میں بعض مسلمان بھائی لاعلمی سے اس مسئلہ میں غلطی کرتے ہیں، اس لئے یہاں پر توجہ دلا دی ہے۔

(۲۶۳) حضرت اَبُوہُرَیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ فَکَبِّرْ۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو وضو مکمل کر! پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کہہ۔

(بخاری ص۹۰۴ جلد اول، مشکوٰۃ ص۷۵، مسلم ص۱۷۰ جلد اول)

نماز کی نیّت فرض ہے

حضرت عمر فاروق بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۲۶۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(بخاری ص۲ جلد اول وبقیہ صحاح ستہ، مشکوٰۃ ص۲)

نیت دِل کے ارادہ کا نام ہے، دِل سے جان اور سوچ لے (مثلاً) ظہر کے فرض پڑھتا ہوں، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔ ہاں قلبی نیت کے استحضار کے لئے زبان سے نیت کرنا مستحسن ہے۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

(فتح القدیر صہ ۲۳۲ جلد اول، فتاویٰ عالمگیری صہ ۶۵ جلد اول)

نماز میں قیام فرض ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۰۵) وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ (البقرہ ۲۳۸/۲)

اور (نماز میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ کھڑے رہا کرو۔

(۲۰۶) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا۔

مجھے بواسیر کی شکایت تھی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے متعلق عرض کیا (کہ کیسے پڑھوں) آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر قیام کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو۔

(بخاری صہ ۱۵۰ جلد اول، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

نوٹ: ریل گاڑی، جہاز وغیرہ میں بھی فرض نماز میں قیام فرض ہے، بدوں مجبوری فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔ ہاں نفل نماز بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھنا درست ہے۔

تکبیرِ تحریمہ فرض ہے

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔

(۲۰۷) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ (المدثر ۳/۲۹)

اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے۔

(۲۰۸) وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ (الاعلیٰ ۱۵/۸۷)

اور اپنے رب کا نام لیا، پس نماز پڑھی۔

(۲۰۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی

http://mujahid.xtgem.com

وَسَلَّمَ تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ۔ ہے کہ نماز کی تحریمہ تکبیر ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی صہ ۳ جلد اول، دارمی)۔

نماز کا طریقہ

نمازی رُو بقبلہ ہو کر نماز کی نیت کر کے تکبیرِ تحریمہ کہے۔

(۲۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر سے نماز شروع کرتے تھے۔

(مسلم صہ ۱۹۴ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۷۵)

(۲۱۱) حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے، قبلہ کی طرف رُخ کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔

(ابن ماجہ صہ ۵۸ سند حسن، آثار السنن صہ ۸۱)

تکبیرِ تحریمہ کے وقت کانوں کے برابر ہاتھ اُٹھائے

اس سلسلہ میں متعدد احادیث وارد ہیں۔

(۲۱۲) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر فرماتے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے دونوں کانوں کے برابر لے جاتے۔

(مسلم صہ ۱۶۸ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۷۵)

(۲۱۳) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

حَتّٰی یُحَاذِیَ بِہِمَا فُرُوْعَ اُذُنَیْہِ۔

یہاں تک کہ ان ہاتھوں کو اپنے کانوں کے اوپر والے کناروں کے برابر کرتے۔

(مسلم صہ ۱۶۸ جلد اول و مشکوٰۃ صہ ۷۵)

(۲۱۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر بلند فرماتے۔

(بخاری صفحہ ۱۰۲ جلد اول، مسلم صہ ۱۶۸ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۷۵)

ف: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان مختلف احادیث میں یوں تطبیق دی ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں اور انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر اور انگلیاں کانوں کے اوپر والے حصوں کے برابر ہوں" (نووی شرح مسلم صفحہ ۱۶۸ جلد اول)

علمائے احناف نے بھی اس تطبیق کو پسند کیا ہے۔ علامہ قاری فرماتے ہیں۔

ھُوَ جَمْعٌ حَسَنٌ۔

کہ یہ اچھی تطبیق ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۵ جلد ۲، بذل المجہود جلد ۲ شرح ابوداؤد)

عورت سینے کے برابر ہاتھ اُٹھائے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۱۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتَ فَاجْعَلْ یَدَیْکَ حَذْوَ اُذُنَیْکَ وَالْمَرْاَۃُ تَجْعَلُ یَدَیْہَا حِذَاءَ ثَدْیَیْہَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تو نماز پڑھے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے برابر کیجیے اور عورت اپنے ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر کرے۔

(طبرانی، کنز العمال صفحہ ۱۰۵ جلد ۴)

http://mujahid.xtgem.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهٖ۔ — تو اپنے دائیں ہاتھ سے اپنا بایاں ہاتھ پکڑتے (ترمذی ص۳۴ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۷۵) وقال الترمذی حدیث حسن۔

(۲۲۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِى الصَّلٰوةِ۔

لوگ اس بات پر مامور تھے کہ نماز میں آدمی اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے۔

(بخاری ص۱۰۲ ج۱، باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلوٰۃ، موطا امام مالکؒ)

(۲۲۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی اور پہنچے اور بازو پر رکھا۔

(نسائی ص۱۴۱ ج۱، ابوداؤد، مسند احمد)

ف: بعض ضعیف اور موقوف روایات میں ارسالِ یدین (ہاتھ چھوڑنے) کا ذکر ہے۔ محققین کے ہاں مذکورہ بالا صحیح مرفوع احادیث کے مقابلہ میں وہ حجت نہیں ہیں۔

(السعایہ صفحہ ۱۵۶ جلد۱)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے

(۲۲۲) قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِى الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

حضرت وائل بن حجر رض فرماتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ، اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۰ جلد۱)

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۹۰)

یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے متعدد نسخوں میں ہے۔ محدث قاسم بن قطلوبغا

http://mujahid.xtgem.com

تخریج احادیث الاختیار شرح المختار میں فرماتے ہیں۔

هٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ
کہ یہ سند عمدہ ہے۔

محدث ابوالطیب المدنی رحمۃ اللہ علیہ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

هٰذَا حَدِيثٌ قَوِيٌّ مِنْ حَيْثُ السَّنَدِ
کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے۔

شیخ محمد عابد السندھی المدنی رح طوالع الانوار شرح درمختار میں فرماتے ہیں۔

رِجَالُهُ ثِقَاتٌ۔
کہ اس حدیث کے راوی ثقہ اقابل اعتماد ہیں۔

الغرض ان ائمہ محدثین نے اس حدیث کی توثیق کی ہے۔ (بذل المجہود شرح ابوداؤد ص۲۳ ج۲، تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ص۲۱۳ جلد اول، آثار السنن ص۹)۔

اس کی تائید واستشہاد کے درجہ میں درج ذیل روایات وآثار بھی ہیں۔

(۲۲۳) خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔
ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا نماز کی سنت ہے۔

(مسند امام احمد ص۱۱۰ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۱ ج۱، دارقطنی ص۲۸۶ ج۱، سنن بیہقی ص۳۱ ج۲)

(۲۲۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔
نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا جائے۔

(ابوداؤد براویۃ الاعرابی)

علامہ علاؤالدین الماردینی ابن الترکمانی رح نے بھی محدث ابن حزم ظاہری کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے، ملاحظہ ہو۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص۳۱ جلد۲ طبع مصر)

http://mujahid.xtgem.com

(۲۲۵) حضرت ابو مجلزؒ تابعیؒ فرماتے ہیں۔

يَضَعُ بَاطِنَ يَمِيْنِهٖ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهٖ وَيَجْعَلُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ.	نمازی اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی اپنے بائیں ہاتھ ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور دونوں کو ناف سے نیچے رکھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۱ جلد اول)

اس کی سند جید ہے۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص۳۱ ج۲، حافظ ابوبکر مالکیؒ نے بھی التمہید میں ابو مجلزؒ کا مذکورہ مسلک نقل کیا ہے۔ (الجوہر النقی ص ۳۱ جلد ۲)

(۲۲۶) حضرت ابراہیم نخعی تابعیؒ فرماتے ہیں۔

يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. (مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۰ ج۱)	نمازی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

اس کی سند حسن ہے۔ (آثار السنن ص۹۱)

(۲۲۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ثَلَاثٌ مِنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ تَعْجِيْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاْخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.	تین باتیں اخلاق نبوت سے ہیں۔ (۱) روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا (۲) سحری کھانے میں تاخیر کرنا، (۳) نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

(محلی ابن حزم تعلیقاً، الجوہر النقی ص۳۲ جلد ۲ علی البیہقی)

ف ۱: بعض روایات میں ناف یا سینہ پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے۔ لیکن محدثین کرام کے ہاں وہ سب روایات متکلم فیہ ہیں اور ضعیف ہیں۔ (آثار السنن ص۸۸-۸۹)

۲: اس پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ عورت نماز میں اپنے سینے پر ہاتھ باندھے۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

واتفقوا علی ان السنۃ لھن وضع الیدین علی الصدر لانہ استر لھا

(السعایہ شرح شرح وقایہ صـ ۱۵۶ جلد دوم)

ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے سینے پر ہاتھ رکھنا مسنون ہے کیونکہ یہ صورت ان کے لیے زیادہ باعثِ ستر و پردہ پوشی ہے۔

شیخ حلبیؒ المتوفی ۹۵۶ھ نے بھی اس مسئلہ پر اتفاق و اجماع نقل کیا ہے۔

(کبیری صفحہ ۳۰۱)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھنا

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۲۸) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ۔ (طور ۵۲/۴۸)

اور جب آپ کھڑے ہوں تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجیے۔

ضحاک تابعیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نماز کے قیام میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھا جائے۔

(سنن سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبۃ، ابن جریر، ابن المنذر، السعایۃ ۱۶۱ جلد ۲، تفسیر درمنثور صفحہ ۱۲۰ جلد ۶)۔

(۲۲۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تکبیر فرماتے پھر یہ دعا پڑھتے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(ابوداؤد صـ ۱۱۹/۱ج، ترمذی صـ ۳۳/۱ج، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صـ ۷۸، مسند احمد)

http://mujahid.xtgem.com

اس حدیث کی سند قوی ہے، محدث الہیثمی الزوائد صفحہ ۲۶۵ جلد ۲ پر لکھتے ہیں:

رِجَالُ اَحْمَدَ ثِقَاتٌ — مسند احمد کے راوی ثقہ اور معتمد ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحیح الاسناد (نصب الرایۃ مع الحاشیۃ ص۳۲۱ ج۱)

محدث طیبی شافعی فرماتے ہیں: اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۲۷۵ ج۲)

(۲۳۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (دارقطنی وطبرانی) اس کی سند قوی ہے۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے، تو تکبیر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اے اللہ! میں آپکی تسبیح وتحمید کہتا ہوں آپ کا نام بابرکت ہے اور آپکی بزرگی برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں ہے۔

(مغنی ابن قدامہ حنبلی ص۵۱۸ ج۱، دارقطنی ص۱۱۳ ج۱، نصب الرایہ ص۳۲۰ جلد اول)

(۲۳۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

(ترمذی ص۳۳ ج۱، ابوداؤد ص۱۲۰ ج۱، ابن ماجہ)۔

ابوداؤد کی سند حسن ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۲۷۸ ج۲، طیبی)۔

(۲۳۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

http://mujahid.xtgem.com

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (طبرانی، نصب الرایہ صہ ۳۲۲ جلد ۱)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (بیہقی)

(۲۳۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ بھی یہی دعا پڑھتے تھے، بعض اوقات لوگوں کی تعلیم کی غرض سے یہ دعا اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔

اِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَجْهَرُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یہ کلمات بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(مسلم صہ ۱۷۲ جلد اول منقطعاً باب حجۃ من قال لایجہر بالبسملۃ، دارقطنی صہ ۲۹۹/۱، طحاوی)
اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن صہ ۹۳)۔

(۲۳۴) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی یہی دعا پڑھتے تھے۔ ابو وائلؒ کہتے ہیں۔

كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ يُسْمِعُنَا ذٰلِكَ۔ (دارقطنی صہ ۳۰۰ جلد اول)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو ہمیں سنا کر یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

اس کی سند حسن ہے۔ (آثار السنن صد ۹۳)

(۲۳۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

(السعایہ صد ۱۶۰ جلد ۲، سنن سعید بن منصور، المنتقی لابن تیمیہ)

(۲۳۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

(ابن المنذر، المنتقی لابن تیمیہ، البیہقی کذا فی السعایۃ صد ۱۶۰ جلد دوم)

ف: بعض صحیح احادیث میں کچھ اور دعائیں بھی مروی ہیں، جیسے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ اھ

لیکن خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل بالخصوص لوگوں کی تعلیم کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اسے جہر سے پڑھنا اس بات کی واضح علامت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یا آخری عمل سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنے کا تھا۔ لہٰذا یہ دعا راجح اور افضل ہے۔ (المنتقی لابن تیمیہ، فتح القدیر لابن الہمام صد ۲۵۲ / ۱ / ۲)

تعوّذ امام اور منفرد نے قرأت پڑھنی ہے اس لئے وہ ثناء کے بعد قرأت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھیں۔

(۲۳۷) ارشادِ ربانی ہے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط (النحل ۱۶ / ۹۸)	پس جب آپ قرآن مجید پڑھنے لگیں تو مردود شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیں۔

(۲۳۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ...... ثُمَّ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے ...... پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ

http://mujahid.xtgem.com

السَّمِیعِ الْعَلِیمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ الْعَلِیمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھے۔

(ابوداؤد ص ۱۲۰ ج ۱، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۰۸، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، بیہقی)

مسند احمد میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہے۔ (السعایہ ص ۱۶۶ ج ۲)

(۳۳۹) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ ..... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

(ابن ماجہ ص ۵۹ باب الاستعاذۃ فی الصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص ۷۷)

حضرت جبیر بن مطعم رض فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ نے نماز شروع کی تو آپ نے پڑھا ..... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

ف: تعوذ کے مختلف الفاظ احادیث میں مروی ہیں، سب درست ہیں۔

تسمیہ

حضرت نعیم فرماتے ہیں:

(۳۴۰) صَلَّیْتُ خَلْفَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ قَرَأَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَشْبَھُکُمْ صَلٰوۃً بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(نسائی ص ۱۴۴ ج ۱ باب قراءۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

حضرت نعیم تابعی فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرۃ رض کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی پھر فاتحہ پڑھی جب آپ نے نماز کا سلام پھیرا تو فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم سب سے میری نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے۔

یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، بیہقی، دارقطنی اور طحاوی میں بھی ہے۔ محدث حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ۔ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(نصب الرایہ صہ ۳۲۴ جلد ۱)

(۲۴۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ صَلٰوتِہٖ۔ (دارقطنی صہ ۳۰۲ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔

وَقَالَ الدَّارقطنی اسنادہٗ لا باس بہٖ۔

ف: تسمیہ بالاخفاء کی حدیثیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے وہ بھی قرأت تسمیہ کی دلیل ہیں۔

تعوذ اور تسمیہ کا آہستہ پڑھنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۴۲) اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَبَا بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ فاتحہ) سے نماز شروع فرماتے تھے۔

(بخاری صہ ۱۰۳ ج ۱، مشکوٰۃ صہ ۷۹، باب مایقرا بعد التکبیر)

ف: تعوذ و تسمیہ کا نماز میں پڑھنا تو اوپر احادیث سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تعوذ و تسمیہ جہر سے نہیں پڑھتے تھے بلکہ یہ آہستہ پڑھتے تھے۔ البتہ جہری نماز میں فاتحہ جہر سے پڑھتے تھے۔

(۲۴۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

http://mujahid.xtgem.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔
(بخاری ص۱۰۳ ج۱، مسلم ص۱۷۲ ج۱)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی میں نے ان میں سے کسی کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے نہیں سنا۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ تسمیہ جہر سے نہیں پڑھتے تھے بلکہ وہ آہستہ پڑھی جاتی تھی جیساکہ احادیث ذیل سے واضح ہے۔

(۲۴۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔

فَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا يَذْكُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ اَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِيْ اٰخِرِهَا۔
(مسلم ص۱۷۲ جلد اول)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ سے قرأت شروع فرماتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہ قرأت کے شروع میں پڑھتے تھے اور نہ اس کے آخر میں۔

(۲۴۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی مرفوع حدیث نسائی، مسند احمد، صحیح ابن حبان اور دارقطنی میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

فَكَانُوْا لَا يَجْهَرُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔

(۲۴۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نسائی ص۱۴۴ جلد اول، ابن حبان اور طحاوی کی ایک روایت میں ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان رضؓ میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہر سے پڑھتے نہیں سنا۔

(۲۴۷) یہی حدیث طبرانی اور حلیہ ابو نعیم میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

وَكَانُوْا يُسِرُّوْنَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضؓ، حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان رضؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط آہستہ پڑھتے تھے۔

ان تمام حدیثوں کے راوی ثقہ ہیں۔ (نصب الرایہ صہ ۳۲۶/ج۱، ۳۲۹/ج۱)

(۲۴۸) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ سَمِعَنِيْ اَبِيْ وَاَنَا اَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ اَيْ بُنَيَّ اِيَّاكَ وَالْحَدَثَ ...... قَالَ وَصَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِيْ بَكْرٍ رضؓ وَمَعَ عُمَرَ رضؓ وَمَعَ عُثْمَانَ رضؓ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَقُوْلُهَا۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضؓ فرماتے ہیں میرے والد صاحب نے مجھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط پڑھتے سنا تو فرمایا اے میرے بیٹے بدعت سے بچو ...... اور فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط پڑھتے نہیں سنا۔ (یعنی جہر سے پڑھتے نہیں سنا)

(ترمذی صہ ۳۳/ج۱ باب الجہر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نسائی صہ ۱۴۴/ج۱ باب ترک الجہر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط ابن ماجہ صہ ۵۹، طحاوی صہ ۱۱۹ جلد اول)

http://mujahid.xtgem.com

یہ حدیث حسن ہے۔ (ترمذی ج۱ ص۳۳، نصب الرایہ ص ۳۲۲ جلد اول)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْبَكْرٍ رض وَعُمَرُ رض وَعُثْمَانُ رض وَعَلِيٌّ رض وَغَيْرُهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ لَا يَرَوْنَ اَنْ يَّجْهَرَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالُوْا وَيَقُوْلُهَا فِيْ نَفْسِهٖ۔

یہ حدیث حسن ہے۔ صحابہ رض و تابعین رح میں سے اکثر اہل علم کا عمل اس حدیث پر ہے۔ ان میں سے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض، حضرت عثمان رض، حضرت علی رض اور دیگر حضرات بھی ہیں، سفیان ثوری رح، عبداللہ بن مبارک، امام احمد رح، اسحٰق بن راہویہ رح بھی اس کے قائل ہیں، یہ سب حضرات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے جہر کے قائل نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ نمازی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اپنے دل میں کہے، یعنی آہستہ کہے۔

(۲۴۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تکبیر سے اور قرارت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے شروع کرتے تھے۔

(مسلم صفحہ ۱۹۴ جلد اول، بیہقی، مشکوٰۃ ص ۷۵)

(۲۵۰) (۲۵۱) حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كَانَ عُمَرُ رض وَعَلِيٌّ رض لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّاْمِيْنِ۔ (طحاوی ص۱۲۰ جلد اول)

حضرت عمر رض، حضرت علی رض بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ اور آمین جہر سے نہیں کہتے تھے۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

(۳۵۲) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ کَانَ یُخْفِیْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْاِسْتِعَاذَةَ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۳۶ ج۱، زجاجۃ المصابیح ص۲۵۵ ج۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور تعوذ اور ربنا لک الحمد آہستہ پڑھتے تھے۔

ف : بعض احادیث میں نماز میں جہر سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا ذکر ہے۔ محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

۱۔ مذکورہ بالا صحیح احادیث سے منسوخ ہیں۔

۲۔ سند کے لحاظ سے اخفا والی حدیثیں راجح ہیں۔

۳۔ بعض اوقات لوگوں کو بتلانے کے لئے کہ اس مقام پر یا اس وقت یہ چیز پڑھی جا رہی ہے۔ اخفاء والے اُمور میں قدرے جہر کر دیا جاتا تھا۔

چنانچہ حضرت ابُوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں کبھی کبھی ایک آیت ہمیں سنانے کے لئے جہر سے پڑھتے تھے۔

وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَةَ اَحْیَانًا۔

(بخاری ص۱۰۷ ج۱ باب اذا اسمع الامام الآیۃ، مسلم ص۱۸۵ ج۱، باب القراءت فی الظہر)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہلِ بصرہ کی تعلیم و اطلاع کے لیے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ الخ کا جہر ثابت ہے۔ (مسلم ص۱۷۲ جلد اول باب حجۃ من قال لا یجہر بالبسملۃ)

اسی طرح مذکورہ بالا صحیح حدیث اور خلفائے راشدینؓ کے مسلسل عمل کے قرینہ سے تسمیہ کا جہر بھی کبھی کبھار لوگوں کی تعلیم و اطلاع کے لئے تھا۔

(الناسخ المنسوخ ص۵۶ للعلامۃ الحازمی، نصب الرایہ ص۳۶۱ جلد اول، معارف السنن شرح ترمذی ص۳۶۸ جلد دوم)

ف : اپنے دور کے بے بدل محدث جمال الدین زیلعیؒ نے چالیس صفحات پر بسم اللہ کے مسئلہ کی نہایت مفصل، مدلل، محقق بحث کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

http://mujahid.xtgem.com

(نصب الرایہ ص۳۲۳ ج۱ الی ص۳۶۳ ج۱)۔

امام صاحب نماز میں فاتحہ پڑھے اس کے ساتھ سورت بھی ملائے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۵۳) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

(بخاری ص۱۰۵ ج۱ باب القراءة فی الظہر، مسلم ص۱۸۵ ج۱، مشکوٰۃ ص۷۹)

منفرد فاتحہ پڑھے اس کے ساتھ اور قراءت بھی کرے

(۲۵۴) حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

إِذَا قُمْتَ فَتَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَقْرَأَ۔

جب تو نماز کے لئے کھڑا ہووے اور قبلہ کی طرف رخ کرے تو تکبیر کہہ، پھر فاتحہ پڑھ اور جو اللہ چاہے تو قرآن پڑھے۔

(ابوداؤد ص۱۳۱ ج۱ باب من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود)

یہ حدیث مسند احمد صفحہ ۳۴۰ جلد ۴ میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ۔ (نصب الرایہ ص۳۶۴ ج۱)

جب تو قبلہ رخ ہووے تو تکبیر کہہ پھر فاتحہ پڑھ پھر تو جو چاہے قرآن پڑھ۔

http://mujahid.xtgem.com

مقتدی امام کی قرأۃ کے وقت خاموش رہے
امام کی قرأۃ مقتدی کی قرأۃ ہے

(۲۵۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ؕ (الاعراف پ۹ ع۱۲)

اور جب قرآن مجید پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگایا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔

اس آیتِ کریمہ کے شانِ نزول کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، کہ یہ آیت خطبہ و وعظ میں نازل ہوئی یا مطلق قرارت کے سلسلے میں اتری یا نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ راجح قول یہ ہے کہ یہ نماز کے متعلق نازل ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الصَّلٰوةِ الْمَفْرُوْضَةِ ۔ (کتاب القراءۃ ص۳ امام بیہقیؒ)

یہ مذکورہ آیت فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

درج ذیل صحابہؓ و تابعین سے مروی ہے کہ یہ آیت نماز کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابنِ مسعودؓ (تفسیر ابنِ جریر ص۱۰۳ جلد۹)، حضرت ابوہریرہؓ (دارقطنی) حضرت عبداللہ بن مغفلؓ (تفسیر ابن مردویہ) حضرت مجاہدؒ (بیہقی) حضرت ضحاکؒ، حضرت نخعیؒ حضرت قتادہؒ، حضرت شعبیؒ، حضرت سدیؒ، حضرت عبدالرحمٰن بن زیدؒ (تفسیر ابن کثیر ص۲۸۱ ج۲)

علامہ ابنِ تیمیہ حنبلیؒ نے اپنے فتاوے ص۱۴۳ جلد۱، میں اور علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ نے المغنی ص۶۰۲ ج۱ میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰى اَنَّهَا نَزَلَتْ فِي الصَّلٰوةِ ۔

اس پر لوگوں کا اجماع ہے کہ یہ آیت نماز کے متعلق نازل ہوئی۔

(نصب الرایہ ص۱۵ جلد۲ مع الحاشیہ)

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

جمہور مفسرین نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر رُوح المعانی، تفسیر بیضاوی، تفسیر کشاف، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر ابو السعود، تفسیر خازن وغیرہ میں اسی قول کو راجح قرار دیا گیا ہے کہ آیت کا شانِ نزول نماز ہے۔

ظاہر ہے کہ نماز میں امام صاحب بالاِجماع قرارت کرتا ہے۔ قرآنِ مجید کی اس نصِ قطعی سے واضح ہوا کہ جب امام صاحب قراءت کرے، تو مقتدی پر لازم اور واجب ہے کہ وہ توجہ کرے اور خاموش رہے۔ اِسْتَمِعُوْا اور اَنْصِتُوْا امر کے صیغے ہیں، اور علماءِ اُصول کے قول کے مطابق مطلق امر وُجوب کے لیے آتا ہے۔

احادیثِ نبویہ وآثارِ صحابہؓ نے اس مسئلہ کو کھول کر بیان کیا ہے کہ نماز میں امام صاحب کا فریضہ قراءت کرنا اور مقتدی کا فریضہ خاموش رہنا ہے۔

(۲۵۶) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔

لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا .... وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا۔

کہ تم میں سے ایک تمہارا امام بنے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو .... اور جب وہ قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

(مسلم ص ۱۷۴، جلد اول، باب التشہد فی الصلوٰۃ)

امام مسلم اس حدیث کی صحت کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ اس پر اصرار کرتے ہیں اور مشائخ وقت کا اجماع نقل کرتے ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

اِنَّمَا وَضَعْتُ هٰهُنَا مَا اَجْمَعُوْا عَلَيْهِ۔

کہ میں نے یہاں (صحیح مسلم میں) صرف وہ حدیث درج کی ہے جس پر مشائخ کا اجماع ہے۔

(مسلم ج ۱ ص ۱۷۴ باب التشہد فی الصلوٰۃ)

درجِ ذیل محدثین وفقہاء بھی اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں۔

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

امام احمد بن حنبلؒ (مسند احمد ص۳۸۶ ج۲، تنوع العبادات ص۸۶ لابن تیمیہ) امام نسائی رح (بحوالہ فتح الملہم ص۲۲ ج۲، وحاشیہ نصب الرایہ ص۱۵ جلد۲) مفسر ابن جریرؒ (تفسیر ابن جریرؒ ص۱۱۰ جلد۹) علامہ ابن حزم ظاہری (محلی ص۲۱۰ جلد۳) محدث منذریؒ (بحوالہ عون المعبود ص۲۳۵ جلد اول) مفسر ابن کثیر شافعیؒ (تفسیر ابن کثیر ص۲۸۰ جلد۲) امام بخاریؒ کے استاذ امام اسحٰق بن راہویہؒ (بحوالہ تنوع العبادات ابن تیمیہ) حافظ ابن حجر شافعیؒ (فتح الباری ص۲۰۱ ج۲ شرح بخاری) علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ (مغنی ص۶۰۵ جلد اول) علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ (بحوالہ نفحۃ العنبر ص۹۷) علامہ ابن تیمیہ حنبلی (فتاویٰ ابن تیمیہ ص۴۱۲ جلد۲ وتنوع العبادات ص۸۶) علامہ عینی حنفیؒ (عمدۃ القاری ص۵۶ جلد۳ شرح بخاری) اہلحدیث کے راہنما علامہ نواب صدیق حسن خانؒ (بحوالہ عون المعبود ص۲۳۳ جلد اشرح ابوداؤد) اس حدیث کی صحت کے مزید حوالوں کے لئے فتح الملہم شرح مسلم جلد۲ ص۲۲، معارف السنن شرح ترمذی ص۲۳۳ ج۳ نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۵ جلد۲، فصل الخطاب علامہ انور شاہ کشمیریؒ ص؟، احسن الکلام ص۲۳۱ جلد اول محقق العصر علامہ محمد سرفراز خان صفدر صاحب ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۵۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

(نسائی ص۱۰۷ ج۱، ابن ماجہ، ابوداؤد، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند امام احمد)

یہ حدیث صحیح ہے۔ امام مسلم فرماتے ہیں۔

ھُوَ عِنْدِیْ صَحِیْحٌ۔ (مسلم ص۱۷۴ جلد اول)

http://mujahid.xtgem.com

اہل حدیث کے راہ نما شیخ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِمَّا ثَبَتَ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَنِ وَصَحَّحَهٗ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ۔ (دلیل الطالب صفحہ ۲۹۴)	یہ حدیث اہل سنن کے نزدیک ثابت ہے اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

دراصل مذکورہ بالا صحیح حدیثیں قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا " کی تفسیر و شرح ہیں۔ چنانچہ اسی حقیقت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے امام نسائیؒ نے تاویل قولہٗ عزوجل وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کا عنوان اور باب قائم کر کے حضرت ابو ہریرہ رضؓ کی محررہ بالا حدیث ذکر کی ہے۔ (سنن نسائی ج۱ صفحہ ۱۴۶)

(۲۵۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا۔ (کتاب القراءۃ للبیہقی صفحہ ۹۲)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (احسن الکلام صفحہ ۱۳۴ جلد اول)

ان مرفوع صحیح صریح احادیث سے واضح ہوا کہ نماز باجماعت میں قراءت صرف امام صاحب کا وظیفہ و فریضہ ہے مقتدیوں کا وظیفہ اور فریضہ سکوت و خاموشی ہے۔ پھر آیت و احادیث میں امر کا صیغہ ہے، (وَاَنْصِتُوْا) علماء اصول کی تصریح کے مطابق مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے لہٰذا جب امام صاحب قرآن پڑھے تو مقتدی پر لازم و واجب ہے کہ وہ خاموش رہے۔

(۲۵۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کا امام ہو تو امام کی قراءت اس

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

اَلْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ۔ — شخص کی قراءت ہے۔

یہ حدیث تقریباً بیس سندوں سے مروی ہے۔ اس کی اکثر سندیں معلول ہیں۔ بعض سندیں صحیح، قوی اور معتبر ہیں۔

پہلی قوی سند امام بخاریؒ کے استاذ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اس کو اپنی سند سے روایت کیا ہے (مسند امام احمد صفحہ ۳۳۹ جلد ۳) اس سند کے متعلق حافظ شمس الدین ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں۔

ھٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ مُتَّصِلٌ — یہ سند صحیح متصل ہے اور اس کے تمام
رِجَالُہٗ کُلُّھُمْ ثِقَاتٌ۔ — راوی ثقہ اور لائق اعتماد ہیں۔

(شرح مقنع للکبیر برحاشیہ المغنی ص۱۱ جلد ۲ طبع بیروت)

دوسری قوی سند امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے استاذ محدث ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے اپنی سند سے اس کو مصنف ابن ابی شیبہؒ ص۳۷۷ جلد ۱ میں روایت کیا ہے اس سند کے متعلق علامہ ماردینیؒ الجوہر النقی ص۱۵۹ جلد ۲ علی البیہقی پر لکھتے ہیں۔

ھٰذَا سَنَدٌ صَحِیْحٌ — یہ سند صحیح ہے۔

تیسری قوی سند امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے استاذ محدث احمد بن منیعؒ اپنی سند سے اس کو روایت کرتے ہیں۔ (مسند احمد بن منیع)

محقق ابن الہمامؒ اس سند کے تمام راویوں کی توثیق نقل کر کے لکھتے ہیں۔

صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔ — یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(فتح القدیر شرح ہدایہ ص۲۹۵ جلد ۱)

چوتھی قوی سند امام مسلمؒ کے استاذ عبد بن حُمیدؒ نے اپنی مسند میں یہ حدیث روایت کی ہے جس کے بارے میں مفسر محمود آلوسی بغدادیؒ

http://mujahid.xtgem.com

لکھتے ہیں :-

عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ - { تفسیر روح المعانی ج پ ۲۹ صـ ۱۵۱ } یہ سند صحیح مسلم کی شرط پر ہے۔

پانچویں قوی سند

امام محمدؒ نے اپنی کتاب مؤطا صـ ۹۸ میں یہ حدیث صحیح سند سے روایت کی ہے۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ صـ ۲۹۵ ج ۱)

نیز یہ حدیث قوی سند سے کتاب الآثار امام محمدؒ، کتاب الآثار امام ابو یوسفؒ کتاب القراءت للبیہقی، طحاوی وغیرہ میں بھی مروی ہے۔

بہر حال حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ مرفوع صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ امام صاحب کی قراءت مقتدی کے لیے کافی ہے، مقتدی کو الگ قراءت کرنے کی ضرورت نہیں۔ دراصل اس حدیث میں ایک مسلّمہ اصول و ضابطہ کی طرف رہنمائی فرمائی گئی ہے۔ وہ اصول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی فرد یا جماعت یا ادارہ کا نمائندہ ہو تو نمائندہ کی بات اس شخص یا جماعت یا ادارہ کی بات تسلیم کی جاتی ہے جس نے اسے نمائندہ قرار دیا ہے۔ تمام دنیا کے عقلاء اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں، دنیا بھر کے سفارتی، عدالتی اور تجارتی نظام اسی پر چل رہے ہیں۔ قرآن مجید نے بھی اسی اصول کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے قاصد و نمائندہ کی حیثیت سے بارگاہِ رسالت میں قرآن مجید پڑھاتے اور پہنچاتے ہیں۔ پورا قرآن مجید تقریباً تیئیس سال میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں پڑھا اور پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنے نمائندہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اس ساری قراءت کو اپنی قراءت قرار دیتے ہوئے جمع متکلم کا صیغہ ارشاد فرمایا۔

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ (القیامۃ ع۵/۱۸) پس جب ہم قرآن کو پڑھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف کے بتلائے ہوئے اصول کے

http://mujahid.xtgem.com

مطابق امام صاحب کی حقیقی قرارت مقتدی کی حکمی قرارت ہے اور اس کے لئے کافی ہے، اُسے خود قرارت کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۲۶۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضِ وفات میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے درمیان آپ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور امام بنے ، حضرت حضرت ابو بکرؓ مکبّر بنے۔ آگے حدیث کے الفاظ ہیں۔

وَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقِرَاءَۃِ مِنْ حَیْثُ کَانَ بَلَغَ اَبُوْ بَکْرٍؓ۔	اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے قراءۃ شروع کی، جہاں تک ابو بکرؓ پہنچ چکے تھے۔

(ابن ماجہ صہ ۸۸)

مسندِ احمد صفحہ ۲۰۹ جلد اوّل کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

فَقَرَأَ مِنَ الْمَکَانِ الَّذِیْ بَلَغَ اَبُوْ بَکْرٍ مِنَ السُّوْرَۃِ۔	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت کے اس حصے سے قرارت شروع کی جہاں تک ابو بکرؓ پہنچ چکے تھے۔

مسند احمد و ابنِ ماجہ کی سندیں قوی ہیں۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۵ صفحہ ۲۶۹ باب الوصایا)

اس قوی حدیث کا متبادر مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رکعت قرارت فاتحہ کے بغیر ادا ہوئی۔ ذخیرۂ احادیث میں اس رکعت کے اعادہ کا کہیں ذکر نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے اس آخری عمل سے معلوم ہوا کہ مقتدی کی نماز قرارتِ فاتحہ کے بغیر صحیح ہے۔ امام بخاریؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

اِنَّمَا یُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۶)	یعنی آنحضرتؐ کا جو آخری عمل ہوتا ہے اُسی پر عمل کیا جاتا ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

آگے اس سلسلہ میں چند موقوف آثار ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۲۶۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ۔

(ترمذی ص۴۲ باب ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام، مؤطا امام مالک ص۲۸)۔

جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس نے نماز نہیں پڑھی مگر امام کے پیچھے۔ (یعنی امام کے پیچھے نماز بدون فاتحہ درست ہے)۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ (ترمذی ص۴۲ جلد اول)

اس سے معلوم ہوا کہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کا حکم امام و منفرد کے لئے ہے مقتدی اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ اس کی نماز فاتحہ کے بغیر درست ہے۔

(۲۶۲) (۲۶۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اتباعِ سنت میں بہت ہی مشہور ہیں آپ کا قول و عمل صحیح سند سے یوں مروی ہے۔

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَؓ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهٗ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰى وَحْدَهٗ فَلْيَقْرَأْ وَكَانَ اِبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرارت اسکے لیے کافی ہے اور جب اکیلے نماز پڑھے تو ضرور قرارت پڑھے اور خود حضرت ابن عمرؓ امام کے پیچھے قرآن نہیں پڑھتے تھے۔

(مؤطا امام مالک ص۶۹، دارقطنی ص۱۵۴ جلد اول)

اس کی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۲ ج۲)

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول و فعل دو حدیثوں پر مشتمل ہے۔

(۲۶۴) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ صحابی کا ارشاد ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ ۔ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں کسی قسم کی قراءت نہیں ہے۔

(مسلم ص۲۱۵ ج۱ باب سجود التلاوۃ، نسائی ص۱۱۱ جلد اول)

اس صحیح حدیث میں ہر قسم کی نماز میں جہری ہو یا سرّی مقتدی کے لئے قراءت کی نفی ہے جو فاتحہ اور سورت سب کو شامل ہے۔

(۲۶۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (۲۶۶) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۶۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

لَا يُقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ ۔ کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھا جائے۔

(طحاوی ص۱۲۹ جلد اول، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۶ جلد اول نحوہ)

اسکی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۲ جلد دوم)

(۲۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قراءت خلف الامام کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

سَيَكْفِيكَ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ ۔ امام کی قراءت تیرے لیے ضرور کافی رہے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۶ ج۱، مسند عبدالرزاق ص۱۳۸ ج۲)

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رِجَالُهُ مُوَثَّقُونَ ۔ اس کے راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

(مجمع الزوائد ص۱۱۱ جلد دوم)

یہ حدیث صحیح سند سے موطا امام محمد ص۹۶، طحاوی ص۱۲۹ جلد اول میں بھی مروی ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص۱۲ جلد دوم)

(۲۶۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا۔

أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ امام میرے آگے ہو تو کیا میں اس کے پیچھے

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

يدى؟ قال لا۔ (طحاوی ص۱۲۹ ج۱) قرآن پڑھ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا! نہیں،

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۱۱۶)

(۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) حضرت موسیٰ بن عقبہؒ تابعی فرماتے ہیں۔

إنَّ ابا بكرٍؓ وعمرؓ وعثمانؓ كانوا ينهون عن القراءة مع الامام۔

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ امام کے ساتھ قرآن پڑھنے سے منع کرتے تھے۔

(مسند عبدالرزاق ص۱۳۹ ج۲ مرسل قوی بحوالہ عمدۃ القاری شرح بخاری ص۱۳ ج۶ باب وجوب القراءۃ للامام الخ)

(۲۷۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

مَن قرأ مع الامام فليس على الفطرة۔

جس شخص نے امام کے ساتھ قرآن پڑھا وہ فطرت (سنت) پر نہیں ہے۔

(مسند عبدالرزاق ص۱۳۸ ج۲ مرسل قوی، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۶ ج۱، دارقطنی، طحاوی، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۶)

(۲۷۴) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

وددتُ انَّ الذي يقرأ خلف الامام في فيه حجرٌ۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے۔ مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں پتھر ہو۔

(مسند عبدالرزاق ص۱۳۸ ج۲، مؤطا امام محمد ص۹۸، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۶)

(۲۷۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ليتَ الذي يقرأ خلف الامام مُلِئَ فوهُ تراباً۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے، کاش کہ اس کا منہ مٹی سے بھر جائے۔

(مسند عبدالرزاق ص۱۳۸ جلد ۲، طحاوی، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۶)

(۲۷۶) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وددتُ انَّ الذي يقرأ خلف الامام في فيه جمرةٌ۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے، مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں انگارہ ہو۔

(مؤطا امام محمد ص۹۸، جزء القراءۃ ص۱۱ للامام بخاریؒ، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۶، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۷۶ ج۱)

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

علامہ عبدالحی لکھنوی السّعایہ صہ ۲۹۹ جلد ۲ اور التعلیق الممجّد صہ ۱۰۲ پر فرماتے ہیں۔

"مذکورہ آثار سے مقصود تہدید ہے۔ یعنی ڈرانا دھمکانا"

جیسا کہ متعدد صحیح حدیثوں میں ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جماعت سے نماز نہ پڑھنے والوں کے گھروں کو آگ میں جلا دینے کی دھمکی دی۔

فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ۔ — پس ان پر ان کے گھروں کو جلا دوں۔

(بخاری صہ ۸۹ جلد ۱، مسلم صہ ۲۳۲ ج ۱، مشکوٰۃ باب الجماعت) صہ ۹۵ ج ۱

اسی طرح مذکورہ بالا آثار میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی قرارت خلف الامام سے ممانعت کے سلسلہ میں شدید عنوان اختیار فرمایا ہے، حقیقت مقصود نہیں، بلکہ محض ڈرانا دھمکانا اور ناگواری کا اظہار مقصود ہے۔

ف: حضرت عُبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع صحیح حدیث ہے۔

لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ (صحاح ستہ) — کہ اس شخص کی نماز نہیں ہے جس نے فاتحہ نہیں پڑھی۔

بظاہر اس قسم کی عام احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتدی پر سورہ فاتحہ کا پڑھنا لازم ہے۔ محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

جواب ۱: بے شک یہ حدیث عام ہے۔ لیکن دلائل و قرائن کی بنا پر عام کی تخصیص کا قانون سب کے ہاں مسلّم ہے۔ قرآن و حدیث میں تخصیص عام کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے۔

ءَاَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ (الملک پ ۲۹ ع ۲) — کیا تم اس ذات سے بے خوف ہو جس کی حکومت آسمان میں بھی ہے۔

اس آیت کریمہ میں مَنْ کا لفظ عام ہے، لیکن اس سے مراد صرف ذات باری تعالیٰ ہے،

http://mujahid.xtgem.com

ارشادِ ربانی ہے۔

اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ — تم سے پہلے لوگ محض اسلئے ہلاک ہوئے کہ اھ

(بخاری صد ۱۰۰۳ ج ۲)

اس حدیث میں مَنْ کا لفظ عام ہے، اور مراد خاص ہے، یعنی گنہگار لوگ۔

اسی طرح "لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ" اگرچہ عام ہے۔ مگر مذکورہ بالا آیت کریمہ اور صحیح احادیث وآثار کے قرینہ سے اس عام میں تخصیص ہے۔ اس سے مراد منفرد اور امام ہیں، مقتدی اس سے مستثنیٰ ہے۔

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کی شرح میں امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

مَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ إِذَا كَانَ وَحْدَهٗ۔ (ترمذی صد ۴۱ ج ۱، باب ماجاء فی ترک القراءة خلف الامام)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ کا مقصد یہ ہے کہ جب تنہا نماز پڑھے تب فاتحہ ضروری ہے۔ یعنی مقتدی کو یہ حدیث شامل نہیں

امام ابوداؤدؒ نے سفیان بن عیینہؒ سے یہی تشریح نقل کی ہے۔

قَالَ سُفْيَانُ لِمَنْ يُصَلِّيْ وَحْدَهٗ۔ (ابوداؤد صد ۱۲۶ ج ۱ باب من ترک القراءة فی الصلوٰة)

کہ یہ حدیث منفرد کے بارے میں ہے۔ مقتدی کو شامل نہیں۔

جواب ۲ اور اگر حدیث لَاصَلٰوةَ کو عام رکھا جائے اور کہا جائے کہ یہ مقتدی کو بھی شامل ہے تو پھر آیت کریمہ فَإِذَا قَرَأْنٰهُ اھ اور حدیث مرفوع مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ۔ کی دلالت سے قرارت کو عام تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ قرارت حقیقی ہو یا حکمی، مقتدی کے لئے آیت وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ

اور صحیح حدیث وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا کی وجہ سے قراءت حقیقی تو ممنوع ہے۔ لیکن صحیح حدیث مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کی بنا پر قراءت حکمی اس کے لئے کافی وافی ہے۔ ف

فاتحہ کے بعد آمین کہنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث،

(۲۷۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔

(بخاری صہ ۱۰۸ جلد اول و باقی صحاح ستہ مشکوٰۃ صہ ۷۹)

آمین آہستہ کہنا چاہیئے

حضرت عطاء تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

(۲۷۸) اٰمِيْنَ دُعَاءٌ۔

آمین دعا ہے۔

(بخاری صہ ۱۰۷ جلد اول)۔

اور دعا کا اصول و قاعدہ اخفاء ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۷۹) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً۔ (الاعراف ۵۵/۷)

عاجزی کے ساتھ اور آہستہ اپنے رب سے دعا کرو۔

دوسرے مقام پر ارشادِ رحمانی ہے۔

(۲۸۰) إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَاءً خَفِيًّا۔ (مریم ۳/۱۹)

جب کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

ف حاصل یہ ہے کہ قراءت دو قسم کی ہے حقیقی اور حکمی، حقیقی قراءت تو مقتدی کے لئے منع ہے اور حکمی قراءت اس کی طرف سے حاصل ہے، جو کافی وافی ہے۔ ۱۲ ف

http://mujahid.xtgem.com

مشہور مفسر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ شافعی المسلک ہونے کے باوجود آمین آہستہ کہنے کے مسئلہ میں حنفیہ کے موافق و ہمنوا ہیں۔ اور اس موافقت کی وجہ یہ ہے کہ قرآنِ مجید سے حنفیہ کا استدلال بہت قوی اور صحیح ہے۔

قَالَ ابُوحنيفة رحمه الله تعالىٰ اخفاء التامين افضل وقال الشافعى رحمه الله تعالىٰ اعلانه افضل واحتج ابوحنيفة رحمه الله تعالىٰ على صحة قوله قال فى قوله امين وجهان احدهما انه دعاء والثانى انه من اسماء الله تعالىٰ فان كان دُعاءً وَجَبَ اخفائه لِقوله تعالىٰ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وان كان اسمًا من اسماء الله تعالىٰ وجب اخفائه لقوله تعالىٰ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً فان لم يثبت الوجوب فلا اقل من الندبية ونحن بهذا القول نقول۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۱ طبع مصر)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آہستہ آمین کہنا افضل ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا اظہار کرنا افضل ہے۔ امام ابوحنیفہ رح نے اپنے قول کی صحت پر یوں استدلال کیا ہے کہ آمین میں دو وجہیں ہیں پہلی یہ کہ وہ دُعا ہے اور دوسری یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے پس اگر آمین دُعا ہے تو واجب ہے کہ آہستہ پڑھی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے رب کو عاجزی سے اور آہستہ پکارو اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہو تب بھی اس کا اخفا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ذکر کر اپنے رب کا اپنے دل میں عاجزی سے اور ڈرتے ہوئے، سو اگر وجوب ثابت نہ ہو تو استحباب سے کیا کم ہوگا اور ہم بھی اسی قول کے قائل ہیں۔

(۲۸) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَرَفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيْرِ (کہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر ...... لوگوں

http://mujahid.xtgem.com

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَھُوَ مَعَکُمْ الخ

نے بلند آواز سے تکبیر کہی، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو، تم بہری اور غائب ہستی کو تو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ تم تو اس ہستی کو پکار رہے ہو، جو قریب ہے سننے والی ہے اور تمہارے ساتھ ہے۔ (لہٰذا تمہاری پکار و دعا آہستہ ہونی چاہیئے۔)

یہ حدیث بخاری شریف کے متعدد ابواب میں مروی ہے۔ ملاحظہ ہو، کتاب الجہاد، صہ ۴۰۵ جلد ۳، کتاب الدعوات، کتاب القدر، کتاب التوحید اور مسلم صہ ۳۴۶ جلد ۲ کتاب الذکر، ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد۔

(۲۸۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ۔ (مسند احمد صہ ۱۷۲ ج ۱، وصہ ۱۸۰ ج ۱ وابن حبان والبیہقی فی شعب الایمان)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ سب سے بہتر ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو۔

امام جلال الدین سیوطی الشافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ (الجامع الصغیر صہ ۸ ج ۲)

علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔ (السراج المنیر صہ ۲۶۲ ج ۲، طبع مصر)

ایک حدیث میں ہے۔

خَیْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِیُّ۔

کہ سب سے بہتر دعا آہستہ دعا ہے۔

(صحیح ابن حبان، فتح الملہم صہ ۵۲ جلد ۲ شرح مسلم)۔

قرآن و حدیث کی ان ہدایات کی روشنی میں دعا کا اصول و ادب اخفاء ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

البتہ جہاں پر شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے دعا کے جہر کی تعیین کر دی جائے تو وہاں پر جہر ہی مطلوب ہوگا۔

(۲۸۳) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِہَا صَوْتَہٗ۔

حضرت وائل بن حجر رض فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی جب غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھا تو فرمایا آمین اور اس میں اپنی آواز کو پوشیدہ کیا۔

(ترمذی ج۱ ص۳۴، ابوداؤد طیالسی، دارقطنی، مستدرک حاکم، مسند احمد، مسند ابو یعلیٰ، طبرانی، کتاب القرات للحاکم رح)

محدث حاکم رح فرماتے ہیں، اس کی سند صحیح ہے۔ صحیح الاسناد (نصب الرایہ ص ۳۶۹ جلد اول، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۵۰ جلد ۶)

(۲۸۴) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّہٗ حَفِظَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَکْتَتَیْنِ سَکْتَۃً اِذَا کَبَّرَ وَسَکْتَۃً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَۃِ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

حضرت سمرہ بن جندب رض نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد کئے ہیں۔ ایک جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ فرماتے دوسرا جب آپ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کی قرأت سے فارغ ہوتے۔

(ابوداؤد ص۱۲۲ جلد اول باب السکتۃ عند الافتتاح، ابن ماجہ، مسند دارمی نحوہ، مشکوٰۃ ص۸۰)

اس کی سند قوی ہے۔ علامہ قاری رح مرقات شرح مشکوٰۃ ص۲۸۰ ج۲ پر لکھتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ

ابن حجر رح فرماتے ہیں اسکی سند حسن

http://mujahid.xtgem.com

وسندہ حسنٌ بل صحیحٌ۔ | بلکہ صحیح ہے۔

اس قوی مرفوع حدیث میں دو سکتوں کا ذکر ہے۔ پہلا سکتہ ثناء و دعا کے لئے تھا اور دوسرا سکتہ آمین کے لئے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۹ جلد ۲)

(۲۸۵) حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لَمْ یَکُنْ عُمَرُ وَعَلِیٌّ یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِاٰمِیْنَ۔

حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بسم اللہ الرحمن الرحیم، اور آمین میں جہر نہیں کرتے تھے۔

(تہذیب الآثار لابن جریرؒ، شرح معانی الآثار للطحاوی صفحہ ۱۵۰ ج ۱، عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۵۴ ج ۶)

(۲۸۶) خلیفۂ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

اَرْبَعٌ یُخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاٰمِیْنَ وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

امام صاحب کو چار چیزیں آہستہ کہنی چاہئیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور آمِیْن اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

(کنز العمال صفحہ ۲۴۹ ج ۴، محلّی ابن حزم، فتح الملہم شرح مسلم صفحہ ۲۵ ج ۲، معارف السنن شرح ترمذی صفحہ ۴۳۱ ج ۲)

(۲۸۷) حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ عَلِیٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ لَا یَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّاْمِیْنِ۔

حضرت علیؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور تعوذ اور آمین جہر سے نہیں کہتے تھے۔ (بلکہ آہستہ کہتے تھے)۔

(مجمع الزوائد صفحہ ۱۰۸ ج ۲، طبرانی کبیر، معارف السنن صفحہ ۴۳۱ ج ۲)

(۲۸۸) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

یُخْفِی الْاِمَامُ ثَلٰثًا اَلتَّعَوُّذَ

امام صاحب کو تین چیزیں آہستہ کہنی چاہئیں۔

http://mujahid.xtgem.com

وَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ ۱؎ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ ۲؎ بِسْمِ اللّٰہِ الخ ۳؎ آہستہ
وَ اٰمِیْنَ ۔ (محلی ابن حزم، تعلیقاً ۔ فتح الملہم شرح مسلم صہ ۵۲ جلد ۲) ۔

(۲۸۹) حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ تابعی فرماتے ہیں ۔

اَرْبَعٌ یُخْفِیْهِنَّ الْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ — امام نماز میں چار چیزیں آہستہ کہتا ہے
وَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ سُبْحَانَكَ — ۱؎ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ اور ۲؎ بِسْمِ اللّٰہِ الخ اور ۳؎ سُبْحَانَکَ
اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ اٰمِیْنَ ۔ — اللّٰھُمَّ الخ اور ۴؎ آمین ۔

(کتاب الآثار امام محمدؒ صہ ۱۹، مسند عبد الرزاق جلد ۲ صہ ۸۷ بسند صحیح، نصب الرایہ، صہ ۳۲۵ جلد اول،
عمدۃ القاری شرح بخاری صہ ۵۲ جلد ۶، مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۴۱۱ جلد اول)

مفسر طبریؒ فرماتے ہیں آمین بالجہر اور آمین بالاخفاء دونوں ثابت ہیں، لیکن
آمین بالاخفاء راجح ہے، وجہ ترجیح یہ ہے ۔

اِذْ کَانَ اَکْثَرُ الصَّحَابَةِ — کیونکہ اکثر صحابہؓ و تابعینؒ اسی اخفاء پر
وَ التَّابِعِیْنَ عَلٰی ذٰلِكَ ۔ — عمل پیرا تھے ۔

(الجوہر النقی علی البیہقی صہ ۵۸ جلد دوم) ۔

ف : بعض احادیث میں آمین بالجہر کا ذکر ہے ۔ محققین نے مذکورہ بالا دلائل اور احادیث و آثار کے قرینہ سے مختلف توجیہات لکھی ہیں ۔

۱؎ بعض اوقات لوگوں کی تعلیم کے لیے جہر کیا گیا تاکہ اُن کو معلوم ہو جائے کہ اس مقام پر آمین کہی جاتی ہے ۔ درج ذیل احادیث سے اس توجیہ کی تائید ہوتی ہے ۔

(۲۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

قَالَ اٰمِیْنَ حَتّٰی یَسْمَعَ — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمین فرماتے یہاں
مَنْ یَلِیْهِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ ۔ — تک کہ پہلی صف میں جو لوگ آپ کے قریب ہوتے وہ سنتے ۔

(ابو داؤد جلد ۱ صہ ۱۳۴، ابن ماجہ)

http://mujahid.xtgem.com

(۲۹۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَقَالَ آمِیْنَ مَا اُرَاہُ اِلَّا لِیُعَلِّمَنَا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جہر سے) آمین فرمایا میرے خیال میں آپ ہمیں تعلیم دینا چاہتے تھے (اس لئے جہر کیا)۔

(کتاب الاسماء والکنیٰ صـ ۱۹۷ جلد اول۔ للحافظ ابی بشر الدولابی)۔

یہ حدیث مذکورہ توجیہ کی واضح دلیل ہے۔

حافظ ابن قیم حنبلیؒ زاد المعاد میں فرماتے ہیں، عہدِ نبوت میں مقتدیوں کی اطلاع کے لیے قابلِ اخفاء اُمور کا بعض اوقات جہر کیا جاتا تھا۔

وَمِنْ هٰذَا اَيْضًا جَهْرُ الْاِمَامِ بِالتَّامِيْنِ ۔ اور انہی اُمور میں سے امام صاحب کا جہر سے آمین کہنا بھی ہے۔ انتہیٰ

جیسا کہ پہلے تسمیہ کے مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے کہ لوگوں کی اطلاع و تعلیم کے لئے قابلِ اخفاء اُمور کا جہر و اظہار بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً ظہر یا عصر کی نماز میں قرات کا جہر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(بخاری صـ ۱۰۵ جلد اول و صـ ۱۰۷ و مسلم صـ ۱۸۵ جلد اول)

خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا سُبحانک اللّٰھم جہر سے پڑھنا۔

(مسلم صـ ۱۷۲ جلد اول)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نمازِ جنازہ میں (بغرض دعا) فاتحہ جہر سے پڑھنا۔

(نسائی صـ ۲۸۱ جلد اول)

حضرت ابوہریرہؓ کا اعوذ باللہ جہر سے پڑھنا۔ (کتاب الام صـ ۹۳ جلد اول امام شافعیؒ)

تو آمین کا جہر بھی اسی باب میں داخل ہے۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم صـ ۵۲ ج ۲، معارف السنن شرح جامع ترمذی صـ ۴۱۰ جلد دوم)

http://mujahid.xtgem.com

دوسری توجیہہ یہ ہے کہ جہر کی احادیث بیانِ جواز پر محمول ہیں یا ابتدائی دور پر محمول ہیں۔ آخری دور کا عمل اور راجح عمل آمین کا اخفاء ہے۔ جیسے حضرت عمر رضؓ، حضرت علی رضؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور جمہور صحابہؓ و تابعینؒ نے اختیار کیا ہے۔

رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۹۲) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے جب قیام فرماتے پھر تکبیر کہتے، جب رکوع فرماتے۔

(بخاری صـ ۱۰۹ جلد اول ومسلم، مشکوٰۃ صـ ۷۶ جلد اول)

رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین نہیں ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۹۳) قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝

بلا ریب وہ اہلِ ایمان کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

(المؤمنون ۱،۲/۲۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خَاشِعُوْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

مُخْبِتُوْنَ مُتَوَاضِعُوْنَ لَا يَلْتَفِتُوْنَ يَمِيْنًا وَلَا شِمَالًا وَلَا يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ ۝

عاجزی و تواضع کرنے والے نہ دائیں بائیں التفات کرتے ہیں اور نہ نماز میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔

(تفسیر ابن عباسؓ صـ ۲۱۲)

(۲۹۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِیْ أَرَاکُمْ رَافِعِیْ أَیْدِیْکُمْ کَأَنَّہَا أَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں باہر تشریف لائے تو فرمایا، کیا بات ہے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہو، گویا کہ وہ ہاتھ سرکش گھوڑوں کی دُم ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو۔ (رفعیدین نہ کرو)۔

(مسلم ص۱۸۱ جلد اول۔ باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ، ابوداؤد، نسائی، مسند امام احمد، طحاوی)

یہ صحیح مرفوع قولی حدیث اس بات پر نص ہے کہ نماز کے دوران رفعیدین ممنوع ہے۔ اس کے مقابلے میں سکون واجب ولازم ہے۔ ”فِی الصَّلٰوۃ“ کا لفظ تکبیر تحریمہ سے سلام تک کو شامل ہے، تکبیر تحریمہ تو نماز کا آغاز ہے، پھر اس میں رفعیدین متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ بالاجماع وہ اس ممانعت سے خارج اور مستثنیٰ ہے۔ اس کے بعد رکوع وغیرہ ہر مقام کی رفع یدین کو یہ ممانعت شامل ہے۔

(۲۹۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ أَلَا أُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ إِلَّا فِیْ أَوَّلِ مَرَّۃٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے تلامذہ کو نماز کی عملی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں۔ پھر آپؓ نے نماز پڑھی اور صرف پہلی دفعہ (تکبیر تحریمہ میں) رفعیدین کی۔

(ترمذی ص۳۵ ج۱، ابوداؤد ص۱۱۶ ج۱، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، نسائی ص۱۶۱ ج۱، محلی ابن حزم ظاہری ص۸۸ ج۴، دارقطنی، بیہقی، مصنف ابن ابی شیبۃ، مؤطا امام محمد، مسند احمد، طحاوی)۔

یہ حدیث حسن ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ (ترمذی صفحہ ۳۵ جلد اول)

علامہ ابن حزم ظاہری نے اس کو صحیح کہا ہے۔

حافظ ابن حجر شافعیؒ لکھتے ہیں۔

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ۔ (التلخیص الحبیر علی شرح المہذب ج۱ ص۲۲۲ طبع مصر)۔

یہ حدیث، امام ترمذیؒ نے اسے حسن کہا ہے اور علامہ ابن حزم نے اسے صحیح کہا ہے۔

(۲۹۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مَرْفُوْع حدیث ہے۔

قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ...... وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يَرْفَعُهُمَا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے .... اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے۔

(صحیح ابو عوانہ ص۹۰ جلد دوم و مُسند حُمَیدی ص۲۷۷ جلد ۲)۔

محدث اَبُو عَوَانَہؒ امام مسلمؒ کے شاگرد ہیں۔ اپنی تصنیف "صحیح ابو عوانہ" میں صحیح مسلم پر تحقیقی کام کیا ہے۔ صحیح مسلم کی احادیث کی مزید سندیں جمع کی ہیں۔ (بستان المحدثین ص ۹۵، ۹۸)

اور امام حُمَیدیؒ حضرت امام بخاریؒ کے شیخ و استاذ ہیں۔ (بستان المحدثین ص ۲۲۳)۔

الغرض دونوں بزرگ عظیم محدث اور ثقہ ہیں ان کی روایت کردہ مذکورہ بالا حدیث صحیح ہے، اور ترک رفع یدین پر صریح اور واضح دلیل ہے۔

مندرجہ ذیل احادیث اگرچہ متکلم فیہ ہیں تاہم درجہ استشہاد و تائید میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۲۹۷) حضرت بُراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مَرْفُوْع حدیث ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آغاز نماز کی (تکبیر تحریمہ) کہتے تو اپنے کانوں کے قریب تک رفع یدین فرماتے پھر نہیں لوٹتے تھے (رفع یدین نہیں کرتے تھے)۔

(ابوداؤد صـ ۱۱۶ جلد اول، طحاوی، دارقطنی، مصنف ابن ابی شیبۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

۲۹۸ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رض. فَلَمْ يَرْفَعُوْا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ اسْتِفْتَاحِ الصَّلٰوةِ۔	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رض صرف نماز کے شروع (تکبیر تحریمہ) میں رفع یدین فرماتے تھے۔

(دارقطنی، بیہقی، کامل ابن عدی)

۲۹۹ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو اچھی طرح رفع یدین فرماتے۔

(ابوداؤد صـ ۱۱۶ جلد اول، نسائی، ترمذی)۔

اس حدیث میں صرف تحریمہ والی رفعیدین کا ذکر ہے۔ رکوع کی رفعیدین کا ذکر نہیں ہے۔ اسی لیے امام ابوداؤدؒ نے "باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع" میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔

۳۰۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی سے مروی ہے۔

تُرْفَعُ الْأَيْدِيْ فِيْ سَبْعَةٍ	سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

مَوَاطِنَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاِذَا رَأَى الْبَيْتَ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَفِي جَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْجِمَارِ۔

ور رفع یدین کیا جاتا ہے، جب نماز کے لیے کھڑا ہو اور جب بیت اللہ کو دیکھے، کوہ صفا پر، اور کوہ مروہ پر مزدلفہ میں، عرفات میں، جمرات کے پاس۔

اگر نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں رفع یدین ہوتی تو ضرور اُسے بھی ذکر کیا جاتا۔

یہ حدیث ابن عباسؓ سے مرفوع بھی مروی ہے اور موقوف بھی۔

مرفوع حدیث طبرانی، جزء رفع الیدین امام بخاریؒ صہ۲، مسند بزار، مستدرک حاکم، بیہقی، میں ہے اور موقوف حدیث مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۲۳۷ جلد اول، مسند بزار میں ہے۔

وو ابن ابی شیبہ کی موقوف حدیث حسن ہے۔ (معارف السنن صہ ۴۹۵ جلد ۲)

(۳۰۱) نیز یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے، مرفوع حدیث جزء رفع الیدین امام بخاریؒ، مسند بزار، مستدرک حاکم، بیہقی میں ہے۔ اور موقوف حدیث مسند بزار میں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

(نصب الرایہ ۳۹۱/ج۱، ۳۹۱/ج۱ للزیلعیؒ اور الدرایہ صہ ۱۴۸ جلد اول للحافظ ابن حجرؒ)

(۳۰۲) حضرت عبادؒ تابعیؒ سے روایت ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِي شَيْءٍ حَتّٰى يَفْرُغَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو ابتداءِ نماز میں رفع یدین فرماتے۔ پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

(الخلافیات للبیہقی، نصب الرایہ ۴۰۴/ج۱، نیل الفرقدین صہ ۱۲۴ للعلامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، معارف السنن صہ ۴۹۶ جلد ۲)۔

یہ حدیث مرسل جید ہے۔ (معارف السنن ۴۹۶/ج۲، نیل الفرقدین صہ ۱۲۴)

http://mujahid.xtgem.com

(۳۰۳) حضرت اسود تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۷ ج۱، طحاوی ص ۱۳۳ جلد اول)۔

میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ آپ نماز کی پہلی تکبیر (تکبیر تحریمہ) میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر نہیں کرتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر شافعیؒ فرماتے ہیں۔

رِجَالُهُ ثِقَاتٌ۔ (الدرایۃ ص۱۵۲ جلد اول)

محدث الماردینیؒ یہ حدیث محدث ابن ابی شیبہ کی سند سے نقل کرکے لکھتے ہیں:

صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔ (الجوہر النقی علی سنن البیہقی ص۷۵ جلد دوم طبع مصر)

علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں۔

إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص۲۷۳ جلد ۵ طبع مصر)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔ (طحاوی ص۱۳۳ جلد اول)

(۳۰۴) إِنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس کے بعد رفعیدین نہیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۶ ج۱، دارقطنی، مؤطا امام محمدؒ، جزء رفع الیدین للامام بخاریؒ، طحاوی ص۱۳۲ ج۱)

یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ (الدرایۃ ص۱۵۲ جلد اول) أَثَرٌ صَحِيحٌ (نصب الرایہ ص۴۰۶ جلد اول)۔ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ (عمدۃ القاری ص۲۷۴ ج۵)

حضرت مجاہدؒ تابعی فرماتے ہیں۔

(۳۰۵) صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رضؓ

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت

http://mujahid.xtgem.com

اَحْوَالٍ وَ اُحِيْلَتِ الصِّيَامُ ثَلٰثَةَ اَحْوَالٍ اھ

(ابوداؤد صـ۸۲ جلد اول باب کیف الاذان، مسند امام احمد صـ۲۴۶ ج۵)

(آگے حدیث میں ان تین تبدیلیوں کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں تکبیرِ تحریمہ اور رکوع کے علاوہ بھی نماز کے ہر انتقال اور ہر تکبیر کے ساتھ رفعیدین کا عمل کیا جاتا تھا جس کی تفصیل یہ ہے۔

سجدہ میں رفعیدین

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔

"باب رفع الیدین للسجود" سجدہ میں رفعیدین کا باب صـ۱۲۵ ج۱

اور حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث لائے ہیں۔

(۳۱۰) اِنَّهٗ رَاٰى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ صَلٰوتِهٖ اِذَا سَجَدَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ۔ (نسائی صـ۱۶۵ جلد اول)

حضرت مالک رضؓ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے جب سجدہ کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو رفع یدین کیا۔

امام نسائیؒ پھر صـ۱۷۱ جلد اول پر دوبارہ "باب رفع الیدین عند الرفع من السجدۃ الاولی" قائم کر کے حضرت مالکؓ کی مذکورہ بالا حدیث لائے ہیں۔

نسائی کی یہ حدیث صحیح ہے۔ (فتح الباری صـ۱۸۵ جلد دوم)

سجدہ میں رفع یدین درج ذیل احادیث سے بھی ثابت ہے۔

(۳۱۱) حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث۔ (مسند ابویعلی، بسند صحیح)

(۳۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی مرفوع حدیث۔ (طبرانی، بسند صحیح)

(۳۱۳) حضرت وائل بن حجرؓ کی مرفوع حدیث۔ (دارقطنی، بسند صحیح)

(۳۱۴) حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث۔ (نسائی)

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

(۳۱۵) حضرت ابو ہریرۃ کی مرفوع حدیث (ابن ماجہ)

دوسری رکعت کیطرف اُٹھتے وقت رفع یدین

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۱۶) وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو سجدوں سے کھڑے ہوتے تو رفعیدین کرتے۔

(ابوداؤد صہ ۱۱۲ جلد اول، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد)

امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک صہ ۲۰۴ جلد اول) یہ رفع یدین

(۳۱۷) حضرت ابن عباسؓ (۳۱۸) حضرت مالک بن حویرثؓ کی صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے۔ جو نسائی اور طحاوی میں مروی ہیں۔ (اوجز المسالک صہ ۲۰۴ جلد اول)

تیسری رکعت کیطرف اُٹھتے وقت رفع یدین

امام بخاریؒ نے اس مسئلہ پر مستقل باب قائم کیا ہے۔

"باب رفع اليدين اذا قام من الركعتين"

دو رکعت کے بعد اُٹھتے وقت رفع یدین کا باب۔

پھر اس کے تحت حضرت ابن عمرؓ کی یہ حدیث لائے ہیں۔ جو مرفوع بھی ہے اور موقوف بھی۔

(۳۱۹) إِنَّ ابْنَ عُمَرَؓ كَانَ ...... وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَؓ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابن عمرؓ ...... جب دو رکعت سے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے اسکو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے اور مرفوع بیان کیا ہے۔

(بخاری صہ ۱۰۲ جلد ۱، طبع اصح المطابع، ابوداؤد)

http://mujahid.xtgem.com

نیز یہ رفع یدین (۳۲۰) حضرت ابوحمیدؓ کی مرفوع صحیح حدیث اور (۳۲۱) حضرت علیؓ کی مرفوع صحیح حدیث سے بھی ثابت ہے۔

(ابوداؤد باب افتتاح الصلوٰۃ)

نماز کی ہر تکبیر میں رفع یدین

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۲۲) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ کُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ۔ (مسند امام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ہر تکبیر میں رفع یدین فرماتے تھے۔

(۳۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز کے متعلق ہے، اس میں بھی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر ہے۔

(ابوداؤد ص۱۱۵ جلد اول)

حاصل کلام

جس طرح ان مختلف مقامات کی رفع یدین صحیح احادیث سے ثابت ہونے کے باوجود ائمہ اربعہ کے ہاں دوسری صحیح احادیث کے قرینہ سے ابتدائی دور پر محمول ہے اور متروک و منسوخ ہے۔

اسی طرح رکوع والی رفعیدین بھی صحیح احادیث سے ثابت ہونے کے باوجود حنفیہؒ مالکیہ محققین علماء اور محدثین و فقہاء کے ہاں مذکورہ بالا صحیح احادیث و آثار کی وجہ سے متروک ہے۔

بالخصوص صحیح مسلم کی قولی مرفوع صحیح حدیث اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ میں تو صراحۃً رفع یدین نہ کرنے کا حکم اور امر ہے۔

رکوع کرنا

ارشادِ رحمانی ہے۔

(۳۲۴) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا ط (الحج ۲۲) اے ایمان والو! رکوع کرو۔

http://mujahid.xtgem.com

پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ نماز کی حقیقت اور روح اللہ تعالیٰ شانہٗ کی عظمت و کبریائی کا اظہار واقرار اور اپنی بندگی وعاجزی کا اعتراف ہے۔

سر اونچا رکھنا تکبر وبرتری کی علامت ہے، اس کے برعکس سر جھکانا تواضع وخاکساری کی نشانی ہے۔ اس بندگی وتذلل کا سب سے بڑا مظہر رکوع وسجدہ ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع وسجود کو احسن طریقے سے ادا کرنے کی تاکید فرمائی

رکوع کی ہیئت وصورت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۲۵) كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے سر کو نہ اونچا رکھتے اور نہ اسے نیچے رکھتے لیکن اس کے درمیان رکھتے۔

(مسلم ص۱۹۴ جلد اول، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۷۵)

یعنی رکوع میں سر پشت کے برابر رہے نہ اس سے اونچا ہو نہ نیچے۔

(۳۲۶) حضرت ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ ۔

(ترمذی ص۳۵ جلد اول، ابوداؤد ص۱۰۴ ج۱ باب افتتاح الصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص۷۵)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا پس اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے، گویا کہ ان کو پکڑے ہوئے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو تانت کی مانند بنایا پس دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا۔

(۳۲۷) حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِیُٔ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ حَتّٰی یُقِیْمَ ظَھْرَہٗ فِی الرُّکُوْعِ۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۳۱، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۶، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آدمی کی نماز کافی نہیں ہوتی، جب تک کہ رکوع میں اپنی پشت کو سیدھا برابر نہ رکھے۔

رکوع کی تسبیح

(۳۲۸) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْھَا فِیْ رُکُوْعِکُمْ۔

(ترمذی، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۳۳، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۸۳)

حضرت عُقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ (اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح کرو) نازل ہوئی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم نے فرمایا، اسکو اپنے رکوع میں رکھو۔ یعنی رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہہ کر اسکی تعمیل کرو۔

(۳۲۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَکَعَ اَحَدُکُمْ فَقَالَ فِیْ رُکُوْعِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُکُوْعُہٗ وَذٰلِکَ اَدْنَاہُ۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہے تو اس کا رکوع مکمل ہو گیا اور یہ کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۵، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۳۶، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۸۳)

ف: رکوع و سجود میں تین بار تسبیح کہنا کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔ پانچ بار کہنا اوسط درجہ ہے۔ سات بار کہنا اعلیٰ درجہ ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۱۵)

http://mujahid.xtgem.com

رکوع اطمینان سے ادا کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا :۔

(۳۳۰) ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ۔ پھر اطمینان سے رکوع کیجیے۔

(بخاری ج۱ ص۱۰۵ ، ومسلم ج۱ ص۱۷۰)

رکوع ناتمام کرنا بدترین چوری ہے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۳۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ، یا رسول اللہ ! اپنی نماز سے کیسے چوری کرتا ہے ؟ آپ نے فرمایا ، جو نماز کا رکوع و سجود پورا نہیں کرتا۔ وہ نماز کا چور ہے۔

(مسند امام احمد ، مشکوٰۃ ص۸۳)

رکوع کے بعد تسمیع و تحمید کہنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۳۲) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (بخاری ج۱ ص۱۰۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

مقتدی صرف تحمید کہے

امام اور منفرد تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی بنا پر تسمیع و تحمید دونوں کہیں۔ لیکن مقتدی صرف تحمید کہے ۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درج ذیل حدیث سے

http://mujahid.xtgem.com

واضح ہوتا ہے۔

(۳۳۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو۔

(بخاری ص۱۰۹ جلد اول و مسلم ص۱۷۶ جلد اول، مشکوٰۃ ص۸۲)۔

سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھے

حضرت وائل بن حجر رض سے روایت ہے۔

(۳۳۴) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُکْبَتَیْہِ قَبْلَ یَدَیْہِ وَاِذَا نَھَضَ رَفَعَ یَدَیْہِ قَبْلَ رُکْبَتَیْہِ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے (ہاتھوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے اور جب سجدہ سے اُٹھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔

(ابوداؤد ص۱۲۹ ج۱، و ترمذی ص۳۶ جلد اول و نسائی و ابن ماجہ و مشکوٰۃ ص۸۴ وقال الترمذی ہذا الحدیث حسن وقال الحاکم صحیح علی شرط مسلم وصححہ ابن حبان (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۴۲ جلد دوم طبع ملتان باب السجود وفضلہ والسعایۃ ص۱۹۳ جلد دوم)

نیز اس مضمون کی مرفوع قوی حدیث (۳۳۵) حضرت انس رض سے دارقطنی وبیہقی ومستدرک حاکم میں اور موقوف صحیح حدیث (۳۳۶) حضرت عمر رض کی مسند عبدالرزاق، ابن المنذر، طحاوی میں بھی مروی ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی ص۳۳ جلد ۳ وغیرہ)۔

ف: بعض مرفوع احادیث میں سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ ...

http://mujahid.xtgem.com

پر رکھنے کا ذکر ہے۔ محققین کے ہاں مذکورہ بالا حدیث کے قرینہ سے یہ حالت عذر پر محمول ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی صد ۳۱ جلد ۳)

سجدہ کی فرضیت

ارشادِ ربانی ہے۔

(۳۳۷) وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ (العلق ۹۶/۱۹)

اور سجدہ کیجئے اور (خدا کا) قرب حاصل کیجئے۔

سجدہ انتہائی قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۳۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کو اپنے رب کا انتہائی قرب سجدہ کی حالت میں حاصل ہوتا ہے۔

(مسلم صد ۱۹۱ جلد اول، مشکوٰۃ صد ۸۴)

سجدہ کی ہیئت و آداب

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

(۳۳۹) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ...... فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَیْنَ کَفَّیْہِ ۝ (مسلم صد ۱۷۳ جلد اول و مشکوٰۃ صد ۷۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرتے۔

حضرت عبداللہ بن مالک ابن بُحَیْنَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

(۳۴۰) کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَیْنَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَبْدُوَ بَیَاضُ اِبْطَیْہِ ۝

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح کھول دیتے (پہلوؤں سے الگ رکھتے)

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

(بخاری ، مسلم صلا ۱۹ جلداول ، مشکوٰۃ صد ۸۳) | یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

(۳۴۱) حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ کَفَّیْکَ وَارْفَعْ مِرْفَقَیْکَ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھ۔ اور اپنی کہنیاں اٹھا۔

(مسلم صد ۱۹۴ جلداول ، مشکوٰۃ صد ۸۳)

سات اعضاء پر سجدہ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(۳۴۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْھَۃِ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ

(بخاری صد ۱۱۲ جلداول ، مسلم صد ۱۹۳ ج ۱ ، مشکوٰۃ صد ۸۳)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ میں اس بات کا مامور ہوں کہ سات اعضاء پر سجدہ کروں، پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے اطراف پر، یعنی سجدہ اس طرح کیا جائے کہ یہ سات اعضاء زمین پر رکھے ہوں۔

سجدہ کی تسبیح

(۳۴۳) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْھَا فِیْ سُجُوْدِکُمْ۔

(ترمذی ، ابوداؤد صد ۱۳۳ ، ابن ماجہ ، مشکوٰۃ صد ۸۳)

حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی (اپنے بلند پروردگار کی تسبیح کیجیے) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے سجدہ میں رکھو۔ یعنی سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کر اس پر عمل کرو۔

http://mujahid.xtgem.com

(۳۴۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِیْ سُجُوْدِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُہٗ وَذٰلِکَ اَدْنَاہُ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے اور اپنے سجدہ میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے تو اس کا سجدہ مکمل ہوگیا یہ کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(ترمذی ص۳۵ ج۱، ابوداؤد ص۱۲۹ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۳)

رکوع وسجود وقومہ وجلسہ اطمینان سے ادا کرنا

(۳۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ کُلِّھَا۔

پھر اطمینان سے رکوع کیجیے، پھر سر اٹھائیے، یہاں تک کہ سیدھے برابر کھڑے ہوں، پھر اطمینان سے سجدہ کیجیے پھر سر اٹھائیے یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر اپنی تمام نماز میں ایسا کیجیے۔

(بخاری ص۱۰۵ جلد اول، مسلم ص۱۷۰ جلد اول، مشکوٰۃ ص۷۵)۔

عورت کے سجدہ کی کیفیت

عورت کھل کر سجدہ نہ کرے، بلکہ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا کر سجدہ کرے۔

(۳۴۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی نماز کے متعلق ارشاد فرمایا۔

وَاِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَھَا بِفَخِذَیْھَا کَاَسْتَرِ مَا یَکُوْنُ

عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں سے لپیٹ طور پر چپکالے کہ اس کے

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

لَهَا۔ (کنز العمال ص۱۱۴ج۴، بیہقی، کامل ابن عدی) لئے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہو۔

(۳۴۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے۔

اِذَا سَجَدَتِ الْمَرْاَةُ فَلْتَضُمَّ فَخِذَیْهَا۔ (کنز العمال) کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنی دونوں رانوں کو ملا لیا کرے۔

ان احادیث سے یہ اصول واضح ہوا کہ عورت کے لئے نماز کی وہ ہیئت مسنون ہے جو زیادہ سے زیادہ ستر اور پردہ پوشی کا موجب ہو۔ فقہاءِ اسلام نے اسی اصول کو پیشِ نظر رکھ کر عورت اور مرد کی نماز کا باہمی فرق بیان کیا ہے۔

چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب ہدایہ ص۹۲ جلد اول میں ہے:

وَالْمَرْاَةُ تَنْخَفِضُ فِیْ سُجُوْدِهَا وَتُلْزِقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَیْهَا لِاَنَّ ذٰلِكَ اَسْتَرُ لَهَا۔ اور عورت اپنے سجدہ میں سمٹ جائے اور اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ملا لے۔ کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہے۔

دو سجدوں کے درمیان بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز کے سلسلے میں فرماتی ہیں۔

(۳۴۸) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْرُشُ رِجْلَهُ الْیُسْرٰى وَیَنْصِبُ رِجْلَهُ الْیُمْنٰى۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

(مسلم ص۱۹۴ ج۱، مشکوٰۃ ص۷۵)

(۳۴۹) حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَیَثْنِیْ رِجْلَهُ الْیُسْرٰى وَیَقْعُدُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں

http://mujahid.xtgem.com

عَلَيْهَا - (ابوداؤد باب افتتاح الصلوٰة ص۱۱۳ ج۱) موڑتے اور اس پر بیٹھتے تھے۔

دوسرے سجدہ سے اُٹھتے وقت پہلے ہاتھ پھر گھٹنے اُٹھانا

(۳۵۰) حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَ اِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ سے اُٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے۔

(ابوداؤد ص۱۲۹ جلد اول، ترمذی ص۳۶ جلد اول، نسائی وابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۴)

دوسرے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے بیٹھے نہیں

(۳۵۱) حضرت ابو حُمَید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا، پھر تکبیر کہی پس کھڑے ہوئے اور تورک نہیں کیا۔ یعنی دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھے نہیں۔

(ابوداؤد ص۱۱۴ جلد اول)

(۳۵۲) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِمًا۔

پس سجدہ کیا پھر تکبیر کہی پس سیدھے کھڑے ہوئے۔

(مسند امام احمد ص۳۴۳ جلد ۵ واسنادہ حسن)

(۳۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا۔ (بخاری صہ ۹۸۶ جلد دوم باب اذا حنث ناسیا فی الایمان)

پھر اطمینان سے سجدہ کیجئے، پھر سر اٹھایئے یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جایئے۔

(۳۵۴) حضرت نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَدْرَكْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَالثَّالِثَةِ قَامَ كَمَا هُوَ وَلَمْ يَجْلِسْ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ صہ۳۹۵ جلد ا باسناد حسن)

میں نے بہت سے صحابہ کرام رضؓ کو پایا کہ جب وہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے تو اسی حالت میں کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہیں تھے۔

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل احادیث میں یہی منقول ہے کہ وہ دوسرے سجدہ کے بعد سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے اور جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں (۳۵۵) تا (۳۶۱) حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ کی احادیث وآثار مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۴ جلد اول، نصب الرایہ صہ ۳۸۹ جلد اول، فتح القدیر صہ ۳۰۸ جلد اول میں ملاحظہ ہوں۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے السعایۃ صہ ۲۱۱ جلد ۲ پر علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ کا قول نقل کیا ہے۔

اِنَّ الصَّحَابَةَ اَجْمَعُوْا عَلٰى تَرْكِ جَلْسَةِ الْاِسْتِرَاحَةِ۔

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلسہ استراحت کے ترک پر متفق ہیں۔

فـ: بعض احادیث میں جلسہ استراحت کا ذکر آیا ہے، مذکورہ بالا احادیث وشواہد کے قرینہ سے وہ حالت عذر (بڑھاپے وغیرہ) پر محمول ہے۔ علامہ ابن

http://mujahid.xtgem.com

قدامہ حنبلیؒ نے المغنی صہ ۵۶۸ جلد ا میں اور محدث ماردینی حنفیؒ نے الجوہر النقی صہ ۱۲۵ جلد ۲ میں اور دیگر اکثر محققینؒ نے یہی توجیہہ کی ہے۔ بعض علماءؒ نے اسے بیان جواز پر محمول کیا ہے۔ (مرقات صہ ۲۵۷ جلد ۲)

دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی مانند ادا کی جائے

حضرت ابو حمیدؓ ساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ایک رکعت کی مفصل کیفیت بیان کرنے کے بعد یہ الفاظ ہیں۔

(۳۶۲) ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ۔ — پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرے۔

(ابوداؤد صہ ۱۱۳ جلد اول، باب افتتاح الصلوٰۃ)

دوسری رکعت میں ثناء اور تعوذ نہیں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۶۳) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَمْ يَسْكُتْ ۝ — رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت کے لیے اٹھتے تو، الحمد للہ رب العالمین سے قراءت شروع فرماتے تھے (اور ثناء وغیرہ کے لئے) خاموشی اختیار نہیں فرماتے تھے۔

(مسلم صہ ۲۱۹ جلد ۱، باب مایقال بین تکبیرۃ الاحرام والقراءۃ، مشکوٰۃ صہ ۷۸)

دوسری رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۶۴) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْاُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ — یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

(بخاری صہ ۱۰۷ جلد اول، مسلم صہ ۱۸۵ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۷۹)

http://mujahid.xtgem.com

قعدہ کی ہیئت

قعدہ کی ہیئت وصورت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائے۔

(۳۶۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

وَكَانَ يَقُوْلُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى۔ (مسلم صہ ۱۹۴ جلد ۱، مشکوٰۃ صہ ۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے اور اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

اس حدیث کا اطلاق وعموم دونوں قعدوں کو شامل ہے کہ مطلقاً ہر قعدہ میں دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے اور بایاں پاؤں بچھایا جائے۔

(۳۶۶) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِي لِلتَّشَهُّدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى .... وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى۔

پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے لیے بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں بچھا دیا... اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کیا۔

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی صہ ۳۸ جلد اوّل)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی صہ ۳۸ جلد اول)

(۳۶۷) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا رَفَعْتَ فَاقْعُدْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى۔

جب تو سجدہ سے سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ۔

(ابوداؤد صہ ۱۲۲ جلد اوّل، مسند امام احمد صہ ۳۴۰ جلد ۴)

قاضی شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار میں فرماتے ہیں:

لَا مَطْعَنَ فِي إِسْنَادِهِ۔

اس حدیث کی سند پر کوئی اعتراض نہیں

http://mujahid.xtgem.com

(۳۶۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَ تَثْنِيَ الْيُسْرٰى۔ (بخاری ص۱۱۴ ج۱، باب سنة الجلوس فی التشہد)

نماز کی سنت یہی ہے کہ تو اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں موڑ دے۔

یہ حدیث نسائی ص ۱۷۳ جلد اول میں صحیح سند سے ان الفاظ سے مروی ہے۔

مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْيُمْنٰى وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْيُسْرٰى۔

نماز کی سنت ہے دایاں پاؤں کھڑا رکھنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا۔

ف: صحابی سُنّت کا لفظ بولے تو جمہور علماء کے ہاں اس سے مرفوع حدیث مراد ہوتی ہے۔ (شرح نخبة الفکر ص۹۶)

ف: بعض احادیث میں تَوَرُّک کا لفظ وارد ہے، تورک کی دو صورتیں معروف و مشہور ہیں۔

۱۔ دایاں پاؤں کھڑا رکھنا۔ بایاں پاؤں دائیں طرف نکالنا اور سرین پر بیٹھنا۔

۲۔ دایاں اور بایاں دونوں پاؤں دائیں طرف نکالنا اور سرین پر بیٹھنا۔

(معارف السنن ص ۹۵ جلد۳)

تو یہ تورک حالت عذر (بیماری وغیرہ) پر محمول ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(۳۶۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ افتراش ہے۔ (اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَ تَثْنِيَ الْيُسْرٰى) تو ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ تو تربع و تورک کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

http://mujahid.xtgem.com

اِنَّ رِجْلَایَ لَا تَحْمِلَانِیْ۔ میرے پاؤں مجھے نہیں اٹھا سکتے۔

(بخاری صہ ۱۱۴ ج ۱، مؤطا امام مالک صہ ۷۲)

یعنی میں معذور ہوں، پاؤں کے سہارے نہیں بیٹھ سکتا اس لیے تورک کرتا ہوں۔"

مؤطا امام مالک صہ ۷۱ میں حضرت ابن عمرؓ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

اِنَّمَا اَفْعَلُ هٰذَا مِنْ اَجْلِ اَنِّیْ اَشْتَكِیْ۔ میں بیمار ہوں اسلئے تورک کرتا ہوں۔

نماز میں عورت کے بیٹھنے کی مسنون صورت

عورت جب بھی نماز میں بیٹھے تو جمہور علماء (حنفیہ، مالکیہ، حنبلیہ) کے ہاں وہ تورک کرے۔

(۳۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّهٗ سُئِلَ كَيْفَ كَانَ النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد میں عورتیں کیسے نماز پڑھتی تھیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا عورتیں تربع و تورک کرتی تھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ و مسند ابو حنیفہ)

تربع بھی تورک کی ایک صورت ہے۔ (اوجز المسالک صہ ۲۵۸ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث صہ ۱۱۶ پر کنز العمال، بیہقی وغیرہ کے حوالہ سے گزر چکی ہے جس کے الفاظ ہیں: وَاِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا كَاَسْتَرِ مَا يَكُوْنُ لَهَا۔

جس سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ عورت کے لئے نماز میں وہ ہیئت نشست مسنون ہے جو زیادہ سے زیادہ ساتر اور پردہ پوش ہو۔"

http://mujahid.xtgem.com

فقہاءِ اسلام نے یہاں پر بھی اس اصول کو پیشِ نظر رکھ کر گفتگو کی ہے۔

فقہ حنفی کی معروف کتاب ہدایہ صہ ۹۳ جلد اول میں ہے۔

وَإِنْ كَانَتْ اِمْرَأَةٌ جَلَسَتْ	اگر عورت ہو تو اپنے بائیں سرین پر بیٹھ جائے
عَلَى أَلْيَتِهَا الْيُسْرَى وَأَخْرَجَتْ	اور اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال لے
رِجْلَيْهَا مِنَ الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ	کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ پردہ کی چیز ہے۔
لِأَنَّهُ أَسْتَرُ لَهَا	

قعدہ میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے

حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ میں اپنا دایاں
فَخِذِهِ الْيُمْنَى .... وَوَضَعَ	ہاتھ دائیں ران پر ..... اور بایاں ہاتھ
يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى.	بائیں ران پر رکھتے تھے۔

(مسلم صہ ۲۱۶ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۸۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۷۲) وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں ہتھیلی
فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَوَضَعَ كَفَّهُ	اپنی دائیں ران پر اور بائیں ہتھیلی بائیں ران
الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى۔ (مسلم صہ ۱۱۶/۱۲۰)	پر رکھتے تھے۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث (۳۷۳) حضرت عاصم بن کلیبؒ عن ابیہ عن جدہ سے بھی مروی ہے۔ (ترمذی صہ ۱۹۸ جلد ۲، کتاب الدعوات)

ف: بعض احادیث میں قعدہ میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا مذکور ہے۔ تو وہ بیان جواز پر محمول ہے۔

تشہد کے الفاظ

(۳۷۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم جس اہتمام سے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے، اسی اہتمام سے مجھے تشہد کی تعلیم دی اور فرمایا:

وَاِذَا قَعَدَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلْ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۝ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝ کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ کرے، تو کہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الخ (بخاری ج۱ ص۱۱۵، مسلم ج۱ ص۱۷۳ باب التشہد فی الصّلوٰۃ)

ف: بعض صحیح احادیث میں تشہد کے دوسرے الفاظ بھی مروی ہیں اور وہ بھی جائز ہیں لیکن مذکورہ بالا الفاظ راجح ہیں کیوں کہ باتفاقِ محدثین تشہد کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح حدیث حضرت ابن مسعودؓ کی مذکورہ حدیث ہے۔ اکثر صحابہؓ و تابعین کا اسی حدیث پر عمل ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ باب ما جاء فی التشہد ص ۳۸ جلد اول پر حضرت ابن مسعودؓ کی مذکورہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں۔

وَھُوَ اَصَحُّ حَدِیْثٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التَّشَھُّدِ وَالْعَمَلُ عَلَیْہِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ مِنَ التَّابِعِیْنَ ۝

تشہد کے بارے میں یہ سب سے زیادہ صحیح مرفوع حدیث ہے، صحابہؓ و تابعینؒ میں سے اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔

علامہ نووی شافعیؒ شرح مسلم ص ۱۷۳ جلد اول پر لکھتے ہیں:

وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَاَحْمَدُ وَجُمْھُوْرُ الْفُقَھَاءِ وَاَھْلُ الْحَدِیْثِ

امام ابو حنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور جمہور فقہاء و محدثین کے ہاں حضرت ابن مسعودؓ کی

http://mujahid.xtgem.com

تَشَهُّدُ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَفْضَلُ لِاَنَّهٗ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ اَشَدُّ صِحَّةً ۔

روایت والا تشہد افضل ہے اس لئے کہ یہ محدثین کے ہاں سب سے زیادہ صحیح ہے۔

حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنویؒ نے السعایہ صہ ۲۲۵ جلد دوم، صہ ۲۲۶ جلد ۲ پر مذکورہ بالا تشہد کی ترجیح کی پندرہ۱۵ وجہیں لکھی ہیں۔

قعدۂ اولیٰ میں صرف تشہد پڑھا جائے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ فِیْ اَوَّلِ الصَّلٰوۃِ وَاٰخِرِهَا ...... ثُمَّ اِنْ کَانَ فِیْ وَسْطِ الصَّلٰوۃِ نَهَضَ حِیْنَ یَفْرُغُ مِنْ تَشَهُّدِهٖ وَاِنْ کَانَ فِیْ اٰخِرِهَا دَعَا بَعْدَ تَشَهُّدِهٖ بِمَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّدْعُوَ ثُمَّ یُسَلِّمُ۔

(مسند امام احمد ج ۱ ص ۴۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد کی تعلیم دی۔ نماز کے اول (وسط) میں اور اس کے آخر میں بھی ...... پھر حضرت ابن مسعودؓ اگر نماز کے درمیان میں ہوتے تو تشہد سے فارغ ہوتے ہی اُٹھ کھڑے ہوتے اور اگر اس کے آخر میں ہوتے تو تشہد کے بعد جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتے آپ دعا کرتے پھر سلام پھیرتے۔

قعدہ میں شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرنا

تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا باتفاق ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم سُنّت ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اشارہ کی مختلف صورتیں احادیث سے ثابت ہیں اور سب جائز ہیں۔ علمائے احناف کے ہاں بہتر صورت یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو دائیں ہاتھ کی چھوٹی اور ساتھ والی اُنگلی بند کرے، بیچ والی اُنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے، شہادت کی اُنگلی کو کھلا رکھے لَآ اِلٰہَ پر شہادت کی اُنگلی اُٹھائے اور اِلَّا اللّٰہُ پر رکھ دے۔ حلقہ کی یہ کیفیت قعدہ کے اختتام تک باقی رکھے۔

http://mujahid.xtgem.com

نمازی جب زبان سے توحید باری تعالیٰ کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو اس کا دل توحید کے یقین سے لبریز ہونا چاہیئے، اور شہادت کی انگلی سے بھی توحید کی طرف اشارہ کرنا چاہیئے۔

(٣٧٦) حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیوں کو بند کیا اور حلقہ بنایا اور سبابہ سے اشارہ کیا۔

(ابوداؤد ص ١٤٥ جلد اول، باب کیف الجلوس فی التشہد مسند دارمی، مشکوٰۃ ص ٨٥)

مشکوٰۃ میں ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهٗ کے الفاظ ہیں (پھر اپنی انگلی اٹھائی)۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مؤطا ص ١٠٩ میں اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کرکے لکھتے ہیں:

وَبِصَنِيْعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رح۔

اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو لیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رح کا قول بھی یہی ہے۔

امام محمدؒ نے اشارہ کا مسئلہ "کتاب المُسبّحۃ" میں بھی لکھا ہے۔ حضرت امام ابویوسفؒ نے بھی اشارہ کا مسئلہ "الامالی" میں ذکر کیا ہے۔

(معارف السنن ص ٩٨ جلد ٣)

ف: (٣٧٦) تا (٣٨٨) اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں بارہ مرفوع حدیثیں مروی ہیں۔

١۔ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث مسلم ص ٢١٦ ج١، نسائی ص ١٤٣ ج١، ترمذی باب ما جاء فی الاشارۃ ص ٣٩ ج١ میں ہے۔

٢۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی حدیث مسلم ص ٢١٦ ج١، نسائی ص ١٤٣ ج١ باب الاشارۃ بالاصبع فی التشہد، ابوداؤد ص ١٤٩ ج١، مشکوٰۃ ص ٨٥ میں ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

۳ حضرت وائل بن حُجرؓ کی حدیث ابوداؤد ص۱۴۵ ج۱، نسائی ص۱۴۳ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۵ میں ہے۔

۴ حضرت ابوہریرۃؓ کی حدیث ترمذی، نسائی میں ہے۔

۵ حضرت سعدؓ کی حدیث نسائی میں ہے۔

۶ حضرت نمیرؓ کی حدیث ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ میں ہے۔

۷ حضرت ابوحُمیدؓ کی حدیث ترمذی میں ہے۔

۸ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث بیہقی میں ہے۔

۹ حضرت مُعاذ کی حدیث طبرانی کبیر میں ہے۔

۱۰ حضرت عبدالرحمٰن بن اَبزیٰؓ کی حدیث مسند عبدالرزاق، طبرانی کبیر میں ہے۔

۱۱ حضرت خفافؓ کی حدیث مُسند احمد و بیہقی میں ہے۔

۱۲ حضرت اُسامہ بن الحارثؓ کی حدیث طبرانی میں ہے۔

علامہ عبدالحئیؒ فرماتے ہیں:

وَالْاَخْبَارُ فِی الْاِشَارَۃِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ تَکَادُ اَنْ تَکُوْنَ مُتَوَاتِرَۃً۔ (السعایۃ ص۲۱۶ جلد دوم)

اور اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں احادیث و آثار حدِ تواتر کے قریب ہیں۔

محقق ابن ہمامؒ فتح القدیر شرح ہدایہ ص۲۷۲ ج۱ پر انکارِ اشارہ کی تردید میں لکھتے ہیں۔

وَھُوَ خِلَافُ الدِّرَایَۃِ وَالرِّوَایَۃِ۔

اشارہ کی نفی اور انکار کرنا درایت و روایت کے خلاف ہے۔

فقہ حنفی کی درج ذیل معتبر کتابوں میں اِشارَۃ بالمسبحہ کے ثبوت کا ذکر ہے۔

فتاویٰ التاتارخانیہ، النوازل لابی اللیثؒ، الذخیرہ، المغنیۃ، الحلیۃ، فتح القدیر، بحرالرائق، نہرالفائق، الخانیہ، المجتبیٰ، الشامی، مواہب الرحمٰن، البرہان، المحیط، شرح

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

مجمع البحرین، مراقی الفلاح، درر البحار، غرر الافکار، البدائع، الملتقط، معراج الدرایۃ، الظہیریۃ،

النہایۃ وغیر ذلک۔

(السعایۃ ص ۲۱۸ جلد دوم و ص ۲۱۹، معارف السنن ص ۱۰۱ جلد ۳)

تنبیہ: بعض متاخرین حنفیہ نے "اشارہ بالمسبحۃ" کی نفی کی ہے اور یہ عذر کیا ہے کہ اشارہ کی کیفیت میں احادیث مضطرب ہیں۔ لیکن محققین احناف نے اسے رد کر دیا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں مستقل رسالے لکھے ہیں۔ بہرحال صحیح مرفوع احادیث سے اشارہ ثابت ہے اور اس پر ائمہ اربعہ متفق ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے ساتھ صاحبین بھی اس کے قائل ہیں۔ رہ گیا اشارہ کی کیفیت میں وارد روایات کا اختلاف و اضطراب، تو اس کا حل یہ ہے کہ صحیح احادیث سے اشارہ کی ثابت کیفیتیں اور صورتیں سب جائز ہیں۔ اضطراب وہاں مضر اور عمل سے مانع ہوتا ہے جہاں تطبیق و ترجیح وغیرہ ممکن نہ ہو۔ لیکن یہاں پر تطبیق ممکن ہے کہ تمام صورتیں جائز ہیں اور مختلف کیفیات مختلف اوقات پر محمول ہیں۔ علامہ قاری حنفی مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۸ جلد ۲ پر اشارہ کی مختلف کیفیات لکھ کر امام رافعی کا قول نقل کرتے ہیں۔

اَلْاَخْبَارُ وَرَدَتْ بِهَا جَمِيْعًا وَكَانَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يَصْنَعُ مَرَّةً هٰكَذَا وَمَرَّةً هٰكَذَا۔	یعنی اخبار و احادیث سے یہ سب صورتیں ثابت ہیں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس طرح عمل کرتے تھے اور کبھی اس طرح عمل کرتے تھے۔

تو جس طرح رفیعدین کی کیفیت میں روایات و احادیث کا اختلاف و اضطراب عمل سے مانع نہیں ہے اسی طرح یہ اختلاف بھی عمل سے مانع نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے بعض مکتوبات میں احادیث کے اختلاف کی بنا پر اشارہ کی نفی فرمائی ہے۔ لیکن آپ کے بعض صاحبزادوں اور آپ کے بعض

http://mujahid.xtgem.com

خلفاءؒ نے اشارہ کے ثبوت میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں اور پوری قوت سے اشارہ کو ثابت کیا ہے۔

اشارہ کے ثبوت میں مستقل رسالے تصنیف کرنے والے ائمہ احناف میں شارح مشکوٰۃ علامہ قاری حنفیؒ، شامیؒ، کنز العمال کے مصنف شیخ علی متقیؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادے شیخ محمد صادقؒ اور آپ کے دوسرے صاحبزادے شیخ محمد سعیدؒ بھی ہیں۔

نیز شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ شارح مشکوٰۃ، شیخ عبد اللہ سندھیؒ اور محقق ابن الہمامؒ شارح ہدایہ اشارہ کے قائل حضرات میں پیش پیش ہیں۔ اپنے دور کے عظیم محدث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں۔ اس مسئلہ میں لکھے گئے تقریباً تیس ۳۰ رسالے میری نظر میں آچکے ہیں۔

نوٹ: اس اہم مسئلہ کی تفصیل و تحقیق کے لئے مولانا عبد الحی لکھنویؒ کی السعایہ ص۲۱۵ تا ۲۲۱ جلد ۲ اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی معارف السنن شرح ترمذی ص ۹۷/ج۳ تا ص ۱۰۳/ج۳ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے ہتھیلی کھلی رکھے اشارہ کے وقت انگلیاں بند کرے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے:

(۲۸۹) اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوۃِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الَّتِیْ تَلِی الْاِبْهَامَ ۝ (مسلم ج ۱ ص ۲۱۶) — جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بیٹھتے تو اپنی دائیں ہتھیلی اپنی دائیں ران پر رکھتے اور اپنی تمام انگلیاں بند کرتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔

محقق ابن الہمامؒ فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۲۷۲ جلد اول میں فرماتے ہیں، دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا ران پر رکھنا اور انگلیاں بند کرنا بیک وقت ناممکن ہے تو ان میں تطبیق کی

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

صورت یہ ہے کہ پہلے ہتھیلی کو کھلا رکھے، پھر اشارہ کے وقت انگلیاں بند کر لے۔

(۳۹۰) حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ عن ابیہ عن جدہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُمْنٰی وَقَبَضَ اَصَابِعَہٗ وَبَسَطَ السَّبَّابَۃَ وَھُوَ یَقُوْلُ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔

(ترمذی کتاب الدعوات صفحہ ۱۶۸ جلد ۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا اور اپنی انگلیاں بند کر دیں اور شہادت کی انگلی کھول دی اور آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے: یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔ اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت اور مضبوط رکھ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ دعا تک انگلیوں کی بندش کی کیفیت کو برقرار رکھتے تھے

(السعایۃ صفحہ ۲۲۱ ج ۲)

اشارہ کے سوا انگلی کو کوئی اور حرکت نہ دے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۹۱) کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُشِیْرُ بِاِصْبَعِہٖ اِذَا دَعَا وَلَا یُحَرِّکُھَا۔

(ابوداؤد صفحہ ۱۴۹ ج ۱، باب الاشارۃ فی الصلوٰۃ، نسائی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے (تشہد پڑھتے) اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔

محدث نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

رواہ ابوداؤد باسناد صحیح

(شرح المہذب صفحہ ۴۵۴ ج ۳)

ابوداؤد نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

(۳۹۲) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَہٗ فَرَأَیْتُہٗ

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

یحرّک کہا۔ اُٹھائی تو میں نے آپکو دیکھا کہ آپ اُنگلی ہلا رہے تھے۔

(نسائی صفحہ ۱۸۷ جلد ۱، دارمی، مشکوٰۃ صفحہ ۸۵)

دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ تحریک سے اشارہ کی حرکت مراد ہے، کوئی دوسری حرکت مراد نہیں تو حرکت والی حدیث حرکتِ اشارہ پر محمول ہے اور نفی حرکت والی حدیث دوسری حرکت کی نفی پر محمول ہے۔ امام بیہقی نے یہی توجیہہ کی ہے۔ (بذل المجہود صفحہ ۱۲۷ جلد ۲)

آخری قعدہ میں دُرود شریف

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۳۹۳) إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (احزاب ۲۲ / ۵۶)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر دُرود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

(۳۹۴) حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو دُرود شریف کے ان الفاظ کی تعلیم دی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکی آل پر رحمت نازل فرما جیسا کہ آپ نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بیشک آپ تعریف کے مستحق اور بزرگ ہیں۔ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر برکت نازل فرما، جیسا کہ تُونے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر برکت نازل فرمائی، بے شک آپ حمد کے

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

(بخاری صـ ۴۷۷ جلد اول کتاب الانبیاء ... لائق اور بزرگ ہیں۔

ایضاً صـ ۹۴۰ جلد دوم باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، مشکوٰۃ صـ ۸۶)

یہ حدیث الفاظ کے معمولی اختلاف سے مسلم صـ ۱۷۵ جلد اوّل ، ابوداؤد ، نسائی وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

۳۹۵ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ ایک صحابی رض نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کیا۔

كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِيْ صَلَاتِنَا .... فَقَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اھ

جب ہم نماز میں آپ پر درود شریف پڑھنا چاہیں تو درود شریف کیسے پڑھیں آپ نے فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھنے لگو تو یوں کہو : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اھ

(صحیح ابن خزیمہ ، صحیح ابن حبان ، نصب الرایہ صـ ۴۲۶ ج ۱)

۳۹۶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

يَتَشَهَّدُ الرَّجُلُ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ۔

آدمی التحیات پڑھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ پھر اپنے لیے دعا کرے۔

(فتح الباری صـ ۲۶۶ ج ۲ ، شرح بخاری ، مستدرک حاکم و مصنف ابن ابی شیبہ اسنادہٗ صحیح۔)

ف : احادیث میں درود شریف کے مختلف الفاظ منقول ہیں مذکورہ بالا الفاظ بخاری مسلم کی روایات سے ثابت ہونے کی وجہ سے افضل ہیں۔ (زجاجۃ المصابیح صـ ۲۷۶ ج ۱)

نماز میں درود شریف کے بعد دعا

۳۹۷ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

http://mujahid.xtgem.com

دُعَاءً اَدْعُوْا بِهٖ فِیْ صَلٰوتِیْ قَالَ قُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ط

(بخاری ص۱۱۵ ج۱، مسلم ص۳۴۷ ج۲، مشکوٰۃ ص۸۷ و سنن اربعہ)

یارسول اللہ! مجھے ایسی دُعا تعلیم فرمایئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یوں کہو! اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ الخ کہ اے اللہ میں نے اپنی ذات پر بہت ظلم کیا، صرف تو ہی گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ تو اپنی طرف سے اور محض اپنے فضل وکرم سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بیشک تو ہی بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

ف: احادیث میں متعدد دعائیں منقول ہیں، سب درست ہیں۔

نماز کے آخر میں دائیں بائیں منہ پھیر کر سلام کہنا

(۳۹۸) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ كُنْتُ اَرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُسَلِّمُ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ یَسَارِهٖ حَتّٰی اَرٰی بَیَاضَ خَدِّهٖ

(مسلم ص۲۱۶ ج۱، مشکوٰۃ ص۸۷)۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرتا تھا کہ آپ اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے، یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھتا۔

(۳۹۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُسَلِّمُ عَنْ یَمِیْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰی یُرٰی بَیَاضُ خَدِّهِ الْاَیْمَنِ وَعَنْ یَسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ یہاں تک کہ آپ کے دائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جاتی اور اپنی بائیں طرف سلام پھیرتے اور فرماتے

http://mujahid.xtgem.com

يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْسَرِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ یہاں تک کہ آپ کے بائیں رُخسار کی سفیدی دیکھی جاتی ۔

(ابوداؤد ص۱۵۰ ج۱ باب فی السلام، نسائی، مشکوٰۃ ص۸۸)

یہ حدیث معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ ترمذی میں بھی ہے۔ امام ترمذیؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔

یہ حدیث ابنِ ماجہ میں حضرت عمّار بن یاسرؓ سے مروی ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری ص۱۲۴ جلد دوم شرح بخاری میں بیسؓ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لکھے ہیں، جن سے نماز کے آخر میں دو سلاموں کی احادیث مروی ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

فَهٰؤُلَاءِ عِشْرُوْنَ صَحَابِيًّا رَوَوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمُصَلِّيَ يُسَلِّمُ فِيْ اٰخِرِ صَلٰوتِهٖ تَسْلِيْمَتَيْنِ اھ

پس یہ بیسؓ صحابہؓ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ نمازی اپنی نماز کے آخر میں دو سلام کہے (اور دونوں طرف سلام بھی پھیرے۔)

ف: بعض مرفوع احادیث میں نماز کے آخر میں صرف ایک سلام کا ذکر آیا ہے۔ مذکورہ بالا متواتر المعنیٰ احادیث کے قرینہ سے اس کی توجیہ یہ ہے کہ ایک سلام قدرے بلند آواز سے کہا جاتا اور دوسرا معمولی آواز سے۔ تو دو سلام والی احادیث میں اصل واقعہ اور مسئلہ کا ذکر ہے اور ایک طرف سلام والی احادیث میں اختلافِ کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔ (معارف السنن ص۱۱۱ جلد۳)

نماز کے بعد مقتدیوں کیطرف متوجہ ہوکر بیٹھنا

حضرت سَمُرَۃ بن جُندُب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۰۰) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ لیتے تو اپنے رُخ انور کے ساتھ ہم پر متوجہ ہوتے۔

http://mujahid.xtgem.com

بِوَجْهِهٖ ۔ (بخاری ص ۱۱۷ ج ۱، باب یستقبل الامام الناس اذا سلم، مشکوٰۃ ص ۸۸)

یہ حدیث مسلم، ترمذی، نسائی میں بھی ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۳۵۲ ج ۲)

نماز کے بعد دُعا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۰۱) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَبَعْدَ الصَّلَوٰتِ الْمَكْتُوْبَاتِ ۔

عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! کون سی دُعا زیادہ مقبول ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد

(ترمذی ص ۱۸۸ ج ۲ وقال حسن، مشکوٰۃ ص ۱۰۹ باب التحریض علی قیام اللیل)

(۴۰۲) عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ اِنْحَرَفَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَدَعَا ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں. میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی جب آپؐ نے سلام پھیرا تو قبلہ سے منہ پھیرا اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کی۔

اسود عامری ابوداؤد کے راویوں میں سے ہے محدث ابن حبانؒ نے ان کو ثقہ اور لائق اعتماد راویوں میں شمار کیا ہے۔ (معارف السنن ص ۱۲۳ جلد ۳)

نماز کے بعد دُعا کی متعدد قوی حدیثیں مروی ہیں۔
مثلاً حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث، ابوداؤد ص ۲۲ ج ۱، نسائی وصححہ ابن حبان والحاکم
حضرت ابوبکرۃ رضؓ کی حدیث، نسائی ص ۱۹۸ ج ۱ و ص ۳۱۴ ج ۱۔ ترمذی، مسند امام احمد وصححہ الحاکم
حضرت زید بن ارقم رضؓ کی حدیث، ابوداؤد ص ۲۱۸ ج ۱ حضرت صہیب رضؓ کی حدیث نسائی وصححہ ابن حبان

(نیل الاوطار ج ۲ ص ۳۱۲)

ہاتھ اُٹھانا دُعا کے آداب میں سے ہے

حضرت ابن عباس رضؓ کی مرفوع حدیث ہے،

(۴۰۳) سَلُوا اللهَ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْئَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اپنی ہتھیلیوں کو سامنے کر کے دُعا کرو، ہاتھ اُلٹے کر کے دُعا نہ کرو، اور جب دُعا کر چکو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو۔

http://mujahid.xtgem.com

(ابوداؤد صـ۲۱۶ جلد اول، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صـ۱۹۸)

(۴۰۴) حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ أَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارا رب بہت باحیا ہے جب بندہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے حیا کرتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی لٹا دے۔"

(ابوداؤد صـ۲۱۶ جلد اول، ترمذی صـ۱۹۵ ج۲، مشکوٰۃ صـ۱۹۵)

(۴۰۵) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں اپنے ہاتھ اٹھاتے تو ان کو اپنے چہرے پر پھیرنے سے پہلے نیچے نہ رکھتے۔

(ترمذی صـ۱۷۶ جلد دوم، مشکوٰۃ صـ۱۹۵)۔

(۴۰۶) امام زہری رحؒ کی مرسل روایت ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ صَدْرِهٖ فِي الدُّعَاءِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے تک اٹھاتے تھے پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

(مسند عبدالرزاق صـ۲۴۷ جلد دوم)

ف: نماز کے بعد دعا کرنا بالاتفاق مستحب ہے، محدث نووی شافعیؒ شرح المہذب صـ۴۸۸ جلد۳ پر لکھتے ہیں:

قَدْ ذَكَرْنَا اِسْتِحْبَابَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ لِلْإِمَامِ

ہم نے امام اور مقتدی اور منفرد کے لئے دعا و ذکر کا استحباب ذکر کیا ہے اور وہ

http://mujahid.xtgem.com

وَالْمَامُوْمِ وَالْمُنْفَرِدِ وَهُوَ مُسْتَحَبٌّ عَقِبَ كُلِّ الصَّلٰوَاتِ بِلَا خِلَافٍ۔ — بالاتفاق تمام نمازوں کے بعد مستحب ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے بعد دعاء کے ثبوت کے لئے صحیح بخاری صفحہ ۹۳۷ ج ۲ میں مستقل باب قائم کیا ہے۔

"بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ" (نماز کے بعد دعا کا باب) اس کی شرح میں حافظ ابن حجر شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس عنوان سے امام بخاریؒ کا مقصد ان لوگوں پر رد کرنا ہے جو نماز کے بعد دعا کی مشروعیت کے قائل نہیں۔"

"وَفِي هٰذِهِ التَّرْجَمَةِ رَدٌّ عَلٰى مَنْ زَعَمَ اَنَّ الدُّعَاءَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ لَا يُشْرَعُ اھ (فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۱۱۳ ج ۱۱)

چند ابواب کے بعد امام بخاریؒ نے دوسرا عنوان قائم کیا ہے "بَابُ رَفْعِ الْاَيْدِيْ فِي الدُّعَاءِ" (دعا میں ہاتھ اٹھانا) اور اس میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے ثبوت میں احادیث ذکر کی ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے مذکورہ بالا دونوں ابواب کے تحت دعا بعد نماز کا مسئلہ احادیث کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور جمہور کے مسلک کی بھرپور تائید کی ہے۔

نماز کے بعد دعا کے ثبوت میں بہت سی احادیث منقول ہیں۔

حافظ ابن القیم حنبلیؒ نے "زاد المعاد" میں جمہور سے اختلاف کرتے ہوئے نماز کے بعد متصل دعا کا انکار کیا ہے۔ علامہ موصوف کے ہاں سلام کے بعد اوراد و اذکار مسنونہ ادا کئے جائیں ان کے بعد دعا کرنی درست ہے۔

حافظ ابن حجرؒ شارح بخاری نے احادیث کی روشنی میں حافظ ابن القیمؒ کے موقف کی تردید کی ہے۔ (فتح الباری صـ ۱۱۳ جلد ۱۱، و صـ ۱۲۱، ۱۹۱ جلد ۱۱)

غیر مقلدین کے رہنما علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری بھی اس مسئلہ میں جمہور کے ہمنوا ہیں اور

http://mujahid.xtgem.com

(ترمذی ص۶۲ ج۱، مشکوٰۃ ص۸۶) والسلام پر درود بھیجیے۔

محققین محدثین فرماتے ہیں یہ حدیث مرفوع حکمی ہے۔ (مرقات ص۳۴۸ ج۲)

بعض علماء فرماتے ہیں، دعا کے اوّل و آخر دونوں طرف درود شریف پڑھا جائے اس میں دعا کی مقبولیت کی زیادہ توقع ہے۔

مسجد میں نماز باجماعت کا اہتمام

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۲۱۰) وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ (البقرہ ۴۳/۲)

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

رکوع سے مراد نماز ہے یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ (تفسیر روح المعانی ص۲۴۸ ج۱)

(۲۱۱) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيمَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَأُحَرِّقَ عَلَى مَنْ لَا يَخْرُجُ إِلَى الصَّلٰوةِ بَعْدُ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اقامت کہے پھر میں کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے اور میں آگ کے شعلے لے کر اس شخص کو جلا دوں (جو اذان کے بعد بھی) نماز کی طرف نہیں نکلتا۔

(بخاری ص۸۹ جلد اوّل و مسلم ص۲۳۲ جلد اوّل)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی شدید دھمکی وجوبِ جماعت کی واضح دلیل ہے۔ باقی آپ نے تارکینِ جماعت کو یہ سزا کیوں نہیں دی؟ اور ارادہ کو عملی جامہ کیوں نہیں پہنایا؟ اس کا جواب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری حدیث میں ہے، وہ یہ ہے۔

(۲۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا مَا فِي الْبُيُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّيَّةِ اَقَمْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ وَاَمَرْتُ فِتْيَانِي يُحَرِّقُوْنَ مَا فِي الْبُيُوْتِ بِالنَّارِ ۝

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نمازِ عشاء قائم کرتا اور اپنے نوجوانوں کو حکم دیتا کہ وہ آگ سے ان گھروں کو جلا کر رکھ دیں۔ (جن کے باشندے جماعت سے نماز نہیں پڑھتے)

(مسند امام احمد ص۳۶۷ ج۲، مشکوٰۃ ص۹۷)

(۱۴۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً ۝

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ فوقیت رکھتی ہے۔

(بخاری ص۸۹ جلد اول و مسلم ص۲۳۱ ج۱، مشکوٰۃ ص۹۵)

امامت کا معیار

نماز باجماعت کی امامت ایک اہم دینی منصب ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے وصال کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہمیشہ امامت نماز کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ یہ بلند منصب دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کی نیابت و خلافت ہے۔

(۱۴۴) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص قوم کا امام بنے جو سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والا ہو اور اگر قراءتِ قرآن میں سب برابر ہوں تو پھر سنّت کا

http://mujahid.xtgem.com

...السُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا. (الحدیث)

زیادہ علم رکھنے والا ہو اور اگر علم سنت میں سب برابر ہوں تو پھر ہجرت میں سب سے مقدم اور اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو زیادہ عمر والا امامت کرے۔

(مسلم ص ۲۳۶ جلد اول، مشکوٰۃ ص۱۰۰ باب الامامۃ)

وفی مسلم فَأَقْدَمُهُمْ إِسْلَامًا۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو سب سے زیادہ قدیم الاسلام امامت کرے۔

حاصل یہ ہے کہ کتاب و سنت کے علم، عمل، تقویٰ، محاسنِ اخلاق اور دینی خدمات میں جو سب سے ممتاز ہو وہی اس اہم منصب کے لئے لائق ترجیح ہوگا۔

صفوں کو برابر رکھنے کی اہمیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ. (بخاری ص۱۰۰ مسلم ص۱۸۲ جلد ۱، مشکوٰۃ ص ۹۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی صفوں کو برابر کیا کرو، کیونکہ صفوں کو برابر رکھنا اقامتِ صلوٰۃ کا جزو ہے۔

صحیح مسلم میں "مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ" کا لفظ ہے کہ صفوں کو برابر رکھنا کمالِ نماز ہے۔

صفِ اول کی فضیلت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

http://mujahid.xtgem.com

وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلَی الثَّانِیْ قَالَ وَعَلَی الثَّانِیْ۔

(مسند امام احمد ج۵ ص۲۶۲، مشکوٰۃ ص۹۸)

بے شک اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی دُعا کرتے ہیں پہلی صف کے لئے، صحابہؓ نے عرض کیا اور دوسری صف کے لئے بھی، آپ نے فرمایا، بلا ریب اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی دُعا کرتے ہیں، صفِ اوّل کے لئے صحابہؓ نے عرض کیا اور دوسری صف کے لئے۔ آپؐ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اسکے فرشتے دُعا رحمت کرتے ہیں پہلی صف کے لئے، صحابہؓ عرض کیا اور دوسری صف کے لیے بھی آپ نے فرمایا اور دوسری صف کے لئے بھی۔

تو آپؐ نے تین دفعہ صفِ اوّل کی فضیلت ارشاد فرمائی، چوتھی مرتبہ دوسری صف کا درجہ ارشاد فرمایا۔

(۴۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ النَّاسَ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَهِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَهَمُوْا۔

(ترمذی ج۱ ص۳۱ ما جاء فی فضل الصف الاول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر لوگ اس اجر و ثواب کو جان لیں جو اذان دینے اور صفِ اوّل میں نماز پڑھنے کا ہے پھر بجز قرعہ اندازی کے اور کوئی صورت اُسے حاصل کرنے کی نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

تکبیرِ اُولیٰ پانے کی فضیلت

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۲۱۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص چالیس دن تک جماعت سے اس طرح نماز پڑھتا رہے کہ تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہو، تو اُس کے لئے دو براتیں لکھ دی جاتی ہیں، ایک دوزخ کی آگ سے، دوسری نفاق سے۔

(ترمذی صہ۳۳ جلد اول، باب فی فضل التکبیرۃ الاولیٰ)

ف: اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی عملِ خیر کی چالیس دن تک پابندی خاص تاثیر رکھتی ہے۔

عورت کی نماز گھر میں افضل ہے

حضرت عبداللہ بن مَسعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرفُوع حدیث ہے۔

(۲۱۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْمَرْاَۃِ فِیْ بَیْتِہَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِہَا فِیْ حُجْرَتِہَا وَصَلٰوتُہَا فِیْ مُخْدَعِہَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِہَا فِیْ بَیْتِہَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کے کوٹھے والی نماز اسکی صحن والی نماز سے بہتر ہے اور اس کی اندر کی کوٹھری والی نماز اس کے کوٹھے والی نماز سے بہتر ہے۔

(ابوداؤد صہ۹۱ جلد اول، باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد، مشکوٰۃ صہ۹۶)

ف: مقصد یہ ہے کہ عورت کی نماز زیادہ سے زیادہ پردہ میں اور گھر کی چار دیواری میں افضل ہے۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

نمازِ وتر واجب ہے،

حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

(۲۲۰م) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا۔ (ابوداؤد ص۲۰۸ جلد اول، مشکوٰۃ ص۱۱۳)

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا نمازِ وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (یہ ارشاد آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا)

امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (فتح القدیر ص۳۷۱ ج۱، نصب الرایہ ص۱۱۲ ج۲)

تشدید و وعید کا یہ عنوان وجوبِ وتر پر دال ہے۔

(۲۲۱م) حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نمازِ وتر ہر مسلمان پر حق ہے۔

(ابوداؤد ص۲۰۸ ج۱، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۱۱۲)

(۲۲۲م) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا۔ (مسلم ص۲۵۸ ج۱، سُنن اربعہ، مشکوٰۃ ص۱۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح سے پہلے وتر ادا کرو۔

(۲۲۳م) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْتِرُوْا يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قرآن کو ماننے والو وتر ادا کرو۔

(ترمذی ص۶۱ ج۱، مشکوٰۃ ص۱۱۲، ابوداؤد ص۲۰۷ ج۱، نسائی ص۲۴۶)

http://mujahid.xtgem.com

ان حدیثوں میں امر کا صیغہ ہے اور مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے۔

وتر کی قضا لازم ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِہٖ اَوْ نَسِیَہٗ فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَ وَاِذَا اسْتَیْقَظَ ۔ (ترمذی صہ ۶۱ جلد اول، ابوداؤد صہ ۲۰۱ جلد اول، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص نماز وتر سے سو جائے یا اسے بھول جائے تو جب یاد آئے یا بیدار ہو ضرور پڑھے۔

ف: اس حدیث سے واضح ہوا کہ نمازِ وتر کی قضا واجب اور ضروری ہے۔ اور وجوبِ قضا وجوبِ ادا کی فرع ہے۔ (اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک صہ ۴۳۲ ج ۱)

نمازِ وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲۵) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ یَقْرَأُ فِی الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ بِقُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَلَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِهِنَّ ۔ (نسائی صہ ۲۴۸ جلد اول، سند حسن)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اور صرف آخری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲۶) یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں چار رکعت پڑھتے ان کے حسن وطول کا کیا کہنا،

http://mujahid.xtgem.com

أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا۔

پھر چار رکعت پڑھتے، ان کے حسن وطول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیے، پھر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(بخاری ص۱۵۴ ج۱، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان، مسلم ص۲۵۴ ج۱ باب صلوٰۃ اللیل)

ف: اس حدیث کا متبادر مفہوم یہ ہے کہ یہ تین رکعت نمازِ وتر کی تھیں اور ایک سلام سے تھیں، چنانچہ امام نسائی نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے: باب کیف الوتر بثلاث" (نسائی ص۲۴۸ جلد اول)

(۴۲۷) اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مرفوع حدیث لائے ہیں۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

اس سے واضح ہوا کہ محدث نسائیؒ کے ہاں حضرت عائشہؓ کی مذکورہ بالا بخاری ومسلم والی حدیث میں نمازِ وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ مراد ہے۔

(۴۲۸) حضرت عائشہؓ کی تیسری مرفوع حدیث ہے۔

ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا یَفْصِلُ بَیْنَهُنَّ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر پڑھے ان میں سلام سے فصل نہیں کیا۔ (یعنی دوسری رکعت پر سلام نہیں پھیرا)۔

(مسند امام احمدؒ ص۱۵۶ جلد۶)

(۴۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چوتھی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے، صرف ان کے آخر میں

http://mujahid.xtgem.com

لَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِ ھِنَّ ۔ سلام پھیرتے تھے ۔

(مستدرک حاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین)

(۴۳۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت

(مسلم صہ ۲۶۱ جلد اول) وتر پڑھے ۔

(۴۳۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے ۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِى الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَ فِى الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِى الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ (نسائی صہ ۲۴۹ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے ۔ پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری رکعت میں قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے ۔

(۴۳۲) حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

اِنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرَ فَقَرَأَ فِى الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَ فِى الثَّانِيَةِ قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِى الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔

(نسائی صہ ۲۵۱ جلد اول ، مسند امام احمدؒ طحاوی صہ ۱۴۲ جلد اول سند صحیح)

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وتر کی نماز پڑھی تو آپ نے وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری رکعت میں قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی ۔

(۴۳۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

http://mujahid.xtgem.com

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ ۝ — رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

(ترمذی ص۶۱ جلد اول باب ما جاء فی الوتر بثلاث مسند احمد ص۸۹ جلد اول)

(۴۳۴) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔

وَ رَأَيْنَا أُنَاسًا مُنْذُ أَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ ۝ — کہ جب سے ہم بالغ ہوئے اور ہوش سنبھالا ہم لوگوں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ تین رکعت وتر پڑھتے ہیں۔

(بخاری ص۱۳۵ جلد اول)

اس صحیح حدیث سے واضح ہوا کہ قاسم بن محمد تابعیؒ کے سامنے صحابہؓ و تابعین تمام اہلِ اسلام نمازِ وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(۴۳۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى أَنَّ الْوِتْرَ ثَلٰثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ۔ — اہلِ اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ نمازِ وتر تین رکعت ہے ان کی صرف آخری رکعت میں سلام ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص۲۹۴ جلد۲، نصب الرایہ ص۱۲۲ جلد اول)

ف: وتر کا لغوی معنی ہے "طاق" نمازِ تہجد، اصطلاحی وتر شامل کرنے سے طاق بن جاتی ہے۔ اس لئے بعض احادیث میں صلوٰۃ اللیل اور نمازِ تہجد پر بھی وتر کا لفظ بولا گیا ہے۔

(۴۳۶) حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ قَالَتْ بِأَرْبَعٍ وَ ثَلَاثٍ وَ سِتٍّ وَ ثَلَاثٍ وَ ثَمَانٍ وَ ثَلَاثٍ وَ عَشْرٍ — میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعت وتر پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا۔ چار اور تین رکعت، چھ اور تین رکعت، آٹھ اور تین

http://mujahid.xtgem.com

وَ ثَلَاثٍ ۔ (مسند امام احمدؒ سند حسنؒ) رکعت، دس اور تین رکعت۔

(ابوداؤد ص۲۰۳ ج۱، مشکوٰۃ ص ۱۱۲)

ف: اس حدیث سے واضح ہوا کہ اصطلاحی وتر تو ہمیشہ تین رکعت رہے اس کے ساتھ نمازِ تہجد کی رکعتیں کم وبیش پڑھی جاتی تھیں، چار، چھ، آٹھ، دس اور یہ بھی واضح ہوا کہ وتر کا اطلاق مطلق نمازِ تہجد پر بھی کیا جاتا تھا۔

ف: ایک رکعت ملانے سے ہی نماز کا دوگانہ وتر بنتا ہے۔ اس لئے بعض روایات میں ایک رکعت پر بھی وتر کا اطلاق ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت جس دوگانہ سے ملے گی، اسے وتر (طاق) بنادے گی۔

چنانچہ بخاری صفحہ ۱۳۵ جلد اول ابواب الوتر اور مسلم ص ۲۵۷ جلد اول میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۳۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رات کی نماز (تہجد) دوگانہ دوگانہ ہے پس تم میں سے کوئی ایک طلوع صبح کا اندیشہ کرے تو ایک رکعت پڑھے وہ ایک رکعت اس کے لئے اس پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنادیگی۔

الحاصل صلوٰۃ اللیل یا ایک رکعت پر وتر کا اطلاق لغوی معنی کے لحاظ سے ہے یا مجازاً ہے، اصلاحی نمازِ وتر تین رکعت ایک سلام" سے ہے، جیسا کہ متعدد صحیح احادیث مرفوعہ سے ثابت ہو چکا ہے۔

بالخصوص حضرت حسن بصری تابعیؒ نے تو اس پر اپنے زمانے کے اہلِ اسلام کا اجماع نقل کیا ہے، جس کا حوالہ ابھی گزر رہا ہے۔

ف: تین رکعت وتر پر دلالت کرنے والی حدیثیں تیسؒ سے زائد ہیں جنکی تفصیل

http://mujahid.xtgem.com

اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ طبع ملتان صـ ۴۴۴، ۴۳۵ جلداول پر درج ہے۔

نماز وتر میں دعا قنوت دائمی ہے اور رکوع سے پہلے ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۳۸) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ .... وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے..
...... اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(نسائی صـ ۲۴۸ جلداول، ابن ماجہ بسند صحیح)

(۴۳۹) حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانُوْا یَقْنُتُوْنَ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّکُوْعِ ٥

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۳۰۲ جلد۲)

اسکی سند حسن ہے۔ (الدرایۃ لابن حجرؒ صـ ۱۹۴ جلداول)

(۴۴۰) حضرت اسود تابعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عمل ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔ اِنَّہٗ کَانَ یَقْرَأُ فِیْ اٰخِرِ رَکْعَۃٍ مِّنَ الْوِتْرِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ثُمَّ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فَیَقْنُتُ قَبْلَ الرَّکْعَۃِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وتر کی آخری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے تھے پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پس رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(رواہ الامام البخاری فی جزء رفع الیدین بسند صحیح)۔

(۴۴۱) نیز وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنے کی مرفوع حدیث حضرت ابن عباسؓ سے

http://mujahid.xtgem.com

حِلیۃ ابُونُعیم میں (۴۴۲) اور حضرت ابن عمر رضؓ سے طبرانی میں بھی مَروی ہے، جن کی تفصیل نصب الرایہ صہ ۱۲۴ جلد دوم الدرایہ صہ ۱۹۴ جلد اول میں ہے۔

ف : بعض احادیث میں رکوع کے بعد قنوت کا ذکر آیا ہے تو اس کا محمل قنوتِ نازلہ ہے جو کسی اہم حادثہ و مصیبت کے وقت رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے جیسا کہ حضرت انس رضؓ کی دَرجِ ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(۴۴۳) حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلٰوةِ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا إِنَّهٗ كَانَ بَعَثَ أُنَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا فَأُصِيْبُوْا فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ۔

مَیں نے حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے نماز میں قنوت کے بارے میں پوچھا کہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں حضرت انسؓ نے فرمایا رکوع سے پہلے ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی۔ آپؐ نے ستّر قاری اور عالم تبلیغ کے لیے بھیجے تھے جو شہید کر دیئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار پر بددعا کے لئے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قنوت (نازلہ) پڑھی۔

(صحیح بخاری صہ ۱۳۶ جلد اول باب القنوت قبل الرکوع وبعدہٗ، ومسلم ۲۳۷/۱ مشکوٰۃ صہ ۱۱۳)

دُعاءِ قنوت کے الفاظ

(۴۴۴) اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تیری بخشش چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری

http://mujahid.xtgem.com

وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ	خوبیاں بیان کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے
وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ	ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور علیحدہ رہتے
اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي	ہیں اور چھوڑتے ہیں ہم اس کو جو تیری نازمانی
وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ	کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے
وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ	ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور
إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ	سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے
	ہیں اور خدمت کرتے ہیں اور تیری رحمت کی
	امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے
	ہیں تحقیق تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

یہ دُعاء قنوت معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ کے متعدد آثار میں مفصل طور پر مروی ہے جن کے مجموعے سے یہ مکمل دُعا ثابت ہے۔

ان آثار کی تفصیل مصنف ابن ابی شیبۃ صد ۳۰۱، ۳۱۴، ۳۱۵ جلد ۲ اور مسند عبدالرزاق صد ۱۱۰ تا ۱۱۴ جلد ۳ میں ملاحظہ ہو۔

واضح رہے کہ محدث ابن ابی شیبۃؒ المتوفی ۲۳۵ھ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے شیخ و استاذ ہیں اور محدث عبدالرزاقؒ المتوفی ۲۱۱ھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ و استاذ ہیں۔

مفسر و محدث علامہ سیوطیؒ شافعی لکھتے ہیں، یہ دُعا دراصل قرآن مجید کی دو سورتیں تھیں، ایک سورۃ الخلع دوسری سورۃ الحفد، جن کی قرآنی حیثیت منسوخ کر دی گئی۔

(الاتقان صد ۲۶ جلد ۲)

اب دُعا کی حیثیت سے یہ پڑھی جاتی ہیں، حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علیؓ، حضرت

http://mujahid.xtgem.com

عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ دُعا ثابت ہے، حضرت انس بن مالکؓ نے وتروں میں اس کے پڑھنے کا حکم دیا تھا، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابو موسیٰؓ کے مصاحف میں بھی یہ دُعا درج تھی۔ (تفسیر در منثور للسیوطیؒ ص ۴۲۱ جلد ۶)

مفسر سیوطیؒ نے اپنی تفسیر در منثور کے آخر میں سورۃ والناس کی تفسیر لکھ کر یہ عنوان قائم کیا ہے: "ذِكْرُ مَا وَرَدَ فِي سُورَةِ الْخَلْعِ وَسُورَةِ الْحَفْدِ" (یعنی ان آثار کا ذکر جو سورۃ الخلع اَللّٰهُمَّ نَسْتَعِيْنُكَ الخ اور سورۃ الحفد اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ الخ کے بارے میں وارد ہیں) اس کے تحت تقریباً ڈیڑھ صفحے میں مذکورہ بالا قنوت کے الفاظ کو مجمل طور پر آثارِ صحابہؓ سے ثابت کیا ہے اور دلائل سے بتلایا ہے کہ یہ دُعا متعدد صحابہ کرامؓ کے مصاحف میں درج تھی، علامہ سیوطیؒ کی بحث کے جستہ جستہ الفاظ یہ ہیں۔

(۱) حضرت حمّاد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

قَرَأْنَا فِي مُصْحَفِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ - اھ

ہم نے حضرت ابی بن کعبؓ کے مصحف میں یہ دُعا پڑھی ہے اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اھ

(۲) حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ السُّوْرَةِ الثَّانِيَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ اھ

میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ دوسری سورت کی قراءت سے فارغ ہوئے تو یہ دُعا پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اھ

(۳) وَفِي مُصْحَفِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قِرَاءَةُ أُبَيٍّؓ وَأَبِي مُوْسٰىؓ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مصحف میں حضرت ابی بن کعبؓ و حضرت ابو موسیٰؓ کی قراءت تھی اس میں تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ

http://mujahid.xtgem.com

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اه | الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اه

(۴) حضرت اَبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضؓ عَنِ الْكَلَامِ فِي الْقُنُوْتِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اه

میں نے حضرت اَنَس رضؓ سے قنوت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اه

(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَنَتَ بِهَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ الخ وَاَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ اه

حضرت عمر بن الخطاب رضؓ نے ان دو سورتوں کو بطور قنوت پڑھا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ اه وَاَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ اه

(اخرجہ محمد بن النصرؒ)

(۶) حضرت خالد بن ابی عمران رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان الفاظ میں قنوتِ نازلہ کی تعلیم دی۔

ثُمَّ عَلَّمَهُ هٰذَا الْقُنُوْتَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ الخ

(اخرجہ البیہقی صـ۲۱۰ جـ۲ مرسلاً، مراسیل ابو داؤد، نصب الرایۃ صـ۱۳۶ جلد۲، التلخیص الجبیر مع شرح المہذب صـ ۲۵۱ جلد۴)۔

قنوت اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ

(۷) وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضؓ صَحِيْحًا مَوْصُوْلًا ۝

وَنَسْتَغْفِرُكَ اه حضرت عمر بن الخطابؓ سے صحیح متصل سند سے مروی اور منقول ہے۔

(بیہقی صـ ۲۱۰ جلد۲، التلخیص الجبیر مع شرح المہذب صـ ۲۵۰ جلد۴)

(۸) حضرت عُبَید بن عُمَیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نمازِ فجر میں یہ قنوت پڑھی۔

http://mujahid.xtgem.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ اھ

(مصنف ابن ابی شیبۃ صـ ۳۱۴ جلد ۲، محمد بن نصر، سنن بیہقی)

(۹) حضرت عبدالملک بن سوید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَلِیًّا قَنَتَ فِی الْفَجْرِ بِھَاتَیْنِ السُّوْرَتَیْنِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ (مصنف ابن ابی شیبۃ صـ ۳۱۴ جـ ۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز فجر میں ان دو سورتوں (اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ) کے ساتھ قنوت پڑھی۔

ف: اگرچہ ان روایتوں میں قنوتِ نازلہ کا بیان ہے تاہم اس سے واضح ہوتا ہے کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اکثر قنوت میں یہ دعا پڑھتے تھے لہٰذا یہ دعا افضل ہے۔

(۱۰) حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فِیْ قِرَاءَۃِ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت میں یہ دعا تھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ

(اخرجہ ابن ابی شیبۃ صـ ۳۱۴ جلد ۲ و محمد بن نصر)

(۱۱) ابوعبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں۔

اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ کَانَ یُقْرِئُھُمْ اِیَّاھَا وَیَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُقْرِئُھُمْ اِیَّاھَا۔

(اخرجہ محمد بن نصر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں (ابوعبدالرحمٰن وغیرہ) کو قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ پڑھاتے تھے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی دعا پڑھاتے تھے۔

(۱۲) حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یَجْعَلُوْا

حضرت سفیان رحمہ اللہ کے دور کے علماء قنوت وتر

http://mujahid.xtgem.com

فِي قُنُوْتِ الْوِتْرِ هَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ اھ — میں ان دو سورتوں کے پڑھنے کو مستحب سمجھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ الخ

(اخرجہ محمد بن نصر)

(۱۳) حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ السُّوْرَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ الخ — کہ نمازی وتروں میں یہ دو سورتیں بطور قنوت پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ الخ

(انتہی ما فی الدر المنثور ج۶ ص۴۲۲ تا ص۴۲۲ ملخصاً مع زیادۃ ما، معارف السنن شرح الترمذی ج۴ ص۲۴)

(۱۴) علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ بدایۃ المجتہد ج۱ ص۱۳۲ میں فرماتے ہیں۔

اِنَّهُ اِسْتَحَبَّ الْقُنُوْتَ مَالِكٌ بِاَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ الخ — حضرت امام مالکؒ نے بھی اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ الخ والی دعا کو افضل اور مستحب قرار دیا ہے۔

(معارف السنن ج۴ ص۲۴۵)

(۱۵) علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فقہ حنبلی کی معروف کتاب المغنی ج۱ ص۴۸۶ پر لکھتے ہیں

وَهُمَا سُوْرَتَانِ فِي مُصْحَفِ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ۔ — اور یہ دو سورتیں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ الخ اور اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ الخ حضرت اُبَیّ ابن کعبؓ کے مصحف میں تھیں۔

نیز لکھتے ہیں حضرت عمرؓ بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

سُنن و نوافل کا اہتمام

(۲۴۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے

http://mujahid.xtgem.com

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهٖ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰى ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ الزَّكٰوةُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰى حَسَبِ ذٰلِكَ۔ (ترمذی ص ۵۵ ج ۱، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۱۱۷ باب صلوٰۃ التسبیح)

کے اعمال میں سے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر نماز دُرست نکلی تو بندہ کامیاب ہوا اور اگر وہ خراب نکلی تو بندہ ناکام ہوا۔ اگر اس کے فرض میں سے کوئی چیز ناقص ہوئی تو حق تعالےٰ فرمائیں گے دیکھو میرے بندہ کی کوئی نفل ہے، تو ان نوافل سے فرض کی کمی پوری کی جائے گی، پھر باقی اعمال بھی اسی طرح ہوں گے، ایک روایت میں ہے پھر زکوٰۃ کا حساب اسی طرح ہوگا، پھر تمام اعمال کا حساب اسی طرح ہوگا۔

(۴۴۶) حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ۔ (ترمذی ص ۵۶ ج ۱، نسائی، مشکوٰۃ باب السنن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن رات میں بارہ رکعت (سنّت) پڑھے اس کے لئے جنّت میں ایک گھر بنایا جائے گا چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعات مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت، نمازِ فجر سے پہلے

(۴۴۷) اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی ترمذی صفحہ ۵۵ جلد اول میں مروی ہے۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

ف : احادیث و آثار سے جس قدر سُنن و نوافل ثابت ہیں، وہ سب اہتمام سے ادا کرنی چاہئیں خصوصاً نمازِ تہجد، اشراق، چاشت، نمازِ حاجت، نمازِ توبہ، اوابین، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، نمازِ استخارہ، نمازِ تسبیح وغیرہ۔

نمازِ تراویح

نمازِ تراویح کو احادیث میں قیامِ رمضان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللہُ علیہ وسلّم نے خود نمازِ تراویح کو سُنّت قرار دیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے۔

(۴۴۸) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ عَلَیْکُمْ وَ سَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَہٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان میں روزہ فرض قرار دیا ہے اور میں نے اس کے قیام (نمازِ تراویح) کو سُنّت قرار دیا ہے۔

(نسائی ص۳۰۸ ج۱ ابن ماجہ)

(۴۴۹) حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص ایمان و طلب ثواب کے جذبہ سے رمضان میں تراویح پڑھے، اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(مسلم ص۲۵۹ ج۱، بخاری، مشکوٰۃ ص۱۱۴)

(۴۵۰) حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرَغِّبُ فِیْ

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم قیامِ رمضان (نمازِ تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

http://mujahid.xtgem.com

قِیَامِ رَمَضَانَ ۔ (مسلم صہ ۲۵۹ جلد اول ، باب الترغیب فی قیام رمضان وھوالتراویح)

(۵۱م) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے ۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُرَغِّبُ النَّاسَ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ ۔ (نسائی صہ ۳۰۸ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نمازِ تراویح کی ترغیب دیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں ساری رات نماز و عبادت میں گزارتے تھے، بستر آپ کے آرام سے نا آشنا رہتا تھا۔

(۵۲م) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ لَمْ یَأْتِ فِرَاشَہٗ حَتّٰی یَنْسَلِخَ ۔ (بیہقی)

جب رمضان آتا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے، یہاں تک کہ ماہِ رمضان ختم ہو جاتا۔

تراویح کی جماعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تو پورے رمضان میں رات بھر نماز و عبادت میں مصروف رہتے تھے اور اُمت کو بھی قیامِ رمضان (تراویح) کی ترغیب فرماتے تھے۔ لیکن تراویح کی جماعت پر آپؐ نے مُداومت و مُواظبت نہیں فرمائی۔ آپؐ نے ترکِ مداومت کا یہ سبب ارشاد فرمایا کہ اس سے کہیں اُمت پر فرض نہ ہو جائے۔ آپؐ نے ایک ایک رات کے وقفہ سے تین راتیں (۲۳ - ۲۵ - ۲۷ رمضان) جماعت سے تراویح کی نماز پڑھائی، پہلی شب تہائی رات تک، دوسری شب آدھی رات تک اور تیسری شب صبح صادق کے قریب تک نمازِ تراویح پڑھاتے رہے، یہاں تک کہ صحابہ کرامؓ کو سحری کے فوت ہو جانے کا اندیشہ لاحق ہو گیا۔

(۵۳م) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم

http://mujahid.xtgem.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا .... فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا .... فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ نِسَائَهُ وَأَهْلَهُ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ مَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُورُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ۔

(ابوداؤد ص۲۰۲ ج۱، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص۱۱۴)

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے تو آپ نے مہینے کے کسی حصے میں بھی ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا، یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو ہمارے ساتھ قیام فرمایا (نماز تراویح پڑھی) یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی، جب چھٹی رات ہوئی تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا، پھر جب پانچویں رات ہوئی ..... تو آدھی رات تک ہمارے ساتھ قیام فرمایا، پس جب چوتھی رات ہوئی تو آپؐ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا، پھر جب تیسری رات ہوئی تو آپ نے اپنے گھروالوں اور لوگوں کو جمع کیا اور ہمارے ساتھ (طویل) قیام فرمایا، حتیٰ کہ ہمیں فلاح کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہونے لگا (راوی کہتا ہے) میں نے پوچھا کہ فلاح کیا ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا، فلاح سے سحری مراد ہے پھر مہینہ کے باقی حصہ میں آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔

(۲۵۴) حضرت عائشہؓ کی مرفوع حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تین راتیں تراویح کی نماز پڑھانے کا ذکر آیا ہے۔ اس کے بعد جماعت کی پابندی نہ فرمانے کے سلسلہ

http://mujahid.xtgem.com

میں آپؐ کا یہ ارشاد مروی ہے۔

لٰکِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَیْکُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا۔ (بخاری ص۲۶۹ ج۱، مسلم ص۲۵۹ ج۱)

لیکن مجھے اندیشہ ہوا کہ تراویح کی جماعت تم پر فرض نہ کر دی جائے، پھر تم اس سے عاجز ہو جاؤ۔

(۲۵۵) حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتیں تراویح کی جماعت کرائی، پھر اس کی پابندی ترک کرنے کا یہ سبب ارشاد فرمایا:

خَشِیْتُ اَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْکُمْ وَلَوْ کُتِبَ عَلَیْکُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ۔

مجھے ڈر لگا کہ تم پر فرض کر دی جائے اور اگر تم پر فرض کر دی گئی تو تم اسے نباہ نہیں سکو گے۔

(بخاری واللفظ للبخاری ص۱۰۸۲ ج۲ ومسلم، مشکوٰۃ ص۱۱۴)

(۲۵۶) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ بِاللَّیْلِ اَوْزَاعًا یَکُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ الشَّیْءُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَیَکُوْنُ مَعَهُ النَّفَرُ الْخَمْسَةُ اَوِ السِّتَّةُ وَاَقَلُّ مِنْ ذٰلِکَ وَاَکْثَرُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ اھ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں لوگ رمضان کی رات کو متفرق طور پر نماز پڑھتے تھے ایک آدمی کے پاس قرآن مجید کا کچھ حصہ (یاد) ہوتا تو پانچ یا چھ آدمی اور کم و بیش اس کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

(ابوداؤد وسکت علیہ ہو والمنذری، اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ ص۳۸۷ ج۱)

(۲۵۷) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عہد نبوت میں تراویح کی جماعت کراتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی تحسین و تصویب فرمائی تھی۔

http://mujahid.xtgem.com

ثعلبہ بن مالک القرظیؓ سے مروی ہے۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ فَرَأَی نَاسًا فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ یُصَلُّوْنَ فَقَالَ مَا یَصْنَعُ ھٰؤُلَاءِ قَالَ قَائِلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَیْسَ مَعَھُمُ الْقُرْاٰنُ وَاُبَیُّ ابْنُ کَعْبٍؓ یَقْرَأُ وَھُمْ مَعَہٗ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِہٖ قَالَ قَدْ اَحْسَنُوْا وَقَدْ اَصَابُوْا۔

حضرت ثعلبہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات رمضان مبارک میں گھر سے باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے ہیں، آپؐ نے دریافت فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ایک کہنے والے نے عرض کیا، کہ ان لوگوں کے پاس قرآن مجید (حفظ) نہیں ہے، یہ لوگ حضرت اُبی بن کعبؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا انہوں نے اچھا کیا اور درست کیا۔

(رواہ البیہقی فی المعرفۃ واسنادہ جید واخرجہ ایضاً فی السنن الکبریٰ بطرق اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ج۱ ص۲۸۶ (آثار السنن ص۲۴۲)

ف : آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں نزولِ وحی کا سلسلہ جاری تھا تراویح کی جماعت پر مداومت کرنے سے اس کے فرض ہوجانے کا اندیشہ تھا آپؐ نے صحابہ کرامؓ کے شدتِ اشتیاق کے باوجود جماعت تراویح کی پابندی سے عذر فرما دیا۔ آپؐ کے وصال کے بعد جب وحی کا مقدس سلسلہ منقطع ہوگیا، فرضیت کا اندیشہ نہ رہا تو حضرت عمرؓ جن کا علم، علمِ نبوت کا تتمہ تھا، (بخاری ج۱ ص۱۸ باب فضل العلم، وج۱ ص۵۲۰ مناقب عمرؓ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء پورا کرنے کے لئے تراویح باجماعت کا باقاعدہ انتظام فرمایا۔ حضرت ابی بن کعبؓ کو جماعت تراویح کا امام مقرر فرمایا۔

(۲۵۱) صحیح بخاری کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

فَجَمَعَھُمْ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ

حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت اُبی

http://mujahid.xtgem.com

کعبؓ۔ (بخاری ص ۲۶۹ ج ۱) ابن کعبؓ کی امامت پر اکٹھا کیا۔

تراویح کی بیس۲ رکعت

بطورِ تمہید عرض ہے کہ صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے براہِ راست تربیت یافتہ تھے، مزاج شناس وحی اور مزاج شناس نبوت تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے علم، عمل اور فہم دین پر کامل اعتماد تھا، قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص میں اس اعتماد کا اظہار و اعلان فرمایا گیا ہے۔

(۱۵۹) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ (التوبہ پ ۱۱ ع ۹)

اور جو مہاجرین وانصار (ایمان لانے میں) سبقت کرنے والے مقدم ہیں اور جن لوگوں نے اخلاص کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہیں۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ، مہاجرین وانصارؓ کی اتباع اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ (الفتح پ ۲۶ ع ۹)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپؐ کے ساتھی کفار پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں، اے مخاطب! آپ اُن کو رکوع وسجود میں دیکھیں گے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورضا کے طالب ہیں۔

---

۲ یہ مضمون آغاز میں بھی گزر چکا ہے۔ اہمیت کے پیشِ نظر اس کا تکرار گوارا کر لیجئے گا۔ منہ

http://mujahid.xtgem.com

یہ آیت کریمہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عبادت واخلاص اور پاکیزہ جذبات کی زبردست شہادت ہے۔

(۲۶۱) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا طریقہ لازم پکڑو، اس پر عمل کرو اور اسے ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

(ترمذی ص ۹۲ ج ۲، ابوداؤد ص ۲۸۷ ج ۲، باب فی لزوم السنۃ، ابن ماجہ، وقال الترمذی حدیث حسن صحیح، مشکوٰۃ ص ۲۹)

(۲۶۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنی مدت تمہارے ساتھ رہوں گا، میرے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنا۔

(ترمذی ص ۲۰۷ ج ۲، ابن ماجہ، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص ۵۶۰)

(۲۶۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان و دل پر حق رکھ دیا ہے۔

(ترمذی ص ۲۰۹ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۵۵۷)

http://mujahid.xtgem.com

یہ حدیث ابنِ عمرؓ کے علاوہ درج ذیل صحابہؓ سے بھی مروی ہے۔

(۴۶۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد اور مسند امام احمد میں (۴۶۵) حضرت ابوہریرہؓ سے مسند امام احمد، مستدرک حاکم اور مسند ابویعلیٰ میں (۴۶۶) حضرت بلال رضی اللہ عنہ و

(۴۶۷) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی میں۔

(اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک ج۱ ص۳۹۷)

(۴۶۸) حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ۔ (بخاری ج۱ ص۵۱۵ باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مسلم، مشکوٰۃ ص۵۵۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری اُمت کے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں (صحابہؓ) پھر وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں (تابعینؒ) پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں۔ (تبع تابعینؒ)

کتاب و سنت کی ان نصوص و ہدایات سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے راشدینؓ کے آثار بھی شرعی دلیل ہیں، ائمہ اربعہؒ اور جمہور علماء اسلام ہمیشہ صحابہؓ و تابعینؒ کے آثار سے بھی حسب ضرورت استدلال کرتے آئے ہیں، امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کے مختلف ابواب میں صحابہؓ و تابعینؒ وغیرہم کے ایک ہزار چھ سو آٹھ (۱۶۰۸) آثار بطور استدلال ذکر کئے ہیں۔ (فتح الباری شرح بخاری ج۱۳ ص۵۴۴، خاتمہ کتاب)

جس طرح ملکی قانون کی تشریح میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلے اور ان کے جج صاحبان کی تحقیقات و آراء اور اقوال ماتحت عدالتوں کے لئے تمام دُنیا میں حجت اور دلیل تسلیم کئے جاتے ہیں، اسی طرح قرآن و حدیث کی تشریح میں صحابہؓ و تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے آثار و اقوال بھی مذکورہ بالا کتاب و سنت کی نصوص و ہدایات کی بناء پر درجہ بدرجہ حجت اور دلیل ہیں۔ اس تمہید کے بعد اصل مسئلہ پر غور فرمائیے۔

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

کتاب وسنت کی بے شمار نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان باقی گیارہ مہینوں سے ممتاز ہے، یہ مبارک مہینہ عبادت کے لیے مخصوص ہے، اس کے دن روزہ وتلاوت میں اور اس کی راتیں نماز و دیگر عبادات میں گزاری جائیں، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مبارک ماہ میں شب بیداری فرمایا کرتے تھے۔ ساری رات نماز وعبادت میں مصروف رہتے تھے، آپ دوسروں کو بھی خصوصی اہتمام کے ساتھ قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب وتشویق فرمایا کرتے تھے۔ چند راتیں آپ نے تراویح کی جماعت بھی کرائی تھی۔ ایک رات تو سحری تک تراویح باجماعت میں گزار دی۔ لیکن اس اندیشہ سے تراویح کی جماعت کا التزام اور پابندی نہیں فرمائی گئی کہ امت پر فرض نہ کر دی جائے اور پھر امت اسے نباہ نہ سکے۔

آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور بہت ہی مختصر تھا، جو جہادی مصروفیات اور مسیلمہ کذاب جیسے فتنوں کے دبانے میں گزر گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو چھوٹے مسائل کی طرف التفات فرمانے کی فرصت ہی نہیں ملی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ابتدائی دور بھی انہی جیسے اہم مسائل کے حل میں صرف ہوا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب جہادی مہمات و مسائل سے قدرے فارغ ہوئے تو آپؓ نے تراویح جیسے مسائل کیطرف توجہ فرمائی اور ان کو حل کیا۔ آپؓ نے حضرت اُبی بن کعبؓ کو مسجد نبوی میں تراویح کا امام مقرر کیا۔ آپ کے مقدس عہد میں بیس رکعت تراویح باجماعت کا التزام اور اس پر دائمی عمل شروع ہوا۔ کسی صحابیؓ نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ گویا اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوا، آپ کے بعد حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی خلافت میں بھی مسلسل بیس تراویح پر عمل ہوتا رہا۔ صحابہؓ وتابعین کا مسلسل عمل بیس رکعت تراویح پر رہا۔ جسے ائمہ اربعہؒ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے بالاتفاق اختیار کیا۔ چودہ سو سال سے جمہور امت کا عمل بیس رکعت پر چلا آرہا ہے۔

اس تفصیل کے لئے درج ذیل شواہد ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۶۹) حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَكْعَةً۔

حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کے عہد خلافت میں لوگ (صحابہ رضؓ وتابعین رحؒ) ماہ رمضان میں بیس[۲۰] رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

(سنن کبریٰ بیہقی صـ۴۹۶ج۲، قال النووی الشافعیؒ فی شرح المهذب جـ۴ صـ۳۲ اسنادہٗ صحیح)

متعدد حفاظ محدثین کرامؒ نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے، علامہ نووی شافعیؒ نے اپنی کتاب "خلاصۃ" میں، محدث ابن العراقیؒ نے "شرح التقریب" میں، علامہ سیوطیؒ نے "المصابیح" میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(اوجز المسالک صـ۳۹۶ج۱، حاشیہ آثار السنن صـ۲۵۱)

(۷۰م) بیہقی کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

وَعَلٰی عَهْدِ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ مِثْلَهٗ۔ حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ کے عہد خلافت میں بھی عہد فاروقی کی طرح بیس[۲۰] رکعت پڑھی جاتی تھیں۔

(۷۱م) حضرت سائب بن یزید رضؓ کی دوسری حدیث ہے۔

قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ رضؓ بِعِشْرِیْنَ رَكْعَةً ۝

ہم حضرت عمر رضؓ کے زمانہ میں بیس[۲۰] رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

(اخرجه البیهقی فی معرفة الآثار والسنن)

محدث نووی شافعیؒ "خلاصۃ" میں فرماتے ہیں۔

اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ

اس کی سند صحیح ہے۔

(نصب الرایہ جـ۲ صـ۱۵۴)

(۷۲م) حضرت یزید بن رُوْمان تابعیؒ سے مروی ہے۔

كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ

حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کے زمانہ خلافت میں لوگ رمضان مبارک میں تئیس[۲۳] رکعت

http://mujahid.xtgem.com

بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ پڑھتے تھے۔

(بیہقی صـ ۴۹۶ جلد دوم، موطا امام مالکؒ صـ ۹۸ مرسل قوی)

محدث بیہقی شافعیؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان میں بیس۲۰ رکعت تراویح اور تین رکعت وتر تھے۔ (بیہقی ۴۹۶/۲)

(۴۷۳) حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ — حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس۲۰ رکعت پڑھائیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ ۳۹۳ جلد دوم، آثار السنن صـ ۲۵۳)

واضح رہے کہ محدث ابن ابی شیبہؒ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ۲/۶ لابن حجرؒ)

(۴۷۴) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّ عُمَرَ اَمَرَهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ — حضرت عمرؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ کو رمضان کی رات نماز پڑھانے کا حکم دیا تو حضرت ابی ابن کعبؓ نے لوگوں کو بیس۲۰ رکعت نماز پڑھائی

(کنز العمال صـ ۴۰۹ جلد ۸، اوجز المسالک صـ ۳۹۸ ج ۱، مسند ابن منیع)

(۴۷۵) حضرت محمد بن کعب قرظیؒ تابعی سے مروی ہے۔

كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ — لوگ حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانہ خلافت میں رمضان مبارک میں ۲۰ رکعت پڑھتے تھے۔

(قیام اللیل للمحدث محمد بن نصرؒ)

(۴۷۶) حضرت عبدالعزیز بن رفیع تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كَانَ اُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ يُّصَلِّيْ — حضرت ابی بن کعبؓ ماہِ رمضان میں مدینہ منورہ

http://mujahid.xtgem.com

نَّاسِ فِیْ رَمَضَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

میں لوگوں کو بیس۲۰ رکعت پڑھاتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۳ جلد دوم)

(۲۷۷) حضرت ابوعبدالرحمن السُّلَمِیؒ تابعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عمل نقل کرتے ہیں۔

دَعَا الْقُرَّاءَ فَاَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً

(بیہقی صہ ۴۹۶ جلد ۲)

حضرت علیؓ نے قرا کرام کو بلایا اور ان میں سے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان مبارک میں بیس۲۰ رکعت پڑھائے۔

(۲۷۸) حضرت ابوالحسناء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَلِیًّاؓ اَمَرَ رَجُلًا اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ (بیہقی صہ ۴۹۶ ج ۲، ابن ابی شیبۃ)

حضرت علیؓ نے ایک شخص کو مامور کیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحہ یعنی بیس۲۰ رکعت پڑھائے۔

(۲۷۹) حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ سے روایت ہے۔

اِنَّ عَلِیًّا اَمَرَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِهِمْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت پڑھائے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۳ ج ۲ فی نسخۃ)

(۲۸۰) حضرت حسن بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

اِنَّ اُبَیًّاؓ کَانَ یُصَلِّیْ بِهِمْ فِیْ رَمَضَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ صہ ۳۹۳ ج ۲)

حضرت اُبی بن کعبؓ مدینہ منورہ میں ماہِ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(۲۸۱) عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍؓ یُصَلِّیْ

حضرت زیدؒ تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ رمضان مبارک میں ہمیں نماز پڑھاتے

http://mujahid.xtgem.com

لنا فی شهر رمضان ...... قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعة ویوتر بثلاث ۔

تھے۔ زید کے شاگرد حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیس رکعت پڑھتے اور وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(قیام اللیل لمحمد بن نصرؒ، عمدۃ القاری شرح بخاری ص۱۲۷ ج۱۱)

(۴۸۲) عن عطاءٍ قال ادرکت الناس وهم یصلون ثلاثًا وعشرین رکعةً بالوتر۔

حضرت عطاء تابعیؒ فرماتے ہیں میں نے لوگوں (صحابہؓ و تابعینؒ) کو پایا کہ وہ وتر سمیت تیئیس۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص۳۹۳ ج۲ سند حسن۔ قیام اللیل لمحمد بن نصرؒ)

(۴۸۳) حضرت ابو الخصیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کان یؤمنا سوید بن غفلة فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعة ۔ (بیہقی ص۴۹۶ ج۲ سند حسن)

حضرت سوید بن غفلہؒ رمضان المبارک میں ہمارے امام بنتے تو بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

ف: حضرت سوید بن غفلہؒ خلفاء راشدینؓ کے تلمیذ خاص اور کبار تابعین میں سے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ص۲۷۸ ج۴)

(۴۸۴) حضرت نافع بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کان ابن ابی ملیکة یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعة۔

حضرت ابن ابی ملیکہؒ ماہ رمضان میں ہمیں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ، ص۳۹۳ جلد۲ سند صحیح)

؎ ان کا نام ونسب یہ ہے عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ مشہور تابعی ہیں۔ اسّی صحابہؓ کی زیارت و ملاقات کے شرف سے مشرف ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے علم حدیث حاصل کیا۔ (تہذیب التہذیب ص۳۰۶ جلد ۵)

http://mujahid.xtgem.com

(۴۸۵) حضرت سعید بن عُبَید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ عَلِیَّ بْنَ رَبِیْعَۃَ کَانَ یُصَلِّیْ بِھِمْ فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

حضرت علی بن ربیعہؓ لوگوں کو رمضان مبارک میں پانچ ترویحہ (بیس رکعت) پڑھاتے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۲ بسند صحیح)

(۴۸۶) حضرت شُتَیر بن شَکَل تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

اِنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

حضرت شُتَیر رح ماہِ رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔

(قیام اللیل بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ ج ۲)

(۴۸۷) حضرت ابو البختری رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

اِنَّہٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔

حضرت ابو البختری رح تابعی رمضان مبارک میں پانچ ترویحہ (بیس رکعت) پڑھتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ ج۲)

(۴۸۸) حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

اِنَّہٗ کَانَ یَؤُمُّ النَّاسَ فِیْ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

حضرت حارث رح ماہِ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۳ جلد۲)

۱؎ علی بن ربیعہ تابعیؒ ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور دیگر متعدد صحابہ کرامؓ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۲۰ جلد ۷)

۲؎ شُتَیر بن شَکَل تابعیؒ ہیں۔ حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے علم حاصل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص۳۱۱ جلد۴)

http://mujahid.xtgem.com

ف: ان احادیث و آثار کی تفصیل اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ ص۳۹۷ و ص۳۹۵ جلد اول و حاشیہ آثار السنن ص ۲۵۰ تا ۲۵۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خلفاء راشدین ثلثہؓ (حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ) کے مقدس عہد سے صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، اور تبع تابعینؒ کا متواتر و مسلسل عمل بیس۲۰ رکعت تراویح کا رہا ہے، ائمہ اربعہؒ ان کے متبعین اور جمہور علماء کا مسلک بھی یہی ہے۔ بعض محققین نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ امام ترمذی شافعیؒ اپنی جامع ترمذی "باب قیام شہر رمضان" کے عنوان کے تحت مسئلہ تراویح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَاَکْثَرُ اَھْلِ الْعِلْمِ عَلٰی مَا رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَعُمَرَ وَغَیْرِھِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ (ترمذی ج۱ ص۹۹)

اکثر اہل علم بیس۲۰ رکعت تراویح پر قائم ہیں جو حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں

علامہ عینی حنفیؒ عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۲۷ جلد ۱۱ پر بیس۲۰ رکعت تراویح کے متعلق امام ترمذیؒ کا مذکور تذکرہ نقل کر کے فرماتے ہیں۔

وَھُوَ قَوْلُ اَصْحَابِنَا الْحَنَفِیَّۃِ۔

ہمارے ائمہ احناف کا قول بھی بیس رکعت کا ہے

علامہ ابن عبد البر مالکیؒ بیس رکعت تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وَھُوَ قَوْلُ جُمْھُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِہٖ قَالَ الْکُوْفِیُّوْنَ وَالشَّافِعِیُّ وَاَکْثَرُ الْفُقَھَاءِ وَھُوَ الصَّحِیْحُ عَنْ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍؓ مِنْ غَیْرِ خِلَافٍ فِی الصَّحَابَۃِ۔

(عمدۃ القاری ج۱۱ ص۱۲۷)

بیس۲۰ رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے۔ اہل کوفہ (احناف و دیگر محدثین و فقہاء)، امام شافعیؒ اور اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے، حضرت ابی بن کعبؓ سے صحیح طور پر یہی ثابت ہے صحابہ کرامؓ کا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

http://mujahid.xtgem.com

فَاخْتَارَ مَالِكٌ فِي اَحَدِ قَوْلَيْهِ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَدَاؤُدُ الْقِيَامَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَى الْوِتْرِ۔ (بدایۃ المجتہد ص۲۱۰ ج۱)

امام مالکؒ نے اپنے ایک قول میں اور امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام داؤدؒ ظاہری نے وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح کو اختیار کیا ہے۔

امام مالکؒ کا دوسرا قول چھتیس رکعت تراویح کا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰى اَنَّ التَّرَاوِيْحَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً۔

صحابہ کرامؓ کا بیس رکعت تراویح پر اجماع و اتفاق ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ ص۱۹۴ ج۳)

محدث ابن قدامہ حنبلیؒ المغنی ص۷۹۸ ج۱ پر نماز تراویح کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَالْمُخْتَارُ عِنْدَ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فِيْهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً۔

امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں بیس رکعت تراویح مختار اور راجح ہے۔

آگے ص۷۹۹ ج۱ میں بیس رکعت کے دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّؓ اَنَّهٗ اَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَهٰذَا كَالْاِجْمَاعِ۔

حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت پڑھائے یہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔

علامہ قسطلانی شافعیؒ ارشاد الساری شرح بخاری ص۴۲۶ ج۳ پر عہد فاروقی میں بیس رکعت تراویح پر صحابہؓ و تابعینؒ کا عمل نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَقَدْ عَدُّوْا مَا وَقَعَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَؓ كَالْاِجْمَاعِ۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بیس رکعت تراویح کا واقعہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔

http://mujahid.xtgem.com

علامہ نوویؒ شافعی رحمۃ اللہ علیہ شرح المہذب صفحہ ۳۲ جلد ۴ پر نماز تراویح پر بحث کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

إِنَّهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً ...... هٰذَا مَذْهَبُنَا وَبِهٖ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهٗ وَاَحْمَدُ وَدَاؤُدُ وَغَيْرُهُمْ وَنَقَلَهُ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ (المالكي) عَنْ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ۔

نماز تراویح بیس ۲۰ رکعت ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور امام احمد بن حنبل اور امام داؤد ظاہریؒ اور دوسرے علماء کا یہی قول ہے اور قاضی عیاض مالکیؒ نے بھی جمہور علماء کا یہی مسلک نقل کیا ہے۔

الحاصل بیس ۲۰ رکعت تراویح جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کا مسلسل عمل ہے جو اجماع کی ایک شکل ہے ائمہ اربعہؒ کا اس پر اتفاق ہے چودہ صدیوں سے کروڑوں اہلِ اسلام اسی پر عمل پیرا چلے آ رہے ہیں۔

ف : بعض احادیث و آثار میں نماز تراویح میں بیس ۲۰ رکعت سے کم کا ذکر بھی آیا ہے محققین کے ہاں ایسی روایات ابتداء پر محمول ہیں، آخری عمل بیس ۲۰ رکعت کا ہے۔ اس پر قرینہ خلفاء راشدینؓ کے مقدس عہد میں بیس ۲۰ رکعت پر جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کا عملی اجماع ہے، اگر بیس ۲۰ رکعت تراویح آخری عمل نہ ہوتا تو جمہور صحابہؓ و تابعینؒ ہرگز اُسے اختیار نہ کرتے اور اس پر مسلسل عملی اصرار نہ کرتے۔

محدث بیہقی شافعیؒ نے تراویح کے بارے میں مختلف روایات کی یہی توجیہ کی ہے۔

وَجَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ بَيْنَهُمَا بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِاِحْدٰى عَشَرَةَ ثُمَّ قَامُوْا بِعِشْرِيْنَ وَاَوْتَرُوْا بِثَلَاثٍ۔

محدث بیہقیؒ نے ان مختلف روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ وہ لوگ گیارہ رکعت پڑھتے تھے پھر بیس ۲۰ رکعت پڑھیں اور تین رکعت وتر پڑھے۔

http://mujahid.xtgem.com
http://mujahid.xtgem.com

(ارشاد الساری شرح بخاری ص۴۲۶ ج۴ للمحدث القسطلانی الشافعیؒ، نصب الرایہ ص۱۵۴ ج۲ للمحدث الزیلعی الحنفیؒ)

امام بیہقیؒ کی یہ توجیہہ و تطبیق سنن کبریٰ بیہقی مع الجوہر النقی ص۴۹۶ جلد ۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ف: بیسؔ رکعت تراویح پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث اگرچہ سند کے لحاظ سے ضعیف ہے تاہم مذکورہ بالا صحابہؓ و تابعینؒ کے بیسؔ رکعت کے عملی اجماع سے اسکی بنیاد صحیح ثابت ہوتی ہے۔ وہ مرفوع حدیث یہ ہے۔

(۴۸۹) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں بیسؔ رکعت پڑھتے تھے۔

(بیہقی ص۴۹۶ جلد دوم، طبرانی کبیر، معجم بغوی، مسند عبد بن حمید، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۴ ج۲)

فجر کی سنتیں بہت اہم ہیں

نماز فجر کی دوؔ رکعت سنتیں بہت مؤکدہ ہیں۔

(۴۹۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ اَشَدَّ تَعَاھُدًا مِنْہُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نوافل و سنن میں سے) سب سے زیادہ اہتمام فجر کی دوؔ سنتوں کا فرماتے تھے۔

(بخاری ص۱۵۶ جلد ۱، مسلم ص۲۵۱ جلد اول، مشکوٰۃ ص۱۰۴)

(۴۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) مت چھوڑو، اگرچہ گھوڑے تمہیں دوڑا رہے ہوں۔

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

(ابو داؤد صہ ۱۸۶ جلد اول ، مسند امام احمد)

ف : اگر صبح کی جماعت کھڑی ہو چکی ہو اور فجر کی سنتیں بھی ادا کرنی ہوں، تو دونوں فضیلتوں (ادائیگی سنت، شرکت جماعت) کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ جماعت کی صفوں سے ہٹ کر سنتیں ادا کر کے جماعت میں شرکت کی جائے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ سنتیں پڑھنے سے جماعت فوت ہو جائے گی، تو پھر جماعت میں شامل ہو جائے اور سنتیں سورج نکلنے کے بعد ادا کرے۔ اس تفصیل کے لیے ذیل کی احادیث و آثار ملاحظہ ہوں۔

(۴۹۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اسے چاہیے کہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے۔

(ترمذی صہ ۵۷ ج ۱، مستدرک حاکم، دارقطنی، بیہقی، صحیح ابن حبان، صححہ الحاکم و اقرہ الذہبی)

(۴۹۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ أَنَّهُ صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بَعْدَ الضُّحٰى.

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے فجر کی سنتیں چاشت کے بعد پڑھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۲۵۵ جلد دوم سندہٗ حسن)

(۴۹۴) حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

أَيْقَظْتُ ابْنَ عُمَرَ رضؓ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ.

میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کو صبح کی نماز کے لیے جگایا، حالانکہ جماعت نماز کی اقامت ہو چکی تھی، تو حضرت ابن عمر رضؓ کھڑے ہوئے اور دو ۲ رکعتیں سنتیں پڑھیں۔

(طحاوی صہ ۲۵۶ جلد اول اسنادہ صحیح)

(۴۹۵) حضرت ابو درداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا عمل منقول ہے۔

إِنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ

حضرت ابو درداء رضؓ مسجد میں تشریف لاتے

http://mujahid.xtgem.com

الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ۔

جب کہ لوگ صبح کی نماز کی صف بندی کر چکے ہوتے، تو آپ مسجد کے ایک کونے میں سنتیں پڑھتے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے۔

(طحاوی صفحہ ۲۵۶ جلد اول اسنادہ حسن)

(۴۹۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰیؓ قَالَ جَاءَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ وَالْاِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اِلٰى سَارِيَةٍ وَلَمْ يَكُنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰؓ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ امام صاحب صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی صبح کی سنتیں رہتی تھیں تو آپؓ نے ایک ستون کے پاس اُن کو ادا کیا۔

(طبرانی کبیر، قال المحدث الہیثمی فی مجمع الزوائد رجالہ موثقون)۔

اس کے راوی ثقہ لائق اعتماد ہیں۔ (مجمع الزوائد)

(۴۹۷) حضرت حارثہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَكَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ۔

صبح کی نماز کی اقامت کی جا چکی تھی، حضرت ابن مسعودؓ نے دو رکعت سنت ادا کیں، پھر لوگوں کے ساتھ نماز (کی جماعت) میں شریک ہوئے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ، ج۲ ص۲۵۱ اسنادہ صحیح)

(۴۹۸) حضرت ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كُنَّا نَأْتِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبْلَ اَنْ نُصَلِّيَ الرَّكْعَتَيْنِ

ہم (بعض اوقات) صبح کی سنتیں ادا کرنے سے پہلے حضرت عمر بن الخطابؓ کی خدمت

http://mujahid.xtgem.com

http://mujahid.xtgem.com

قَبْلَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَنُصَلِّيْ فِيْ اٰخِرِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ۔

(طحاوی، ج۱ ص۲۵۶ اسنادہ صحیح)

میں حاضر ہوتے، حضرت عمرؓ نماز پڑھا رہے ہوتے، تو ہم مسجد کے آخر میں سنتیں پڑھتے، پھر لوگوں کے ساتھ نماز (کی جماعت) میں شرکت کرتے۔

کُنّا ناتی جمع کا صیغہ دلالت کرتا ہے کہ عہدِ فاروقی میں یہ صورت کثرت سے پیش آتی تھی اور بہت سے حضرات کا عمل اس کے مطابق تھا۔

ف: بعض احادیث میں آیا ہے۔

(۴۹۹) اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ۔

جب نماز کی اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز نہیں ہے۔

(مسلم ج۱ ص۲۴۷ وسنن اربعہ)

مذکورہ بالا احادیث و آثار کے قرینہ سے اس کا مطلب ومحمل یہ ہے کہ سنتیں جماعت کی صف میں نہ پڑھی جائیں تاکہ سنت و فرض کا اتصال نہ ہو۔ اس توجیہ کا دوسرا قرینہ خود ممانعت کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں، کہ اقامت کے بعد سنتیں پڑھنے والے سے آپ نے فرمایا:

اَتُصَلِّي الصُّبْحَ اَرْبَعًا۔

کیا تو صبح کی نماز کی چار رکعت پڑھتا ہے۔

(مسلم صفحہ ۲۴۷ جلد اول)

ایک روایت میں ہے۔

ءَاَلصُّبْحَ اَرْبَعًا۔

کیا تو صبح کی چار رکعت پڑھتا ہے۔

(بخاری ص۹۱ جلد اول)

چار رکعت کا نقشہ سنت و فرض کو ایک جگہ متصل ادا کرنے سے وجود میں آتا ہے، اگر ممانعت مطلق ہوتی تو مذکورہ بالا صحابہ کرامؓ اقامت کے بعد سنتیں ادا نہ کرتے۔

http://mujahid.xtgem.com

صبح کے فرضوں کے بعد طلوعِ شمس سے پہلے سنتیں نہ پڑھنی چاہئیں

(۵۰۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ ؕ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد طلوعِ شمس تک اور عصر کی نماز کے بعد غروبِ شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری ج۱ ص۸۲، مسلم ص ۲۷۵ جلد اول)

(۵۰۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک مرفوع حدیث حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور دیگر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ ؕ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد طلوعِ شمس تک اور عصر کے بعد غروبِ شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری ج۱ ص۸۲، مسلم ج۱ ص۲۷۵ وبقیہ صحاح ستہ)

(۵۰۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نماز عصر کے بعد غروبِ شمس تک نماز درست نہیں اور نماز فجر کے بعد طلوعِ شمس تک نماز درست نہیں۔

(بخاری ص۸۲ جلد اول، مسلم ص۲۷۵ ج۱)

(۵۰۳) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

http://mujahid.xtgem.com

صَلِّ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ...... حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَغْرُبَ ۔

نماز صبح ادا کر، پھر طلوعِ شمس تک نماز سے رکا رہے ...... یہاں تک کہ تو نماز عصر ادا کرے۔ پھر غروبِ شمس تک نماز سے رُکا رہے۔

(مسلم صـ ۲۷۶ جلد اوّل، مسند امام احمد بن حنبل ؒ)

(۵۰۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

تُصَلِّی الصُّبْحَ ثُمَّ اجْتَنِبِ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ ط

تو صبح کی نماز پڑھے۔ پھر سورج بلند ہونے تک نماز سے اجتناب کر۔

(مسند اسحٰق بن راہویہ)

(۵۰۵) حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ ط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ صبح کے بعد سورج نکلنے تک اور نماز عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

(مسند اسحٰق بن راہویہ)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع ترمذی صـ ۲۵ جلد اول پر باب "ماجاء فی کراھیۃ الصلٰوۃ بعد العصر وبعد الفجر" کا عنوان قائم کیا ہے اس کے تحت حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ بالا حدیث درج کی ہے۔

اس کے بعد حسبِ معمول وفی الباب کے تحت ۱۸ صحابہ کرامؓ کے نام لکھے ہیں۔ جن سے فجر وعصر کے بعد ممانعت نماز کی حدیثیں مروی ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ وَعُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ وَسَلَمَۃَ بْنِ

http://mujahid.xtgem.com

الاکوع[۹] و زید بن ثابت[۱۰] و عبد اللہ بن عمرو[۱۱] و معاذ بن عفراء[۱۲] و الصنابحی[۱۳] ولم یسمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عائشۃ[۱۴] و کعب بن مرۃ[۱۵] و ابی امامۃ[۱۶] و عمرو بن عبسۃ[۱۷] و یعلی بن[۱۸] امیۃ و معاویۃ[۱۹] ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کو شامل کرنے سے بیس[۲۰] نام بنتے ہیں۔

علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح بخاری ص۷۶ ج۵ پر ترمذی کی مذکورہ عبارت نقل کر کے پانچ ناموں کا اضافہ کیا ہے اور لکھا ہے۔

و فی الباب ایضا عن سعد بن ابی وقاص[۲۱] و ابی ذر الغفاری[۲۲] و ابی قتادۃ[۲۳] و ابی الدرداء[۲۴] و حفصۃ[۲۵] ط

حافظ ابن حجر شافعیؒ نے تلخیص الحبیر ص۱۰۴ ج۳ مع شرح المہذب امام ترمذیؒ اور علامہ عینیؒ کے مذکورہ بالا اسماء ذکر کر کے ایک نام کا اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

و صفوان ابن المعطل[۲۶] رضؓ و غیرھم۔

اپنے دور کے عظیم محدث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے معارف السنن شرح ترمذی ص ۹۶، ۹۷ پر مذکورہ بالا اسماء کا ذکر کر کے چار ناموں کا اضافہ کیا ہے۔

و فی الباب عن عبد الرحمن بن عوف[۲۷] رضؓ و مسور بن مخرمۃ[۲۸] و عبد الرحمن[۲۹] ابن ازھر رضؓ و ابی اسید[۳۰] فی زوائد الھیثمی ص۲۲۷ ج۲ فھؤ لاء ثلاثون نفسا من الصحابۃ بس دون ذلک۔

الغرض تیس[۳۰] صحابہ کرامؓ سے نماز فجر و عصر کے بعد نماز کی ممانعت کی حدیثیں مروی ہیں۔ اس لئے امام طحاویؒ، محدث ابن بطال مالکیؒ، علامہ مناویؒ، علامہ ابن عبد البر مالکیؒ، علامہ سیوطی شافعیؒ جیسے محققین علماء اعلام نے نماز فجر و عصر کے بعد ممانعت نماز کی احادیث کو متواتر کہا ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی ص۱۲۱ ج۲)

http://mujahid.xtgem.com

ف : ایک حدیث میں ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس رض کو نماز صبح کے بعد سنتیں پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (مشکوٰۃ ص۹۵، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

جواب ۱ : جواز والی حدیث خبرِ واحد ہے اور ممانعت کی مذکورہ بالا احادیث متواتر ہیں۔ باتفاق محدثین متواتر حدیث خبرِ واحد سے راجح ہوتی ہے۔

جواب ۲ : ممانعت کی احادیث کے قرینہ سے جواز والی حدیث حضرت قیس رض کی خصوصیت پر محمول ہے۔

جواب ۳ : ممانعت کی متواتر احادیث سے یہ خبرِ واحد منسوخ ہے۔

(معارف السنن شرح ترمذی ص۹۹ جلد۴)

جواب ۴ : یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ترمذی رح فرماتے ہیں :۔

اسناد هٰذا الحدیث لیس بمتصل۔ اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔

(ترمذی ص۵۷ جلد اول)

پانچ مکروہ اوقات میں دوگانہ طواف اور نفل نماز ممنوع ہے

جمہور علماء کی تحقیق میں درج ذیل اوقات میں نفل نماز اور دوگانہ طواف ممنوع ہیں۔

۱ سورج طلوع ہونے کے وقت۔

۲ دوپہر کو جب کہ سورج سر پر ہو۔

۳ سورج غروب ہونیکے وقت۔

۴ صبح کی نماز کے بعد، طلوعِ شمس تک۔

۵ عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک۔

ممانعت کی دلیل وہ متواتر احادیث ہیں جو تیس صحابہ کرام رض سے مروی ہیں۔ جن کا متن

http://mujahid.xtgem.com

مفہوم ہے :

لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ لَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ الخ (صحاح ستہ وغیرہ)

ان میں سے بعض کا تفصیلی اور بعض کا اجمالی بیان پہلے گزر چکا ہے نیز ان اوقات میں ممانعت نماز کی مطلق متواتر احادیث کے علاوہ درج ذیل خصوصی احادیث بھی حجت ہیں۔

(۵۰۶) عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَؓ اَنَّهُ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ اَوْ بَعْدَ الصُّبْحِ وَلَمْ يُصَلِّ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے عصر یا نماز صبح کے بعد طواف کیا اور طواف دوگانہ نہیں پڑھا۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپؓ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب شمس تک نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

(مسند اسحٰق بن راہویہ، مسند امام احمد ص ۲۱۹ ج ۴، بیہقی، اسنادہ حسن آثار السنن ص ۲۳۹)

حافظ ابن حجرؒ نے "الاصابہ" ص ۴۲۸ جلد ۳ پر اس کی بعض سندوں کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ (حاشیہ نصب الرایہ ص ۲۵۳ جلد اول)

پھر آپ کا یہ عمل صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے سامنے تھا، لیکن کسی صحابیؓ نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔

(۵۰۷) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ اَنَّهُ طَافَ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَرَكِبَ حَتّٰى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِیْ طُوًی۔

حضرت عمر بن الخطابؓ نے نماز صبح کے بعد طواف کیا۔ پس سوار ہوئے۔ حتیٰ کہ ذی طویٰ (ایک مقام کا نام ہے) میں پہنچ کر دوگانہ طواف ادا کیا۔

(بخاری ص ۲۲۰ ج ۱، باب الطواف بعد الصبح والعصر معلقا، مؤطا امام مالک و سنن بیہقی ص ۴۶۳ ج ۲)

http://mujahid.xtgem.com

حضرت عمرؓ کی یہ روایت ترمذی صہ ۱۰۶ جلد اول پر بلا سند زیادہ واضح مروی ہے اس میں ہے فصلی بعد ما طلعت الشمس، حضرت عمر رضہ نے طلوع شمس کے بعد طواف کا دوگانہ ادا کیا۔

افضل یہ ہے کہ طواف کے بعد متصل دوگانہ طواف ادا کیا جائے اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم کے قریب ادا کیا جائے۔ بلا عذر اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا یا مسجدِ حرام سے باہر ادا کرنا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

حضرت عمر رضہ کا افضلیت کی ان تمام وجوہ کو نظر انداز کرتے ہوئے مسجدِ حرام سے دور مقامِ ذی طوی میں تاخیر سے ادا کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحقیق میں نمازِ صبح کے بعد دوگانۂ طواف ادا کرنا درست نہیں تھا۔ پھر آپ کا یہ عمل صحابہ کرامؓ کے سامنے تھا۔ لیکن کسی صحابیؓ نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری صہ ۲۷۲ ج ۹)

(۵۰۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رضہ اَنَّهَا قَالَتْ إِذَا اَرَدْتَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَوِ الْعَصْرِ فَطُفْ وَاَخِّرِ الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ اَوْ حَتّٰى تَطْلُعَ فَصَلِّ لِكُلِّ اُسْبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب تو نمازِ فجر یا نمازِ عصر کے بعد بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرے تو طواف کر اور نماز کو مؤخر کر، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے یا طلوع ہو جائے پھر ہر سات چکروں کے لئے ایک دوگانہ ادا کر۔

حافظ ابن حجر شافعیؒ فتح الباری شرح بخاری صہ ۳۹۲ جلد ۳ پر فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا اِسْنَادٌ حَسَنٌ۔ اور یہ سند حسن ہے۔

تنبیہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۵۰۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِىْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی عبد مناف جو شخص رات یا دن کے کسی حصہ میں

http://mujahid.xtgem.com

أَحَدًا طَافَ هٰذَا الْبَيْتَ وَصَلّٰى آيَةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ۔

بیت اللہ کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے، تم اس کو مت روکو۔

(ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صہ ۹۵ وصححہ الترمذی)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مکروہ اوقات میں نماز کی ممانعت کی حدیثیں متواتر ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ خبرِ واحد ہے، محدثین کرام کے ہاں متواتر کے مقابلہ میں خبرِ واحد مرجوح ہوتی ہے، دوسرے اس میں اربابِ انتظام کو خطاب ہے کہ تم کسی مسلمان کو طواف و نماز سے نہ روکا کرو۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ منتظمین عام مسلمانوں پر اللہ کے گھر میں پابندیاں نہ لگائیں، ان کو پریشان نہ کریں۔ یہ ایک انتظامی ہدایت ہے اور اس حدیث کا رُخ انتظامیہ کی طرف ہے، نمازیوں کی طرف نہیں ہے۔ نماز پڑھنے والوں کو آپؐ نے بار بار کھول کر بتلا دیا ہے کہ اوقاتِ خمسہ میں نماز منع ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ صہ ۵/۳۴ مع الوضاحۃ)

(۵۱۰) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ إِلَّا بِمَكَّةَ۔ إِلَّا بِمَكَّةَ إِلَّا بِمَكَّةَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز درست نہیں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں یعنی مکہ مکرمہ ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

(مسند احمد، دارقطنی، بیہقی، مشکوٰۃ صہ ۹۵ وغیرہ)

جواب: علامہ ابنِ دقیق العید الشافعیؒ نے اپنی کتاب "الامام" میں اور محقق ابن الہمامؒ نے فتح القدیر صہ ۲۲۳ جلد اول پر اس حدیث کو چار وجہ سے معلول اور ضعیف لکھا ہے جس کی تفصیل نصب الرایہ صہ ۲۵۴ جلد اول پر درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

هُوَ مَعْلُوْلٌ بِأَرْبَعَةِ أُمُوْرٍ یہ حدیث چار وجہ سے معلول ہے اور

http://mujahid.xtgem.com

اِنْقِطَاعُ مَا بَیْنَ مُجَاهِدٍ وَ اَبِیْ ذَرٍّ وَضُعْفُ اِبْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضُعْفُ حُمَیْدٍ وَ اِضْطِرَابُ سَنَدِہٖ۔	ضعیف ہے سند متصل نہیں۔ مجاہدؒ اور ابوذرؓ کے درمیان کوئی راوی محذوف ہے، اس کا راوی ابن المؤمل ضعیف ہے، اس کا دوسرا راوی حمید بھی ضعیف ہے۔ اس کی سند میں اضطراب و اختلاف ہے۔ انتہی

اس کے راوی ابن المؤمل کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

اَحَادِیْثُ اِبْنِ الْمُؤَمَّلِ مَنَاکِیْرُ۔ ابن المؤمل کی حدیثیں منکر اور ضعیف ہیں۔

نقاد محدث یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: ھُوَ ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ، وہ ضعیف الحدیث ہے اور اس کے دوسرے راوی حمید کے متعلق امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: حُمَیْدٌ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ۔ حمید قوی نہیں۔ نیز امام بیہقیؒ اس سند کے متعلق لکھتے ہیں: وَ مُجَاهِدٌ لَمْ یُدْرِكْ اَبَاذَرٍّ۔ مجاہد نے ابوذرؓ کو نہیں پایا۔ لہٰذا یہ روایت منقطع ہے۔

(نصب الرایۃ صـ ۲۵۴ جلد اول)

نماز کی ممانعت کی متواتر احادیث کے مقابلہ میں ایسی ضعیف و مجروح روایت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ وَاللہُ اَعْلَمُ

ھٰذا اٰخر ما اردنا بیانہ لنصح اھل الاسلام بتوفیق اللہ تعالیٰ وکرمہ ومنہ وفضلہ۔ اللّٰھم تقبلہ لرضاک واجعلہ لی وسیلۃ لفلاح الدارین۔ اٰمین

مکتبہ حقانیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ۔ ملتان

کتبہ فانی خانیوال ۲۱-۲-۹۲

http://mujahid.xtgem.com